كَرَامَاتُ الصَّادِقِيْن

(اردو ترجمہ)

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

ٹائیٹل باراوّل

هذه رسالة مباركة المسمّاة

كرامات الصادقين

ولمن يأت برسالة مثلها فله انعام

الف من الورق غير مقلّد

كان أو من المقلّدين

وانّها

قد طبعت بفضل الله ورحمته في پنجاب رسيالكوت

باهتمام المنشي غلام قادر الفصيح مالك المطبع والحمد لله رب العالمين

اُردو ترجمہ ٹائٹل بار اوّل

یہ مبارک رسالہ جس کا٭ م

کراماتِ الصادقین

ہے اور جو اس رسالے کی نظیر پیش کرے گا

اس کے لئے ای- ہزار روپیہ ا م ہے خواہ

غیر مقلد ہو٭ ی مقلد

اور یہ: اتعالیٰ کے فضل اور رحمت سے پنجاب پریس سیالکوٹ میں٭ ہتمام غلام قادر فصیح مالک مطبع طبع ہوا۔

àn̂ǵ^Í] hù.. ∩* , ǵv^∩

التنبيه

أيها المكفِّرون الذين أصرّوا على تكذيبي وهمّوا بتمزيق جلابيبي اعلموا هداكم الله أن هذه الرسالة معيارٌ لتنقيد أمري وأمركم فإن كنتم لا تتناهون عن سبّكم ولا تخافون قهر ربّكم وتظنون أنكم أعلام الشريعة وأشياخ الطريقة وعلماء الملة وفضلاء الأمة فأْتوا برسالة من مثله إن كنتم صادقين. وإن لم تفعلوا وواللّٰه لن تفعلوا فاتقوا الله الذي تُرجَعون إليه واتقوا نارا تأكل أحشاء المجرمين. واللّٰه إني ما ألّفت هذه الرسالة إلا لكسر نخوتكم وإطفاء شعلة رعونتكم وكنت أطيق

اے مکفّرو جو میری تکذیب پر مصر او ر میرا گریبان چاک کرنے کے درپئے ہو، اچھی طرح جان لو اللہ تمہیں ہدایت دے۔ یہ رسالہ میرے اور تمہارے معاملہ کو پرکھنے کے لئے ایک معیار ہے۔ سو اگر تم سبّ وشتم سے باز نہیں آتے اور اپنے رب کے غضب سے نہیں ڈرتے اور یہ سمجھتے ہو کہ تم شریعت کے علمبردار، شیخ طریقت، علماء ملت اور فاضلانِ امت ہو، تو (میرے اس) رسالے کی نظیر لاؤ، اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر تم ایسا نہ کرو اور بخدا تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو پھر اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور اس آگ سے ڈرو جو مجرموں کے اندرونے تک کو کھا جاتی ہے۔ اور بخدا میں نے اس رسالے کو صرف تمہاری نخوت کو توڑنے اور تمہاری رعونت کے شعلے کو بجھانے کے لئے تالیف کیا ہے اور مجھے اپنی ذلت کو دیکھ کر برداشت

عـلـى رؤية ذلّتـى ومسـاغ غـصّتـى ولٰـكـنى أردت أن أُظهر كيـفية عـلـمكم على المنصِفين. فـنشلـتُ كـنـانتـى وقضيت من دُرر البيـان لُبـانتـى فإن نـاوحتم وأتيتـم بـكـلام مـن مثلـه فلكم الألف بـل أزِيـدُ عـليـه عشـرين درهـمـا لـلغالبين. والـلّٰـه إنى مـا أرى فيـكـم إلا إجبـال الـقـرايـح وإكـداء الـمـاتـح والـمـائح وما أرى عـنـدكـم مـن مـاءٍ مَـعين. وأعـجـبـنـى أنـكـم مـع كـونـكـم خـاوى الـوفـاض مـن الـمـعارف الدينيّة تستـكبـرون ولا تستـحيـون ولا تـنتهـجـون مـحجة المتقين. فـوالـذى بـعثـنـى لإلـزامكـم وإفـحـامـكـم لـقد سألتُ اللّٰـه أن يـحـكـم بينـى وبينـكـم و يـوهـن كيـد الـكـاذبيـن. ومـا

کرنے اور غصے کو پی جانے پر پوری طاقت حاصل تھی لیکن میں نے چاہا کہ منصفوں پر تمہارے علم کی کیفیت کو ظاہر کروں۔ سو (اس غرض کے لئے) میں نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور قوتِ بیان کے موتیوں سے میں نے اپنا مقصد پورا کرلیا۔ پس اگر تم نے مقابلہ کیا اور اس جیسا کلام پیش کر دیا تو تمہیں ایک ہزار روپیہ (انعام) دیا جائے گا، بلکہ غالب آنے کی صورت میں بیس روپے مزید بھی دیئے جائیں گے۔ اور بخدا مجھے تم میں صرف خسیس الطبع اور بے فیض آب کش اور پانی بھرنے والے دکھائی دیتے ہیں جبکہ تمہارے پاس مجھے مصفّا آبِ رواں نظر نہیں آتا۔ اور مجھے تعجب ہے کہ تم دینی معارف سے تہی دامن ہونے کے باوجود متکبر اور بے حیا ہو اور تقویٰ شعار لوگوں کی راہ پر نہیں چل رہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہیں ملزم ٹھہرانے اور تمہارا منہ بند کرنے کے لئے مجھے مبعوث فرمایا ہے میں نے اللہ کی جناب میں یہ التجا کی کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے اور جھوٹوں کی تدبیر کو کمزور کرے۔ درہم و دینار

عرضت عليكم درهمًا و دينارًا إلا اختبارًا فإن ناضلتموني تفسيرا ونظما فهو لكم حتمًا. واعلموا أن اللّٰه يُخزيكم ويُرِى الخَلْقَ جهلكم ويريكم ما كنتم تكذبون وتستعلون مستكبرين. وقد نظمت هذه القصائد بارتجال من غير انتحال في بلدة "عَنبَرْسَر" وكان ثَمَّ مُشاهِدِى حزبٌ من المسلمين. ولكني أمهلكم إلى شهرين من وقت إشاعة هذه الرسالة وأرقب ما تجيبون أتُولّون الدُّبر أو تكونون من المناضلين؟ إن شيخ "البطالة "دعاني غضبانَ فنهضت إليه عجلانَ وقلت :قُمْ قُمْ إني أتيت الآن ودانَيتُه بالمصباح المتّقد ولكني أعلم أنه من قوم

کی تمہیں میری پیشکش تو محض تمہارا امتحان لینے کے لئے ہے۔ پس اگر تم نے تفسیر اور نظم کے (میدان) میں میرا مقابلہ کیا تو (مقررہ انعام) حتماً تمہارا ہوگا۔ لیکن یہ اچھی طرح سے جان لو کہ اللہ تمہیں رسوا کرے گا اور لوگوں پر تمہاری جہالت ظاہر کردے گا اور تمہاری کذب بیانی، متکبرانہ تعلّی کی حقیقت ظاہر کردے گا اور میں نے یہ قصائد فی البدیہ بغیر کسی سرقہ کے امرتسر شہر میں نظم کئے ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کا ایک گروہ اس امر کا چشم دید گواہ ہے۔ لیکن میں تمہیں اس رسالہ کے وقتِ اشاعت سے لے کر دو ماہ کی مدت تک کی مہلت دیتا ہوں اور میں انتظار کروں گا کہ تم کیا جواب دیتے ہو آیا تم پیٹھ پھیرتے ہو یا مقابلہ کرتے ہو۔ اصلاً تو شیخ بطالہ (بٹالہ) نے غضبناک ہو کر مجھے (مقابلہ) کی دعوت دی تھی جس پر میں اُس کی طرف فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور (اُسے) کہا: اُٹھ، اُٹھ، میں آ گیا ہوں۔ (اور پھر) میں اس کے پاس ایک روشن چراغ لے کر گیا حالانکہ میں یہ بخوبی جانتا ہوں کہ وہ اندھی قوم

عــمـيــن. وهــذه رســالة قــد أُودِعــتْ دقــائــقَ الـقــرآن و ضُـمّـخــت بـطـيــب العـرفــان و سيـق إليــه شِـربٌ مـن تسـنيـم الـجِـنــان وسَـفَــرتْ عن مـرأى وسيــمٍ وأَرَجِ نسيــمٍ وتــراء تْ بـوجــهٍ حَسِيـن. لـمعاتُها أَزْرأتْ بــالـجُـمــان وصَـلِيَــت القلوب بــالــنيـران وهيّـجـت البـلابـل فـى صـدور الـمعاندين. وكتبتُها لـئلّا يبـقـى لـلـجـدال مـطـرح ولا لــلــمِــراء مسـرح وليتبين الحق وليستبين سبيل المجرمين. وآخــر دعـوانــا أن الـحـمد لِلّٰـه رب العالمين۔

-----☆-----

میں سے ہے۔ اور اس رسالے میں قرآن کے دقائق درج کئے گئے ہیں۔ اسے عرفان کی خوشبو سے خوب معطر کیا گیا ہے۔ جنتوں کے چشمۂ تسنیم کے پانی کو اس کی طرف لایا گیا ہے۔ اس رسالے نے خوبصورت چہرے سے اور بادِنسیم کی مہک سے پردہ ہٹایا اور خوبصورت چہرہ دکھلایا اور اس کی چمک دمک نے موتیوں کو شرمندہ کر دیا۔ اور دل آتش عشق سے سوزاں ہوئے اور معاندوں کے سینوں میں غموں کا ایک طوفان بپا کیا۔ میں نے اِس (رسالے کو) اِس غرض سے لکھا ہے تا کہ بحث کی کوئی طرح اور جھگڑے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور تا حق کھل کر سامنے آ جائے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ وآخر دعوانا أن الحمد لِلّٰه رب العالمین۔

-----☆-----

﴿ ۱ ﴾

ہزار روپیہ انعام کے وعدہ پر رسالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ الذی لا تدرکہ الأبصار وھو یُدرک الأبصار وتتباعد الأفکار عن فھم کُنْھِہ تباعُدَ اللیل من النھار الذی دَعَا الناسَ بالقرآن و رسولہ المصطفی إلی مأدبة الجَفَلَی من أھل الحضارة و الفلا و الصلاة و السلام علی حبیبہ محمد خاتم النبیین وفخر المرسلین الذی جاء بالحجج والبراھین وأسعفَ الناسَ بحاجاتھم ویَمَّمَ إصلاحَ العالمین. فکم مِن مُحلِّقٍ إلی الھوی دخَل فی الرُّوحانیّین وکم من ذی لسان سلیط وغیظ مستشیط صار من المھذَّبین المطھَّرین. اللّٰھم

حقیقی ستائش کا سزاوار اللہ ہے جس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور اس کی کنہ کی تفہیم سے افکار اتنے ہی دور ہیں جتنی رات دن سے دور ہے۔ وہ ذات جس نے قرآن اور اپنے رسول مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے شہروں اور جنگلوں کے تمام باسیوں کو دعوتِ عام دی ہے۔ پھر درود وسلام ہو اس کے حبیب محمد خاتم النبیّین اور فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دلائل و براہین کے ساتھ آیا اور اُس نے لوگوں کی حاجتیں پوری کیں اور تمام جہانوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ پس کتنے ہی خواہشوں کے گرد گھومنے والے تھے جو روحانی لوگوں کے حلقے میں داخل ہو گئے اور کتنے زبان دراز اور غیظ و غضب سے بھڑک اُٹھنے والے لوگ تھے جو نہایت مہذب، شائستہ اور پاک صاف ہو گئے۔ اے اللہ! اس

فصَلِّ على هذا الرسول النبيّ الأُمّيّ الذي فاق الرسلَ كلهم في كمالاته وحاز كل فضيلة في سِيره وصفاته وألّف بين قلوب أمم كانوا يُداجون و لا يُخلِصون وأصلح قومًا كانوا يشركون ولا يوحّدون وطهّر أُناسًا كانوا يفجُرون ولا يتّقون ويُنيخون مطايا نفوسهم ولا يسيرون فيٓ سبل اللّٰه ولا يتيقّظون. وكان (صلى اللّٰه عليه وسلم) أُمِّيًّا لم يقرأ شيئا من علوم الدنيا والدين وبلغ أشده في قوم أمّيّين وعمين. ولم ير (صلى اللّٰه عليه وسلم) وجهَ العالِمين العارِفين. بل لم يرُمْ عن وِجاره ولا ظعَن عن إلفه وجاره ومع ذلک سبق العالِمين والعالَمين في عقله وعلومه وبركاته وفيوضه وأنواره

﴿ ۲ ﴾

رسول نبی اُمّی پر درود بھیج جو اپنے کمالات میں تمام رسولوں پر فوقیت لے گئے اور جنہوں نے اپنی سیرت اور صفات میں ہر فضیلت کو اپنے اندر سمو لیا اور ایسے لوگوں کے دلوں میں الفت پیدا کی جو منافق تھے اور مخلص نہ تھے۔ اور ایسی قوم کی اصلاح کی جو مشرک تھی، موحد نہ تھی اور ایسے لوگوں کو پاک کیا جو فاجر تھے، تقویٰ شعار نہ تھے۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کی سواریوں کو بٹھا رکھا تھا اور اللہ کی راہوں پر نہیں چلتے تھے اور بیدار نہ تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے جنہوں نے دنیا اور دین کے علوم میں سے کچھ بھی پڑھا نہ تھا۔ آپؐ اَن پڑھ اور اندھی قوم میں پروان چڑھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالموں اور عارفوں کا چہرہ تک نہ دیکھا تھا بلکہ آپؐ اپنے گھر سے باہر نہیں آئے اور نہ کبھی اپنے دوستوں اور پڑوس کو چھوڑ کر سفر پر گئے۔ اس کے باوجود آپؐ سب عالموں اور دنیا جہان کے لوگوں سے اپنی عقل، اپنے علوم اور اپنی برکات اور اپنے فیوض و انوار میں سبقت لے گئے۔ یہاں

حتی غمرت مواهبُ هدايته المشارقَ والمغارب والأجانب والأقارب وأطال كلُّ ذی ذيلٍ ذيلَه إلی برکاته وامتدت أيدی الناس إلی إفاداته وخيراته. فأری الناسَ سُبل السلام ونجّاهم من المسالک الشاغرة وطرق الظلام وطهّرهم من شُعب النّفاق والشقاق والنزاع والمشاجرة و سِيَرِ الليام. وبصَّر العيونَ وأحسن الظنون ونجَّی المسجون. حتی ألقی فی روع الناس الاستسلامَ وثبّط جذباتِ کُفرهم وثبّت الأقدامَ ونشّطهم إلی الثبات والاستقامة وأقام فأبصروا ورأوا سبلهم ومنازلهم وتخيَّروا المناخ ووَرَدُوا الوِردَ النُّقاخَ وزُکُّوا ومُحِّصُوا وطُهِّروا حتی سُمُّوا خيارَ الناس و

تک کہ آپ کی ہدایت کی نوازشات نے مشارق و مغارب اور غیروں اور اپنوں سب کو ڈھانپ دیا اور ہر صاحبِ دامن نے اپنا دامن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کی طرف پھیلایا اور لوگوں کے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افادات و فیوض و خیرات کی جانب دراز ہوئے۔ پس آپؐ نے لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھائیں اور انہیں تفرقے اور تاریک وتار راہوں سے نجات بخشی اور انہیں ہر قسم کے نفاق، پھوٹ، نزاع، لڑائی جھگڑے اور کمینوں کے خصائلِ شنیعہ سے پاک کیا۔ نیز آپؐ نے آنکھوں کو بصارت بخشی۔ حسنِ ظن پیدا کیا اور اسیروں کی رستگاری فرمائی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے لوگوں کے دلوں میں تسلیم و رضا کی روح پیدا فرمائی، ان کے کفر کے جذبات کو ٹھنڈا کیا اور انہیں ثباتِ قدم عطا فرمایا۔ پامردی اور استقامت کے لئے مستعد کیا اور پاؤں پر کھڑا کیا تو وہ دیکھنے لگے اور انہوں نے اپنی راہوں اور اپنی منزلوں کو دیکھ لیا اور اپنی منزل کا تعین کرلیا اور شیریں اور مصفّا ٹھنڈے پانی کے گھاٹ پر وارد ہوئے۔ ان کا تزکیہ کیا گیا۔ اور وہ ایسے خالص اور پاک وصاف کئے گئے کہ وہ خیار الناس سے موسوم

خُلِّصوا من كل نوع النعاس وكُمِّلوا في العِلم الباطني والخبر الروحاني إلى أن أَترعوا بالمعارف الأكياس وحصحص فيهم نورٌ ينير الناس وبُدّلت شِيمهم وقرائحهم ونُوِّرَت نفوسهم ونُشرت مدايحهم. واعتلقوا بالنبي الكريم اعتلاقَ الأثمار بالأعواد ولَوَوا أعنّتَهم من طرق الفساد إلى مناهج السداد حتى وصلوا منازل القرب والمحبة والوداد وبلغوا وانتهوا إلى كمالات قدّرها اللّٰه للعباد.

فالحمد للّٰه الذي هدى عباده بهذا الرسول النبي الأمي المبارك وأحيا به العالمين.

ہوئے اور انہیں ہر طرح کی اُونگھ (سُستی) سے نجات دی گئی اور وہ علم باطنی اور عرفان روحانی میں اتنے طاق اور کامل ہو گئے کہ انہوں نے بڑے بڑے داناؤں کو معارف سے بھر دیا اور ان میں نور اتنا ظاہر و باہر ہوا کہ لوگوں کو منوّر کرنے لگا اور ان کی عادات اور طبائع بدل دی گئیں۔ ان کے نفوس منوّر کئے گئے اور ان کی تعریف و توصیف پھیلا دی گئی اور وہ نبی کریم ﷺ سے ایسے پیوست ہوئے جیسے پھل ٹہنیوں سے پیوست ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی باگیں فساد کی راہوں سے ہٹا کر سیدھی راہوں کی طرف کر لیں، یہاں تک کہ انہوں نے قرب اور محبت اور مودت کی منازل کو پا لیا اور وہ ان کمالات کی انتہاء تک پہنچ گئے جو اللہ نے اپنے بندں کے لئے مقدر فرمائے ہیں۔

پس حقیقی حمد کی سزاوار اللہ کی ذات ہے جس نے اس مبارک اُمّی رسول نبی کے ذریعہ اپنے بندوں کی ہدایت فرمائی اور اس کے ذریعہ تمام جہانوں کو حیات بخشی۔

﴿۳﴾ آمابعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہریک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بتالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بطالوی صاحب نے ان کا نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کروفر سے بیان کیا تا اس وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

﴿۴﴾ بیگانہ اور ملعون اور مفتری قرار دے کر یہ چاہا کہ عوام پر تمام راہیں نیک ظنی کی بند ہو جائیں لیکن عجیب قدرت خداوند تعالیٰ ہے کہ اس امر میں بھی اس نے نہ چاہا کہ بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب علماء کی کچھ عزت اور راستی ظاہر ہو۔ سو اگرچہ میں درحقیقت امیوں کی طرح ہوں لیکن محض اس نے اپنے فضل سے علم ادب و دقائق و حقائق قرآن کریم میں میری وہ مدد کی کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس خداوند کا شکر ادا کر سکوں اور مجھ کو بشارت دی کہ اگر میاں بطالوی یا کوئی دوسرا اس کا ہم مشرب مقابلہ پر آئے تو شکست فاش اٹھا کر سخت ذلیل ہوگا۔ اسی بنا پر میں نے **اشتہار دیا** کہ میاں بطالوی پر واجب ہے کہ میرے مقابل پر قرآن کریم کی ایک سورت کی تفسیر عربی فصیح بلیغ میں لکھے جو دس۱۰ جزو سے کم نہ ہو اور نیز ایک **قصیدہ** نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرے جو سو۱۰۰ شعر ہو اور ایسا ہی میرے پر واجب ہوگا کہ میں بھی اسی سورۃ کی تفسیر عربی فصیح بلیغ میں لکھوں اور نیز سو۱۰۰ شعر کا قصیدہ بھی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تیار کروں اور پھر اگر عند المقابلہ والموازنہ میاں بٹالوی صاحب کی تفسیر اور ان کا قصیدہ میری تفسیر اور قصیدہ سے افصح اور ابلغ اور اتم اور اکمل ثابت ہوا تو میں اپنے دعوے سے توبہ کروں گا اور سمجھ لوں گا کہ خدا تعالیٰ نے بٹالوی صاحب کی تائید کی اور اپنی کتابیں جلا دوں گا۔ اور اگر میں غالب ہوا تو بٹالوی صاحب کو اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے ان بیانات میں سراسر کاذب اور دروغ گو تھے کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کافر اور ملعون ہے اور نیز علوم عربیہ سے ایسا جاہل کہ ایک صیغہ بھی درست طور پر نہیں آتا اور ساتھ اس کے میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص ہم میں سے اس مقابلہ سے منہ پھیرے یا بیجا حجتوں اور حیلوں سے اس طریق آزمائش کو ٹال دیوے تو اس پر خدا تعالیٰ کی دس۱۰ **لعنتیں** ہوں۔ مگر افسوس کہ بٹالوی صاحب نے ان لعنتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ اور کئی عہد اور وعدے توڑ کر آخر حیلہ جوئی کے طور پر یہ جواب دیا کہ اول ہم آپ کی عربی تالیفوں کو آزمائش کی نظر سے دیکھیں گے کہ وہ سہو اور نسیان سے مبرّا ہیں یا نہیں اور کوئی غلطی صَرف اور نحو کی رو سے ان میں ﴿۵﴾ پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جائیگی تو پھر بالمقابل تفسیر لکھنے اور سو۱۰۰ شعر کا قصیدہ بنانے میں

کچھ عذر نہ ہوگا۔مگر دانشمندوں نے سمجھ لیا کہ بطالوی صاحب نے اپنی جان بچانے کیلئے یہ حیلہ نکالا ہے کیونکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ عربی یا فارسی کی کوئی مبسوط تالیف سہو اور غلطی سے خالی نہیں ہوسکتی اور حیلہ جو کیلئے کوئی نہ کوئی لفظ گو سہو کاتب ہی سہی حجت پیش کرنے کیلئے ایک سہارا ہوسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت ہاتھ پیر مار کر اور مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا پر عمل کر کے یہ شرمناک عذر پیش کر دیا اور اپنے دل کو اس بازاری چال بازی سے خوش کرلیا کہ کسی ایک سہو کاتب یا فرض کرو اتفاقاً کسی غلطی کے نکلنے سے یہ حجت ہاتھ آجائے گی کہ اب غلطی تمہاری کسی کتاب میں نکل آئی اسلئے اب بحث کی ضرورت نہیں رہی۔لیکن افسوس کہ بطالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ قَلَّمَا سَلِمَ مِکْثَارٌ کے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہوجائے اور بباعث خطاء نظر کے اُس غلطی کی اصلاح نہ ہوسکے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اسپر نظر نہ پڑے پھر اس یکطرفہ نکتہ چینی میں دونوں فریق کی علمی طاقتوں کا موازنہ کیونکر ہو۔غرض بطالوی صاحب کے ایسے بیہودہ جوابات سے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسّام حقیقی نے ان کو کچھ بھی حصّہ نہیں دیا اور بجز لعن وطعن اور چال بازی کی مشق کے اور کچھ بھی اُن کے دل اور دماغ اور زبان کو لوازم انسانیت نہیں ملی اسی وجہ سے اوّل مجھے اُن کے اِس قسم کے تعصّبات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے۔لیکن عوام کا یہ غلط خیال دُور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اِس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علم ادب اور حقائق تفسیر کلام الٰہی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ **اتمام حجّت** کے طور پر بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے یہ رسالہ شائع کیا جائے اور واضح رہے کہ اس رسالہ میں **چار**

﴿۲﴾

قصائد اور ایک تفسیر **سورۃ فاتحہ** کی ہے اور اگرچہ یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر بنائے گئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ **چند ساعت** میں لیکن بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب مخالفوں کے لیے محض اتمام حجت کی غرض سے پوری ایک ماہ کی مہلت دیکر یہ اقرار شرعی قانونی شائع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس رسالہ کی اشاعت سے ایک ماہ کے عرصہ تک اسکے مقابل پر اپنا فصیح بلیغ رسالہ شائع کردیں جس میں اِسی تعداد کے موافق اشعار عربیہ ہوں جو ہمارے اس رسالہ میں ہیں اور ایسے ہی حقایق اور معارف اور بلاغت کے التزام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو جو اس رسالہ میں لکھی گئی ہے تو اُن کو **ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا** ورنہ آئندہ اُن کو یہ دم مارنے کی گنجائش نہیں ہوگی کہ وہ ادیب اور عربی دان ہیں یا قرآن کریم کی حقایق شناسی میں کچھ بھی اُن کو مَس ہے۔ اور مَیں نے سنا ہے کہ یہ گروہ علماء کا اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھ کر اِس عاجز کو ایک طرف تو کاذب اور دجّال اور کافر ٹھہراتے ہیں اور ایک طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص سراسر جاہل ہے اور علم عربی سے بکلی بیخبر۔ سو اس مقابلہ سے بتمامتر صفائی ظاہر اور ثابت ہو جائے گا کہ اِس بیان میں یہ لوگ کاذب ہیں یا صادق اور چونکہ اِن لوگوں کے دِلوں میں دیانت اور خداترسی نہیں اِس لئے اَب مَیں نہیں چاہتا کہ بار بار اُن کی طرف توجہ کروں۔ اور اگرچہ مَیں ایک صریح کشف کے رُو سے ایسے متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے روکا گیا ہوں جس کا ذکر میری کتاب **آئینہ کمالات اسلام** میں چھپ چکا ہے لیکن یہ مقابلہ نشان نمائی کے طور پر ہے اور بلحاظ تورّع وتقویٰ آئندہ یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ اگر اب میاں محمد حسین بطالوی یا کسی دوسرے مولوی نے بغیر کسی حیلہ وحجت کے میرے اِن قصائد اور تفسیر کے مقابل پر عرصہ ایک ماہ تک اپنے قصائد اور تفسیر شائع نہ کی تو پھر ہمیشہ کے لئے اس قوم سے اعراض کرونگا۔ اور اگر اِس رسالہ کے مقابل پر میاں بطالوی یا کسی اور اُنکے ہم مشرب نے سیدھی نیت سے اپنی طرف سے قصائد اور

﴿۷﴾

تفسیر سورہ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو مَیں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اِن کے قصائد اور انکی تفسیر جو سورہ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہو گی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اسی سورہ مبارکہ کے اسرارِ لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو میں ہزار روپیہ نقد اُن میں سے ایسے شخص کو دُوں گا جو روزِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر اِن کے قصائد اور اِن کی تفسیر نحوی وصَرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اِس کمال کے اگر میرے قصائد اور تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی **پانچ روپیہ** انعام بھی دوں گا۔ مگر یاد رہے کہ نکتہ چینی آسان ہے ایک جاہل بھی کر سکتا ہے مگر نکتہ نمائی مشکل۔ تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہو گی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہو گی جس میں حقائق و معارف جدیدہ ہوں بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔ اللہ جَلّ شَانُہٗ قرآن کریم کی تعریف میں صاف فرماتا ہے کہ اس میں ہر یک چیز کی تفصیل ہے پھر معارف اور حقائق کا کوئی حصہ کیونکر اُس سے باہر رہ سکتا ہے۔ ماسوا اِس کے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت بھی یہی شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ اُس سے صادر ہوا ہے خواہ ایک مکھی ہو وہ بے انتہا عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے پھر کیا ایک ایماندار یہ رائے ظاہر کر سکتا ہے کہ ایک مکھی یا مچھر کی بناوٹ تو ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اگر قیامت تک تمام فلاسفر اُس کے خواص عجیبہ کے دریافت کرنے کے بارہ میں سوچتے چلے جائیں تب بھی ان کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ جس قدر اُن میں خواص تھے انہوں نے معلوم کر لیے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی عبارتیں صرف سطحی خیالات تک محدود ہیں جو ایک جاہل مُلّا اُن پر سرسری نظر ڈال کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں تھا

﴿۸﴾

مَیں نے معلوم کرلیا۔ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا اور اسکی مخلوقات میں سے ایک پتّہ بھی ایسا نہیں جسکو چند معلومہ خواص میں محدود کہہ سکیں بلکہ اسکی ہر یک مخلوق خواص غیر محدودہ اپنے اندر رکھتی ہے اور اسی وجہ سے ہر یک مخلوق میں صفت بے نظیری پائی جاتی ہے اور اگر تمام دنیا اُسکی نظیر بنانا چاہے تو ہرگز اُن کے لیے میسر نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیا ہے کہ مکھی بنانے پر بھی کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔ کیوں قادر نہیں ہوسکتا اِسکی یہی تو وجہ ہے کہ مکھی میں بھی اِس قدر عجائبات صنعت صانع ہیں کہ انسانی طاقتوں بلکہ تمام مخلوق کی قوتوں سے بڑھ کر ہیں پھر خدا تعالیٰ کا کلام کیوں ایسا گرا ہوا اور ادنیٰ درجہ کا سمجھا جاوے کہ جو اپنے خواص اور حقائق کے رُو سے مکھی کے درجہ پر نہیں۔ کیا یہ وہی کلام نہیں جس کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا[1] یعنی اگر جن و انس اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اِس قرآن کی نظیر بناویں تو ہرگز بنا نہیں سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بعض نادان مُلّا اَخزَاھُمُ اللّٰہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بے نظیری صرف بلاغت کے متعلق ہے لیکن ایسے لوگ سخت جاہل اور دِلوں کے اندھے ہیں اِس میں کیا کلام ہے کہ قرآن کریم اپنی بلاغت اور فصاحت کے رُو سے بھی بے نظیر ہے لیکن قرآن کریم کا یہ منشاء نہیں ہے کہ اُس کی بے نظیری صرف اسی وجہ سے ہے بلکہ اُس پاک کلام کا یہ منشاء ہے کہ جن جن صفات سے وہ متصف کیا گیا ہے اُن تمام صفات کے رُو سے وہ بینظیر ہے مگر یہ حاجت نہیں کہ وہ تمام صفات جمع ہو کر بینظیری پیدا ہو بلکہ ہر یک صفت جُدا گانہ بینظیری کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اب ضروری سمجھ کر قرآن کریم کی وہ صفات کاملہ جو اس پاک کلام میں مندرج ہیں جن کی رُو سے قرآن کریم بینظیر کہلاتا ہے بطور نمونہ کسی قدر ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

﴿۹﴾

[1] بنی اسرائیل:۸۹

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ[۱] ۔ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ[۲] ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ[۳] ۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[۴] ۔ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ[۵] ۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۔ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۔ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[٦] ۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ[۷] ۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ[۸] ۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ[۹] ۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ[۱۰] ۔ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ[۱۱] ۔ وَمُهَيْمِنًا[۱۲] ۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ[۱۳] ۔ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ[۱۴] ۔ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ[۱۵] ۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ[۱٦] ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ[۱۷] ۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[۱۸] ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا[۱۹] ۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[۲۰] ۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ[۲۱] ۔ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ[۲۲] ۔ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ[۲۳]

---

[۱] یونس:۲ [۲] الاحقاف:۳۱ [۳] التکویر:۲۸،۲۹ [۴] الانعام:۳۹ [۵] الجاثیۃ:۲۱ [٦] الواقعۃ:۷٦تا۸۰ [۷] ابراھیم:۲۵ [۸] بنی اسرائیل:۱۰ [۹] الطارق:۱۴ [۱۰] البقرۃ:۳ [۱۱] القمر:٦ [۱۲] المائدۃ:۴۹ [۱۳] البقرۃ:۱۸٦ [۱۴] الحاقۃ:۴۹ [۱۵] الحاقۃ:۵۲ [۱٦] التکویر:۲۵ [۱۷] المائدۃ:۱٦،۱۷ [۱۸] الصف:۱۰ [۱۹] النسآء:۱۷۵ [۲۰] المائدۃ:۴ [۲۱] الزمر:۲۴ [۲۲] یونس:۳٦ [۲۳] الشوریٰ:۱۸

﴿۱۰﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا [۱]۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ [۲]۔ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ [۳]۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ [۴]۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ [۵]۔ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا [۶]۔ وَكُلَّ شَىْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا [۷]۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ [۸]۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ [۹]۔ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا [۱۰]۔ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ [۱۱]۔ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا [۱۲]۔ بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ مُّبِيْنٍ [۱۳]۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ [۱۴]۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا [۱۵]۔

خلاصہ ترجمہ ان تمام آیات کا یہ ہے کہ قرآن حکیم ہے یعنی حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ راہ راست کی تمام منازل طے کرادیتا ہے اور ذکر للعالمین ہے یعنی ہر ایک قسم کی فطرت کو اُسکے کمالات مطلوبہ یاد دلاتا ہے اور ہر یک رتبہ کا آدمی اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے جیسے ایک عامی ویسا ہی ایک فلسفی۔ یہ اُس شخص کیلئے اُترا ہے جو انسانی استقامت کو اپنے اندر حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی انسانی درخت کی جس قدر شاخیں ہیں یہ کلام اُن سب شاخوں کا پرورش کرنیوالا اور حدّ اعتدال پر لانے والا ہے۔ اور انسانی قویٰ کے ہر یک پہلو پر اپنی تربیت کا اثر ڈالتا ہے۔ کوئی صداقت اس سے باہر نہیں۔ اسکی تعلیمیں بصیرت بخشتی ہیں اور ایمان لانیوالوں کو وہ راہ دکھاتی ہیں جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور رحمانیت اور رحیمیت الٰہی اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ ایمان سے

---

۱ الرعد:۱۸ ۲ النحل:۶۵ ۳ الحدید:۱۰ ۴ یونس:۵۸ ۵ صٓ:۳۰ ۶ مریم:۹۸ ۷ بنی اسرائیل:۱۳ ۸ بنی اسرائیل:۱۰۶ ۹ حٰمٓ السجدۃ:۴۲-۴۳ ۱۰ الشوریٰ:۵۳ ۱۱ النحل:۹۰ ۱۲ الشوریٰ:۵۳ ۱۳ الشعراء:۹۶ ۱۴ البینۃ:۴ ۱۵ بنی اسرائیل:۸۹

عرفان کے درجہ تک پہنچتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہوں اور یہ بڑی قسم ہے اگر تمہیں علم ہو۔ اور قسم اِس بات پر ہے کہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے اور اسکی تعلیمات سنت اللہ کے مخالف نہیں۔ بلکہ اسکی تمام تعلیمات کتاب مکنون یعنی صحیفہ فطرت میں لکھی ہوئی ہیں اور اسکے دقائق کو وہی لوگ معلوم کرتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں (اِس جگہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے مواقع النجوم کی قسم کھا کر اِس طرف اشارہ کیا کہ جیسے ستارے نہایت بلندی کی وجہ سے نقطوں کی طرح نظر آتے ہیں مگر وہ اصل میں نقطوں کی طرح نہیں بلکہ بہت بڑے ہیں ایسا ہی قرآن کریم اپنی نہایت بلندی اور علوشان کی وجہ سے کم نظروں کی آنکھوں سے مخفی ہے اور جن کی غبار دور ہو جاوے وہ اُن کو دیکھتے ہیں اور اِس آیت میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے قرآن کریم کے دقائق عالیہ کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہے اور یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اگر علم قرآن مخصوص بندوں سے خاص کیا گیا ہے تو دوسروں سے نافرمانی کی حالت میں کیونکر مواخذہ ہوگا کیونکہ قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں ہے کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا۔ مگر حقائق معارف چونکہ مدار ایمان نہیں صرف زیادت عرفان کے موجب ہیں اِس لئے صرف خواص کو اُس کوچہ میں راہ دیا کیونکہ وہ دراصل مواہب اور رُوحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں۔) پھر بعد اس کے فرمایا کہ کلمات قرآن کے اس درخت کی مانند ہیں جس کی جڑھ ثابت ہو اور شاخیں اُس کی آسمان میں ہوں۔ اور وہ ہمیشہ اپنے وقت پر اپنا پھل دیتا ہے یعنی انسان کی سلیم فطرت اُس کو قبول کرتی ہے اور آسمان میں شاخوں کے ہونے سے یہ مراد ہے کہ بڑے بڑے معارف پر مشتمل ہے جو قانون قدرت کے موافق ہیں اور ہمیشہ پھل دینے سے یہ مراد ہے کہ دائمی طور پر روحانی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُس سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے جس میں ذرا کجی نہیں اور انسانی سرشت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے اور درحقیقت قرآن کی خوبیوں میں سے یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک کامل دائرہ کی طرح بنی آدم کی تمام قویٰ پر محیط ہو

﴿۱۱﴾ ﴿۱۲﴾

رہا ہے اور آیت موصوفہ میں سیدھی راہ سے وہی راہ مراد ہے کہ جو راہ انسان کی فطرت سے نہایت نزدیک ہے یعنی جن کمالات کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اُن تمام کمالات کی راہ اُس کو دکھلا دینا اور وہ راہیں اُسکے لئے میسر اور آسان کر دینا جن کے حصول کیلئے اُسکی فطرت میں استعداد رکھی گئی ہے اور لفظ **اَقْوَمُ** سے آیت یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ [۱] میں یہی راستی مراد ہے۔ پھر بعد اِسکے فرمایا کہ قرآن کریم تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ قول بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں تمام اقسام حکمت الٰہی کے موجود ہیں۔ کیونکہ جو کتاب خود ناقص اور بعض معارف سے خالی ہو وہ عام طور پر الٰہیات کے مخطیوں اور مصیبوں کیلئے قاضی اور حَکم نہیں ٹھہر سکتی بلکہ اُسی وقت حَکم ٹھہرے گی کہ جب جامع جمیع علوم حکمیہ ہوگی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن تمام شکوک سے پاک ہے اور اسکی تعلیمات میں شک اور شبہ کو راہ نہیں یعنی علوم یقینیہ سے پُر ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن وہ حکمت ہے جو اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور تمام الٰہی کتابوں پر حاوی ہے اور تمام معارف دینیہ کا اُسمیں بیان موجود ہے وہ ہدایت کرتا ہے اور ہدایت پر دلائل لاتا ہے اور پھر حق کو باطل سے جُدا کر کے دکھلا دیتا ہے اور وہ پرہیزگاروں کو اُنکی نیک استعدادیں جو اُن میں موجود ہیں یاد دلا دیتا ہے اور اُسکی تعلیم یقین کے مرتبہ پر ہے اور وہ غیب گوئی میں بخیل نہیں ہے یعنی اُس میں امور غیبیہ بہت بھرے ہوئے ہیں اور پھر صرف اتنا نہیں کہ اپنے اندر ہی امور غیبیہ رکھتا ہے بلکہ اس کا سچا پَیرو بھی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ کو پا سکتا ہے اور یہ فیض اسی پاک کتاب کا ہے جو بخیل نہیں ہے۔ اور دوسری کتابیں اگرچہ منجانب اللہ بھی ہوں مگر اب وہ بخیل کا ہی حکم رکھتی ہیں جیسے انجیل اور توریت کہ اب ان کی پَیروی کرنے والا کوئی نور حاصل نہیں کرسکتا بلکہ انجیل تو عیسائیوں سے ایک ٹھٹھا کر رہی ہے کیونکہ جو عیسائی ایمانداروں کی علامتیں انجیل نے ٹھہرائی ہیں کہ وہ ناقابل علاج بیماروں یعنی مادرزاد اندھوں اور مجذوموں اور لنگڑوں اور بہروں کو اچھا کریں گے اور پہاڑوں کو حرکت دے دینگے اور زہر کھانے سے نہیں مرینگے یہ علامتیں عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ حضرت عیسیٰ نے یہ بات کہہ کر کہ اگر ﴿۱۳﴾

[۱] بنی اسرائیل:۱۰

رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان ہوتو یہ تمام کام جو مَیں کرتا ہوں تم کرو گے بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے اِس بات پر مہر لگا دی کہ تمام عیسائی بے ایمان ہیں اور جب بے ایمان ہوئے تو اُن کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ کسی سے سچائی دین کے بارے میں بحث کریں جب تک پہلے اپنی ایمانداری ثابت نہ کرلیں کیونکہ ان کی حالت یہ گواہی دے رہی ہے کہ بوجہ نہ پائے جانے قراردادہ علامتوں کے یا تو وہ بے ایمان ہیں اور یا وہ شخص کاذب ہے جس نے ایسی علامتیں اِن کے لئے قرار دیں جو انمیں پائی نہیں جاتیں اور دونوں طور کے احتمال کی رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ سچائی سے بکلّی دور و مہجور و بے نصیب ہیں مگر قرآن کریم نے اپنے پَیروؤں کے لئے جو علامتیں قرار دی ہیں وہ صدہا مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں جس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا برحق کلام ہے لیکن اگر عیسائیوں کو ایماندار مان لیا جاوے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ انجیل موجودہ کسی ایسے شخص کا کلام ہے کہ جو جھوٹی پیشگوئیوں کے سہارے سے اپنے گروہ کو قائم رکھنا چاہتا ہے مگر یاد رہے کہ اِس تقریر سے حضرت مسیح علیہ السلام پر ہمارا کوئی حملہ نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر یہ باتیں حضرت مسیح کی طرف سے ہیں تو انہوں نے ایمانداروں کی یہ نشانیاں لِکھ دیں۔ پھر اگر کوئی ایمانداری کو چھوڑ دے تو حضرت مسیح کا کیا قصور۔ بلکہ حضرت مسیح نے اِن علامات کے لباس میں عیسائیوں کے بے ایمان ہو جانے کے زمانہ کی ایک پیشگوئی کر دی ہے یعنی یہ کہہ دیا ہے کہ جب اے عیسائیو تمہارے پر ایسا زمانہ آوے کہ تم میں یہ علامتیں نہ پائی جاویں تو سمجھو کہ تم بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان نہ رہا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے عیسائیوں کے بعض خواص افراد میں یہ علامتیں پائی جاتی تھیں اور خوارق اُن سے ظہور میں آتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں جب وہ لوگ بہ باعث نہ قبول کرنے اُس آفتاب صداقت کے بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ رہا۔ تب عموماً بے ایمانی کی علامتیں اُن میں ظاہر ہو گئیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب تک عیسائی اَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِیْلَ کا اپنے تئیں مصداق ثابت نہ کریں یعنی ایمانداری کی علامتیں نہ دکھلائیں تب تک بار بار اُن سے یہی ﴿۱۴﴾

مواخذہ کریں کہ وہ اُن علامات قرار دادہ انجیل کے رُو سے اپنا ایماندار ہونا ہمیں دکھلا دیں اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ تم کس دین کی طرف بلاتے ہو۔ آیا اِس انجیلی دین کی طرف جس کے قبول کرنیوالوں کی یہ یہ علامتیں لکھی ہیں کہ رُوح القدس اُن کو ملتی ہے اور ایسے ایسے خوارق وہ دکھاتے ہیں اگر وہی دین ہے تو بہت خوب وہ علامتیں دکھلاؤ۔ اور اوّل اپنے تئیں ایک ایماندار عیسائی ثابت کرو اور پھر اُس روشن اور مُدلّل ایمان کی طرف دوسروں کو بلاؤ اور جبکہ اُس ایمان کی علامتیں ہی موجود نہیں تو نجات جس کا ملنا اسی ایمان پر مبنی ہے اسی طرح باطل ہوگی جیسا کہ تمہارا ایمان باطل ہے۔ اور جھوٹے ایمان کا ثمرہ سچی نجات نہیں ہوسکتی بلکہ جھوٹی نجات ثمرہ ہوگی جو جہنم سے بچا نہیں سکتی۔ غرض کوئی عیسائی بحیثیت عیسائی ہونے کے بحث کرنے کا حق نہیں رکھتا جب تک انجیلی نشانیوں کے ساتھ اپنی تئیں سچا عیسائی ثابت نہ کرے۔ **وَانّٰی لَھُمْ ذَالِکَ**۔

پھر ہم بقیہ آیاتِ کریمہ کا ترجمہ کر کے لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن اور رسول ایک نور ہے جو تمہاری طرف آیا یہ کتاب ہر یک حقیقت کو بیان کرنیوالی ہے خدا اِسکے ساتھ اُن لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی پیروی کرتے ہیں اور وہ اُن کو ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ جو اُس تک پہنچتی ہے اُن کو دکھلاتا ہے۔ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اس ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا اِس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اے لوگو! قرآن ایک بُرہان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملی ہے اور ایک کھلا کھلا نور ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے۔ آج تمہارے لئے دین کامل کیا گیا اور تم پر سب نعمتیں پُوری کی گئیں۔ اور ﴿۱۵﴾ میری رضامندی اِسمیں محدود ہوگئی کہ تم دین اسلام پر قائم ہو جاؤ۔ خدا نے نہایت کامل اور پسندیدہ کلام تمہاری طرف اُتارا اِس کتاب میں یہ خاصیت ہے کہ یہ کتاب متشابہ ہے یعنی اسکی تعلیمات نہ باہم اختلاف رکھتی ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت سے منافی ہیں بلکہ جو کمال انسان کے لئے اسکی فطرت اور اُس کے قویٰ کے لحاظ سے ضروری ہے اسی کمال کے مناسب حال اِس کتاب کی تعلیم ہے اور یہ صفت توریت اور انجیل کی تعلیم میں نہیں پائی جاتی۔ توریت میں حد سے زیادہ سختی اور انتقام پر زور ڈالا گیا ہے اور وہ سختی مطیع اور نافرمان اور دوست اور دشمن دونوں کے حق میں ایسے

طور سے تجویز کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کی تعلیم کو خاص قوم اور خاص زمانہ کے لحاظ سے یہ مجبوری پیش آ گئی تھی کہ سیدھے اور عام قانون قدرت کے موافق توریت کے احکام اُن قوموں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اِسی لحاظ سے توریت نے اندرونی طور پر یعنی اپنی قوم کے ساتھ یہ سختی کی کہ انتقامی احکام پر زور ڈال دیا اور عفو اور درگذر گویا یہودیوں کے لئے حرام کی طرح ہو گئے اور دانت کے عوض اپنے بھائی کا دانت نکال ڈالنا داخل ثواب سمجھا گیا اور حقوق اللہ میں بھی بہت سخت اور گویا فوق الطاقت تکلیفیں جن سے معیشت اور تمدن میں حرج ہو رکھی گئیں۔ ایسا ہی بیرونی احکام توریت کے بھی زیادہ سخت تھے جن کی رُو سے مخالفوں اور نافرمانوں کے دیہات اور شہر پھونکے گئے اور کئی لاکھ بچے قتل کئے گئے اور بڈھوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور ضعیف عورتوں کو بھی تہ تیغ کیا گیا۔ اور انجیل کی تعلیم میں حد سے زیادہ نرمی اور رحم اور درگذر فرض کی طرح ٹھہرائے گئے۔ چنانچہ بیرونی طور پر اگر دشمن دین حملہ کریں تو انجیل کی رُو سے مقابلہ کرنا حرام ہے گو وہ اُن کے رُوبرو اُن کے قوم کے غریبوں اور ضعیفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور اُنکے بچوں کو قتل کر ڈالیں اور اُن کی عورتوں کو پکڑ کر لیجائیں اور ہر طرح سے بے حرمتی کریں اور اُن کے معابد کو پُھونک دیں اور اُنکی کتابوں کو جلا دیں غرض کیسے ہی اُنکی قوم کو تہ و بالا کر دیں مگر دشمن مذہب کے ساتھ لڑائی کا حکم نہیں۔ ایسا ہی اندرونی طور پر بھی انجیل میں قوم کی باہمی حفظ حقوق کیلئے یا مجرم کو پاداش جرم کے لئے کوئی سزا اور قانون نہیں۔ اور صرف رحم اور عفو اور درگذر کے پہلو پر اگرچہ جَین مَت سے بہت کم مگر تاہم اِس قدر زور ڈال دیا گیا ہے کہ دوسرے پہلوؤں کا گویا خیال ہی نہیں۔ اگرچہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دینا ایک نادان کی نظر میں بڑی عمدہ تعلیم معلوم ہو گی مگر افسوس کہ ایسے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا کسی زمانہ کے لوگوں نے اِسپر عمل بھی کیا اور اگر بفرض محال عمل کیا تو کیا یہی آبادی رہی اور لوگوں کی جان و مال اور امن میں کچھ خلل نہ ہوا۔ کیا یہ تعلیم دنیا کے پَیدا کرنے والے کے اُس قانون قدرت کے مطابق ہے جس کی طرف انسانوں کی طبائع مختلفہ محتاج ہیں کیا نہیں دیکھتے کہ تمام طبائع جرائم کی سزا دینے کی طرف بالطبع جُھک گئیں اور ہر یک سلطنت نے انسداد جرائم کے لئے یہی قانون مرتب کئے جو مجرموں کو قرار واقعی سزا دی

﴿۱۶﴾

جائے اور کسی ملک کا انتظام بجز قوانین سزا کے مجرد رحم سے چل نہ سکا۔آخر عیسائی مذہب نے بھی اس رحم اور درگذر کی تعلیم سے بیزار ہوکر وہ خونریزیاں دکھلائیں کہ شاید اُن کی دنیا میں نظیر نہیں ہوگی اور جیسے ایک پُل ٹوٹ کر ارد گرد کو تہِ آب کر دیتا ہے ایسا ہی عیسائی قوم نے درگذر کی تعلیم کو چھوڑ کر کام دکھلائے۔سو اِن دونوں کتابوں کا ناتمام اور ناقص ہونا ظاہر ہے لیکن قرآن کریم اخلاقی تعلیم میں قانون قدرت کے قدم بہ قدم چلا ہے۔رحم کی جگہ جہاں تک قانون قدرت اجازت دیتا ہے رحم ہے اور قہر اور سزا کی جگہ اسی اصول کے لحاظ سے قہر اور سزا اور اپنی اندرونی اور بیرونی تعلیم میں ہر یک پہلو سے کامل ہے اور اس کی تعلیمات نہایت درجہ کے اعتدال پر واقعہ ہیں جو انسانیت کے سارے درخت کی آبپاشی کرتی ہیں نہ کسی ایک شاخ کی۔اور تمام قویٰ کی مُربّی ہیں نہ کسی ایک قوت کی ۔ اور درحقیقت اسی اعتدال اور موزونیت کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے۔ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا[۱]۔ پھر بعد اس کے **مَثَانِیَ** کے لفظ میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات معقولی اور رُوحانی دونوں طور کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہیں ۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ قرآن میں اِس قدر عظمت حق کی بھری ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے سُننے سے اُن کے دِلوں پر قُشَعْرِیْرَہ پڑ جاتا ہے اور پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل یاد الٰہی کے لئے بہ نکلتے ہیں۔اور پھر فرمایا کہ یہ کتاب حق ہے اور نیز میزان حق یعنی یہ حق بھی ہے اور اِس کے ذریعہ سے حق شناخت بھی ہوسکتا ہے۔اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے پانی اُتارا۔پس اپنے اپنے قدر پر ہر یک وادی بہ نکلی یعنی جس قدر دنیا میں طبائع انسانی ہیں قرآن کریم اُنکے ہر یک مرتبہ فہم اور عقل اور ادراک کی تربیت کرنیوالا ہے اور یہ امر مستلزم کمال تام ہے کیونکہ اِس آیت میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم اِس قدر وسیع دریائے معارف ہے کہ محبت الٰہی کے تمام پیاسے اور معارف حقّہ کے تمام تشنہ لب اسی سے پانی پیتے ہیں۔اور پھر فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو اِسلئے اُتارا ہے کہ تا جو پہلی قوموں میں اختلاف ہوگئے ہیں اُن کا اظہار کیا جائے ۔اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔اور اُس میں تمام بیماریوں کی شفا ہے اور طرح طرح کی

﴿۱۷﴾

۱ الزمر:۲۴

برکتیں یعنی معارف اور انسانوں کو فائدہ پہنچانے والے اُمور اس میں بھرے ہوئے ہیں اور اس لائق ہے کہ اِس کو تدبّر سے دیکھا جائے اور عقلمند اس میں غور کریں اور سخت جھگڑالو اِس سے مُلزم ہوتے ہیں اور ہر یک شے کی تفصیل اِس میں موجود ہے اور یہ ضرورت حقہ کے وقت نازل کیا گیا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُترا ہے اور یہ کتاب عزیز ہے باطل کو اِس کے آگے پیچھے راہ نہیں اور یہ نور ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت دی جاتی ہے اِس میں ہر یک شے کا بیان موجود ہے اور یہ رُوح ہے اور یہ کتاب عربی فصیح بلیغ میں ہے اور تمام صداقتیں غیر متبدل اِس میں موجود ہیں ان کو کہدے کہ اگر جن وانس اس کی نظیر بنانا چاہیں یعنی وہ صفات کاملہ جو اس کی بیان کی گئی ہیں اگر کوئی ان کی مثل بنی آدم اور جنّات میں سے بنانا چاہیں تو یہ اُن کے لئے ممکن نہ ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

﴿۱۸﴾ ابؔ اس مقام میں ثابت ہوا کہ قرآن کریم صرف اپنی بلاغت وفصاحت ہی کے رو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بیمثل نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہر یک خوبی بیمثل ہوگی۔ بلاشبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقایق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ مَاقَدَرُوا الْقُرْاٰنَ حَقَّ قَدْرِہٖ میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بےمثل ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے اگر مثلاً ایک جَو کا دانہ ہے وہ بھی بینظیر ہے اور انسانی طاقتیں اُسکا مقابلہ نہیں کرسکتیں اور بےمثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر یک چیز اُسی حالت میں بےنظیر ٹھہر سکتی ہے جبکہ اُس کی عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر یک مخلوق میں پائی جاتی ہے مثلاً اگر ایک درخت کے پتّے کی عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائیگا مگر اس پتّے کے عجائبات ختم نہیں ہونگے اور اس میں سرّ یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود

پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا [1]۔ اپنے ایک معنے کی رو سے اسی امر کی مؤید ہے کیونکہ مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رُو سے تمام کلمات اللہ ہی ہیں اور اسی کی بناء پر یہ آیت ہے کہ كَلِمَتُهٗۤ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ [2]۔ کیونکہ ابن مریم میں دوسری مخلوقات میں سے کوئی امر زیادہ نہیں اگر وہ کلمۃ اللہ ہے تو آدم بھی کلمۃ اللہ ہے اور اس کی اولاد بھی کیونکہ ہر یک چیز کُنْ فَیَکُوْن کے کلمہ سے پیدا ہوئی ہے اِسی طرح مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات رَبِّی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ کُنْ فَیَکُوْن سے نکلے ہیں۔ سو اِن معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بیحد اور بے نہایت ہیں اور جبکہ ہر یک چیز اور ہر یک مخلوق کے خواص بیحد اور بے نہایت ہیں اور ہر یک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے صرف اِن چند معانی میں محدود ہوگا کہ جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا جس قدر ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کلمہ مُنہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اُس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔ یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدود عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم ایسوں کے لئے اُترا ہے جو اُمّی تھے اور بھی اِس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بکلّی بے بہرہ ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض اُمّیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر یک رُتبہ اور طبقہ کے انسان اُن کی اُمّت میں داخل ہیں اللہ جَلَّ شَانُہٗ فرماتا ہے

﴿۱۹﴾

[1] الکہف:۱۱۰ [2] النساء:۱۷۲

قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا [۱] پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہریک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [۲] میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اُس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے۔ ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور نیز بے مثل ہوں۔ اور اگر یہ اعتراض ہو کہ اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلوں کا کیا گناہ تھا کہ اُن کو اِن اسرار سے محروم رکھا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بکلی اسرار قرآنی سے محروم تو نہیں رہے بلکہ جس قدر معلومات عرفانیہ خدا تعالیٰ کے ارادہ میں ان کے لئے بہتر تھے وہ اُن کو عطا کئے گئے اور جس قدر اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اِس زمانہ میں اسرار ظاہر ہونے ضروری تھے وہ اس زمانہ میں ظاہر کئے گئے۔ مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔ میں متعجب ہوں کہ اِن ناقص الفہم مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ خدا تعالیٰ پر یہ حق واجب ہے کہ جو کچھ آئندہ زمانہ میں بعض آلاء و نعماء حضرت باری عَزَّ اِسْمُهٗ ظاہر ہوں پہلے زمانہ میں بھی ان کا ظہور ثابت ہو بلکہ اس بات کے ماننے کے بغیر کسی صحیح الحواس کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ بعض نعماء الٰہی پچھلے زمانہ میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان کا اثر اور وجود نہیں پایا جاتا۔ دیکھو جس قدر صدہا نباتات جدیدہ کے خواص اب دریافت ہوئے ہیں یا جس قدر انسانوں کے آرام کے لئے طرح طرح کے صناعات اور سواریاں اور سہولت معیشت کی باتیں اب نکلی ہیں پہلے اُن کا کہاں وجود تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسے حقائق دقائق قرآنی کا نمونہ کہاں ہے جو پہلے دریافت نہیں کئے گئے تو اِسکا جواب یہ ہے کہ اِس رسالہ کے آخر میں جو سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اِسکے پڑھنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ اِس قسم کے حقائق اور معارف مخفیہ قرآن کریم میں موجود ہیں جو ہریک زمانہ میں اُس زمانہ کی

﴿۲۰﴾

[۱] الاعراف:۱۵۹ [۲] الاحزاب:۴۱

ضرورتوں کے موافق ہیں۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قصائداور یہ تفسیر کسی غرض خودنمائی اور خودستائی سے نہیں لکھی گئی بلکہ محض اس غرض سے کہ تا میاں بطالوی اوراُن کے ہم خیال لوگوں کی نسبت منصف لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے اِس اصرار میں کہ یہ عاجز مُفتری اور دجّال اور ساتھ اِس کے بالکل علم ادب سے بے بہرہ اور قرآن کریم کے حقائق ومعارف سے بےنصیب ہے اور وہ لوگ بڑے اعلیٰ درجے کے عالم فاضل ہیں کِس قدر کاذب اور دروغگو اور دین اور دیانت سے دور ہیں اگر میاں بطالوی اپنے ان بیانات اور ہذیانات میں جو اُس نے اِس عاجز کے نادان اور جاہل اور مُفتری ہونے کے بارہ میں اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع کئے ہیں دیانتدار اور راست گو ہے تو کچھ شک نہیں کہ اب بلا حجت وحیلہ اِن قصائد اور تفسیر کے مقابلہ پر اپنی طرف سے اسی قدر اور تعداد اشعار کے لحاظ سے چار قصیدے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اور نیز سورۃ فاتحہ کی تفسیر بھی شائع کرے گا۔ تا سیہ رُوئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اور ایسا ہی وہ تمام مولوی جن کے سر میں تکبر کا کیڑا ہے اور جو اِس عاجز کو باوجود بار بار اظہار ایمان کے کافر اور مُرتد خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اِس مقابلہ کیلئے مدعو ہیں چاہے وہ دہلی میں رہتے ہوں جیسا کہ میاں شیخ الکل اور یا لکھوکے میں جیسا کہ میاں محی الدین بن مولوی محمد صاحب اور یا لاہور میں یا کسی اور شہر میں رہتے ہوں اور اب ان کی شرم اور حیا کا تقاضا یہی ہے کہ مقابلہ کریں اور ہزار روپیہ لیویں ان کو اختیار ہے کہ بالمقابل جوہر علمی دکھلانے کے وقت ہماری غلطیاں نکالیں ہماری صرف ونحو کی آزمائش کریں اور ایسا ہی اپنی بھی آزمائش کرادیں لیکن یہ بات بے حیائی میں داخل ہے کہ بغیر اِسکے جو ہمارے مقابل پر اپنا بھی جوہر دکھلاویں یکطرفہ طور پر اُستاد بن بیٹھیں۔

اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ شیخ بطالوی نے جس قدر اس عاجز کی بعض عربی عبارات سے غلطیاں نکالی ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ اب اس شیخ کی خیرگی اور بے حیائی اس درجہ تک

پہنچ گئی ہے کہ صحیح اس کی نظر میں غلط اور فصیح اس کی نظر میں غیر فصیح دکھائی دیتا ہے۔اور معلوم نہیں کہ یہ نادان شیخ کہاں تک اپنی پردہ دری کرانا چاہتا ہے اور کیا کیا ذِلّتیں اِسکے نصیب ہیں بعض اہلِ علم ادیب اِس کی یہ باتیں سن کر اوراس کی اس قسم کی نکتہ چینیوں پر اطلاع پا کر اس پر روتے ہیں کہ یہ شخص کیوں اس قدر جہل مرکب کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔مَیں نے پہلے بھی لکھ دیا ہے اور اب پھر ناظرین کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ اگر میاں بطالوی نے میرے ان قصائد اربعہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کا مقابلہ کر دکھلایا اور منصفوں کی رائے میں وہ قصائد اور وہ تفسیر اُن کی صرفی نحوی اور بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلی تو میں ہر یک غلطی کی نسبت جو ان قصائد اور تفسیر میں پائی جائے یا میری کسی پہلی عربی تالیف میں پائی گئی ہو پانچ روپیہ فی غلطی شیخ بطالوی کی نذر کرونگا اور میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ شیخ بطالوی علم عربیت سے بکلّی بے نصیب ہے غلطیوں کا نکالنا ان لوگوں کا کام ہوتا ہے جو کلام جدید اور قدیم عرب پر نظر محیط رکھتے ہوں اور محاورہ اور عدم محاورہ پر انکو اطلاع ہو۔اور ہزارہا اشعار عرب کے ان کی نگاہ کے سامنے ہوں اور تتبع اور استقراء کا ملکہ ان کو حاصل ہو مگر یہ بیچارہ شیخ جس نے اُردو نویسی میں ریش سفید کی ہے علم ادب اور بلاغت فصاحت کو کیا جانے۔کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ کوئی دو چار سو شعر عربی میں اس بزرگ نے نظم کر کے شائع کئے ہوں اور مجھے تو ہرگز ہرگز اس قدر بھی امید نہیں کہ ایک شعر بلیغ و فصیح بھی بنا سکتا ہو یا ایک سطر لوازم بلاغت وفصاحت کے ساتھ عربی میں لکھ سکتا ہو ہاں اُردو خوان ضرور ہے۔ناظرین غور سے دیکھیں کہ اس بزرگ کی عربیت کی حقیقت کھولنے کیلئے اِس عاجز نے پہلے اس سے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ شیخ مذکور میرے مقابل پر ایک تفسیر کسی سورۃ قرآن کریم کی بلیغ و فصیح عبارت میں لکھے اور نیز سو۱۰۰ شعر کا ایک قصیدہ بھی میرے مقابل پر بیٹھ کر تحریر کرے۔اگر شیخ مذکور کو عربیت میں کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ بڑی خوشی سے میرے مقابلہ میں آتا اور پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اپنی عربی دانی کی لیاقت دکھلاتا۔لیکن اسکے اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کو صفحہ ۱۹۰ سے ۱۹۲ تک بغور پڑھنا چاہئے کہ

﴿۲۲﴾

کیونکر اس نے رکیک شرطوں سے اپنا پیچھا چھوڑایا ہے۔ چنانچہ ان صفحات میں لکھا ہے کہ اس مقابلہ سے پہلے کتاب دافع الوساوس کی عربی عبارت کی غلطیاں ثابت کریں گے اور نیز کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام کے کلمات کفر والحاد پیش کریں گے اور نیز ان پچاسی^{۸۵} سوالات کا جواب طلب کریں گے جو مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی نسبت مراسلت نمبر۲۰ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۳ء میں ہم لکھ چکے ہیں اور یہ بھی سوال کرینگے کہ کیا تم نجوم نہیں جانتے اور کیا تم رمل اور جفر اور مسمریزم سے واقف نہیں ہو۔ اور پھر جوابات کے جواب الجوابات کا جواب پوچھا جائیگا اور اسی طرح سلسلہ وار جواب الجواب ہوتے جائیں گے اور پھر یہ پوچھا جائیگا کہ بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنے کو اپنے ملہم اور مؤید ہونے پر دلیل بتلاویں یعنی عربی دانی سے ملہم ہونا کیونکر ثابت ہوگا اور پھر کوئی دلیل اپنے الہامی اور مؤیّد من اللہ ہونے کی پیش کریں۔ پھر جب ان سوالات سے عہدہ برا ہو گئے تو پھر تفسیر عربی اور نیز قصیدہ نعتیہ میں مقابلہ کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

﴿۲۳﴾

اب اے ناظرین لِلّٰہ خود ان تینوں صفحوں ۱۹۰۔ اور ۱۹۱۔ اور ۱۹۲ اشاعۃ السنۃ مذکور کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کیا یہ جواب اور ایسے طرز کی حیلہ سازیاں ایسے شخص کی طرف سے ہوسکتی ہیں جو حقیقت میں اپنے تئیں عربی دان اور ایک فاضل آدمی خیال کرتا ہو اور اپنے فریق مقابل کو ایسا جاہل یقین رکھتا ہو کہ بقول اس کے ایک صیغہ عربی کا بھی اُس کو نہیں آتا۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے بھی مدد نہیں پاسکتا۔ ہماری اس درخواست کی بنا تو صرف یہ بات تھی کہ اس شیخ چالباز نے جابجا جلسوں اور وعظوں اور تحریروں اور تقریروں میں یہ کہنا شروع کیا تھا کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز ایک طرف تو اپنے دعویٰ الہام میں مفتری اور دجّال اور کاذب ہے اور دوسری طرف اس قدر علوم عربیت اور علم ادب اور علم تفسیر سے جاہل اور بے خبر ہے کہ ایک صیغہ بھی صحیح طور سے اِس کے مُنہ سے نکل نہیں سکتا اور جن آسمانی نشانوں کو دیکھا تھا اِن کا تو پہلے انکار کر چکا تھا اور ان کو رمل اور جفر قرار دے چکا تھا۔ اِس لئے خدا تعالیٰ نے اِس طور سے بھی اِس شخص کو ذلیل اور رسوا کرنا چاہا۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ

﴿۲۴﴾

شخص اہل علم اور اہل ادب میں سے ہوتا تو اِن سنۃ[1] دو سنۃ[2] شرائط اور حیلوں کی اس جگہ ضرورت ہی کیا تھی۔ تنقیح طلب تو صرف اس قدر امر تھا کہ شیخ مذکور اپنے ان بیانات میں جو جا بجا شائع کر چکا ہے صادق ہے یا کاذب اور یہ عاجز بالمقابل عربی بلیغ اور تفسیر لکھنے میں شیخ سے کم رہتا ہے یا زیادہ، کم رہنے کی حالت میں مَیں نے اقرار کر دیا تھا کہ مَیں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور توبہ کروں گا اور شیخ مذکور کی رعایت کے لئے اِس مقابلہ کے بارے میں دِن بھی چالیس[4] مقرر کر دیئے تھے جن کے معنی شیخ نے خباثت کی راہ سے یہ کئے کہ گویا میرا چالیس دن کے مقرر کرنے سے یہ منشاء ہے کہ شیخ مذکور چالیس دن تک مر جائے گا۔ حالانکہ صاف لکھا تھا کہ چالیس دن تک یہ مقابلہ ہو نہ کہ یہ کہ چالیس دن کے بعد شیخ اِس جہان سے انتقال کر جائے گا۔ اب چونکہ شیخ جی نے اس طور پر مقابلہ کرنا نہ چاہا اور بیہودہ طور پر بات کو ٹال دیا اِس لئے ہمیں اب اِس مقابلہ کیلئے دوسرا پہلو بدلنا پڑا۔ اور ہم فراست ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اِس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کرینگے اور اپنی پرانی عادت کے موافق ٹالنے کیلئے کوشش کرینگے۔ بات یہ ہے کہ شیخ صاحب علم ادب اور تفسیر سے سراسر عاری اور کسی نامعلوم وجہ سے مولوی کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صِرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفّر مولوی بھی مخاطب ہیں جو اس عاجز متبع اللہ اور رسولؐ کو دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخ صاحب نیازمندی کے ساتھ اُن کی خدمت میں جائیں اور اُن کے آگے ہاتھ جوڑیں اور روویں اور اُن کے قدموں پر گریں تا یہ لوگ اس نازک وقت میں اُن کی عربی دانی کی پَردہ دری سے ان کو بچالیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی کو اُن پر رحم آجاوے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ اگر حنفی مولوی کے پاس جائیں تو اُسکو کہہ دیں کہ اب میں حنفی ہوں اور اگر شیعہ کی خدمت میں جائیں تو کہہ دیں کہ اب میں شیعیان اہلبیت میں سے ہوں چنانچہ یہی وتیرہ آجکل شیخ جی کا سُنا بھی جاتا ہے لیکن مشکل یہ کہ اس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکفر

﴿۲۵﴾ بداندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے کہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں گی اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اُٹھے گا تو مُنہ کے بل گرایا جائیگا۔ خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور اُنہیں دکھلائیگا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔ شریر انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آجاؤں گا اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اسے کہتی ہے کہ اے شریر میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا۔ کیا تو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا۔ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے۔

بالآخر پھر مَیں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** میرا عقیدہ ہے۔ اور لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[1] پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُسکی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائیگا مَیں اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور **میرا ایمان** دوسرے پلہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔

[1] الاحزاب:۴۱

﴿۲۶﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعلموا يا معشر المسلمين أن هذا الشيخ قد كذّبني وأكفرني بغير علم وهُدى واعتدى في الإكفار وطفق يسبّني ويحسبني من الذين يدخلون جهنم خالدين فيها وليسوا منها بخارجين. فقلتُ ويحك أيها الشيخ الضّال أَقَفَوتَ ما ليس لك به علمٌ واللّٰه يعلم أني من المؤمنين. وقد ربّاني ربّي وحبيبي وأدّبني فأحسن تأديبي ورحمني وأحسن مثواي وإنّي من المُنعمين. ولم يزل ينتابني فيضانه ويتواتر عليَّ إحسانه حتى خرجتُ من البيضة البشرية وأُدخِلتُ في الرُّوحانيين. ومن بعد أنزلَني ربّي لإصلاح الضالين

اے مسلمانوں کی جماعت! آپ کو معلوم ہو کہ اس شیخ (بٹالوی) نے بغیر کسی علم و ہدایت کے میری تکذیب و تکفیر کی اور اس تکفیر میں حد سے بڑھ گیا اور مسلسل مجھے گالیاں دے رہا ہے اور مجھے ان لوگوں میں شمار کرتا ہے جو جہنم میں داخل ہو کر ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے نکلیں گے نہیں۔ پس میں نے کہا۔ اے گمراہ شیخ! تجھ پر افسوس، کیا تو اس بات کے پیچھے لگ گیا ہے جس کا تجھے علم نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ میں مومنوں میں سے ہوں۔ میرے رب اور میرے محبوب نے میری پرورش اور تربیت کی اور مجھے عمدہ ادب سے آراستہ کیا۔ مجھ پر رحم کیا، مجھے عمدہ مرتبہ سے نوازا اور میں انعام یافتہ لوگوں میں سے ہوں۔ اُس کے فیضان اور احسان مسلسل اور متواتر مجھ پر وارد ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ میں بیضۂ بشریت سے باہر نکل آیا اور مجھے روحانی لوگوں میں داخل کر دیا گیا اور اس کے بعد میرے رب نے مجھے گمراہوں کی اصلاح کے لئے نازل فرمایا تا کہ میں دین

لأنصر الدين وأرجم الشياطين. وإن كنتَ في شك من أمري فسوف يُريك ربي آياته فكن من الصابرين الذين يتقون اللّٰه ولا تكن من المستعجلين. فأبٰى واستكبر وأراد أن يكون أوّل الْمُكَفرين. وما اقتصر على التكفير بل سبّني و لعنني وحسبني من الملعونين. واللّٰهُ يعلم قلبي وقلبه وهو خير المحاسبين. ثم دعوتُه للمباهلة ليحكم اللّٰه بيننا وهو خير الحاكمين. فلم يُباهل وفرّ وعلى الفرار أصرّ و لم يكن فراره بنية الصلاح بل لتَوَقِّي الافتضاح والافتضاحُ ملاقيه وإن كان من الهاربين. وكان قد ادّعى أنه عالم أديب وأنا من الجاهلين.

کی مدد کروں اور شیطانوں کو سنگسار کروں۔ اگر تجھے میرے امر میں شک ہے تو میرا رب بہت جلد اپنے نشانات تجھے دکھلا دے گا۔ لہٰذا تو ایسے صبر کرنے والوں میں سے ہو جا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جلد باز مت بن۔ لیکن اُس (شیخ) نے انکار کیا اور تکبر کیا اور اول المکفرین بننا چاہا۔ اس نے صرف تکفیر پر ہی بس نہ کی بلکہ مجھے گالیاں دیں، لعنت ڈالی اور ملعونوں میں سے خیال کیا۔ حالانکہ اللہ میرے اور اس کے دل کو جانتا ہے اور وہ بہترین محاسب ہے۔ پھر میں نے اسے دعوتِ مباہلہ دی تا کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سے بہترین ہے۔ لیکن اس نے مباہلہ نہ کیا اور بھاگ گیا اور فرار پر مصر ہوا اور اس کا یہ فرار خیر کی نیت سے نہ تھا، بلکہ رُسوائی سے بچنے کی خاطر تھا۔ حالانکہ یہ رسوائی تو اسے ملے گی۔ خواہ وہ بھاگ ہی جائے۔ اور اس سے پہلے اس نے بڑا دعویٰ کیا تھا کہ وہ عالم ادیب ہے اور میں جاہل

فدعوته للنضال فی کلام عربی مبین وقلت تعال أُناضلک فی النظم العربی ونثرہٖ وأقول ما تقول وفی کلّ وادٍ معک أجول وإنی إن شاء اللّٰہ من الغالبین. فأشاع فی شیاطینہ أنہ قَرْنُ مجالی وقرین جدالی فلزقتُ بہ کالداء العُضال لیبارزنی للنضال إن کان من الصادقین. فخاف وأبی ونحت الحِیَلَ وتولّٰی ولا یُفلح الکاذب حیث أتٰی ۔ فألھمنی ربی طریقا آخر لیَھلک من کان من الھالکین وھو أننی نظمت فی ھذہ الأیام قصائد وثقفتھا فی ثلاثۃ أیام أو أقل منھا واللّٰہ علیہ شاھد وھو خیر الشاھدین. وزیّنتُھا بالنِّکات

ہوں ۔تب میں نے اسے فصیح عربی کلام میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ آ ؤ، میں تمہارا عربی نظم اور نثر میں مقابلہ کرتا ہوں اور تمہارے ہر کلام کا جواب دوں گا اور تمہارے ساتھ ہر وادی میں گھوموں گا اور میں ہی انشاء اللہ غالب آ ؤں گا۔ پھر اُس نے اپنے چیلے چانٹوں میں یہ بات پھیلائی کہ وہ میدان میں میرا مدِّ مقابل اور بحث میں میرا ہم پلّہ ہے۔ پھر میں لاعلاج بیماری کی طرح اس سے چمٹ گیا تاکہ وہ میرے مقابلے کے لئے میدان میں نکلے اگر وہ سچا ہے۔ لیکن وہ ڈر گیا اور اس نے انکار کر دیا، حیلے بہانے تراشنے لگا اور پیٹھ پھیر گیا اور جھوٹا جہاں سے بھی آئے گا کامیاب نہ ہو گا۔ میرے رب نے بذریعہ الہام مجھے ایک اور طریق بتایا تاکہ ہلاک ہونے والا ہلاک ہو اور وہ (طریق یہ تھا کہ) میں نے انہی ایام میں چند قصائد نظم کئے اور انہیں تین دنوں بلکہ اس سے بھی کم وقت میں مہارت کے ساتھ تحریر کیا اور اللہ اس کا گواہ ہے اور وہ گواہوں میں سے بہترین ہے اور

﴿۲۷﴾

المهذَّبة والاستعارات المستعذَبة ملتزما جدّ القول وجزله وأيّدني رَبّي وعلّمني سبلها وإن كنت من الأُمّيّين. فالآن وجب على الشيخ المذكور أن يُناضلني في ذلك وينظم قصيدة في تلك الأمور بعِدّةِ أبيات هذه القصائد وأساليب بلاغتها فإن أتم شرطي فله ألف من الدراهم المروَّجة إنعامًا مني عليه ولكل من ناضلني من العلماء المكفِّرين. ومع ذلك أوتيهم موثقا من اللّٰه لأكتب لهم بعد غلبهم كتابا فيه أُقرّ بأنهم العالمون الأدباء وإني من الجاهلين الكاذبين المفترين. ولكن لا يجب عليَّ إيفاء

میں نے (ان قصائد) کو بڑے شائستہ نکات اور شیریں استعارات سے مزیّن کیا ہے جس میں سنجیدہ بیانی اور شگفتگی کا پورا التزام کیا گیا ہے۔ اور میرے رب نے میری تائید فرمائی اور اگرچہ میں اُمّی تھا لیکن پھر بھی اس نے مجھے ان راہوں کا علم دیا۔ پس اب شیخ مذکور پر واجب ہے کہ وہ اس میں میرا مقابلہ کرے اور ان امور کی نسبت ایسا قصیدہ نظم کرے جس میں ان قصائد کے اشعار جتنی تعداد ہو اور ان (قصائد) جیسا اسلوب بلاغت ہو۔ اگر اس نے میری یہ شرط پوری کر دی تو اس شرط کے پورا کرنے پر رائج الوقت ہزار روپے میری طرف سے بطور انعام ہوگا اور اسی طرح علماء مکفرین میں سے ہر ایک کو یہ (انعام ملے گا) جو میرا مقابلہ کرے۔ مزید براں مَیں اللہ کی موکد قسم کے ساتھ ان کے ساتھ یہ عہد کرتا ہوں کہ ان کے غالب آنے کی صورت میں مَیں ایک کتاب لکھوں گا جس میں مَیں اس امر کا اقرار کروں گا کہ وہ (واقعی) ادیب عالم ہیں اور میں جاہل کاذب اور مفتری ہوں۔ لیکن اس شرط کا پورا

هــذا الشــرط وأداء هــذا الإنعـام إلا بـعد شهـادة فـرسـان الـصـنـاعة وأربـاب البـراعة وتـصـديق مـن كـان جِهْبِـذ تـنـقيـدِ الـكـلام مـن الأدبـاء الماهرين. وإن لم يفعلوا ولـن يـفـعـلـوا فـاعلموا أنّهم من الـكـاذبيـن الـجاهلين المفندين. وهـذا آخـر الـحِيَـل لسَبْرِ قُليب ذلك الشيـخ الـمـضـل فإنـه أهـلك خَـلـقًـا كثيـرا بغوائلـه فـظـلـوا عُـمْيًـا وعُـورًا وكـانوا عـلـى عـلـمـه متكئين. وأرجو بـعـد ذلك أن يُـنـجيهـم اللّٰـه مـن شـره وهـو خيـر الـمـنجين. والآن أكتـب قـصـيـدتـى ومـا تـوفيـقـى إلا بـالـلّٰـه الـذى هـو ربـى ونـاصـرى ومعلّمـى فـى كل حين.

کرنا اوراس انعام کا ادا کرنا صرف اسی صورت میں مجھ پر واجب ہو گا جب (شعروں کی) صنعت گری کے شاہسوار اور اِس فن (شعری) کے ماہرین اس کی شہادت دیں اور ماہر ادیبوں میں سے صاحب الرائے نـقّـاد (غالب آنے کی) تصدیق کریں اوراگر وہ ایسا نہ کر پائے اور وہ ہرگز ایسا نہ کرسکیں گے تو جان لو کہ وہ علماء جھوٹے، جاہل اور سر پھرے کم عقل ہیں اور یہ اس گمراہ کرنے والے شیخ کے چاہِ علم کی گہرائی آزمانے کی آخری تدبیر ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے شیطانی حملوں سے بہت سی خلق خدا کو ہلاک کیا ہے اور وہ اندھے اور کانے ہو گئے ہیں اور اس کے علم پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد مجھے امید ہے کہ اللہ انہیں اس کے شر سے نجات دے گا اور وہ نجات دینے والوں میں سے بہترین ہے۔ اب میں اپنا قصیدہ رقم کرتا ہوں اور میری توفیق فقط اس اللہ سے وابستہ ہے جو میرا رب ہے اور ہرآن میرا مددگار اور معلّم ہے۔

﴿۲۸﴾

اَلْقَصِیْدَۃُ الْاُوْلٰی فِیْ نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پہلا قصیدہ

یَاقَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا عَیْنَ الْھُدٰی مُفْنِی الْعِدَا

اے میرے دل! احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا۔

بَرًّا کَرِیْمًا مُّحْسِنًا بَحْرَ الْعَطَایَا وَالْجَدَا

نیک، کریم، مُحسن، بخششوں اور سخاوت کا سمندر ہے۔

بَدْرٌ مُّنِیْرٌ زَاھِرٌ فِیْ کُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

وہ چودھویں کا نورانی روشن چاند ہے۔ وہ ہر وصف میں تعریف کیا گیا ہے۔

اِحْسَانُہٗ یُصْبِی الْقُلُوْبَ وَحُسْنُہٗ یُرْوِی الصَّدَا

اس کا احسان دلوں کو موہ لیتا ہے اور اس کا حسن پیاس کو بجھا دیتا ہے۔

اَلظَّالِمُوْنَ بِظُلْمِھِمْ قَدْ کَذَّبُوْہُ تَمَرُّدَا

ظالموں نے اپنے ظلم کی وجہ سے اسے سرکشی سے جھٹلایا ہے۔

وَالْحَقُّ لَا یَسَعُ الْوَرٰی اِنْکَارَہٗ لَمَّا بَدَا

اور سچائی ایسی شے ہے کہ مخلوق اس کا انکار نہیں کر سکتی جب وہ ظاہر ہو جائے۔

اُطْلُبْ نَظِیْرَ کَمَالِہٖ فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا

تو اُس کے کمال کی نظیر تلاش کر۔ سو تو (اس میں) یقیناً حیران ہو کر شرمندہ ہوگا۔

مَا اِنْ رَاَیْنَا مِثْلَہٗ لِلنَّائِمِیْنَ مُسَھِّدَا

ہم نے اس کی مانند سوتوں کو جگانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَی الْعُلُوْمَ تَجَدُّدَا

وہ اللہ کا نور ہے جس نے علوم کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُجْتَبٰی وَالْمُقْتَدَا وَالْمُجْتَدَا
وہ برگزیدہ ہے، چنا ہوا ہے، اس کی پیروی کی جاتی ہے، اس سے فیض طلب کیا جاتا ہے۔

جُمِعَتْ مَرَابِیْعُ الْھُدٰی فِیْ وَبْلِہٖ حِیْنَ النَّدٰی
ہدایت کی بارشیں سخاوت کے وقت اس کی موسلا دھار بارش میں جمع کر دی گئیں۔

نَسِیَ الزَّمَانُ رِھَامَہٗ مِنْ جَوْدِ ھٰذَا الْمُقْتَدَا
زمانہ اپنی مسلسل تھوڑی بارش کو بھول گیا ہے اس مقتدا کی موسلا دھار بارش کے مقابلہ میں۔

اَلْیَوْمَ یَسْعَی النِّکْسُ اَنْ یُّطْفِیْ ھُدَاہُ وَ یُخْمِدَا
آج کمینہ کوشش کرتا ہے کہ اس کی ہدایت کو بجھا دے اور ٹھنڈا کر دے۔

وَاللّٰہُ یُبْدِیْ نُوْرَہٗ یَوْمًا وَّاِنْ طَالَ الْمَدٰی
اور اللہ اس کے نور کو ظاہر کر دیگا کسی نہ کسی دن خواہ مدت لمبی ہی ہو جائے۔

یَاقَطْرَ سَارِیَۃٍ وَغَادٍ قَدْ عُصِمْتَ مِنَ الرَّدَا
اے رات کو برسنے والی اور دن کو برسنے والی بارش! تُو ہلاکت سے محفوظ کر دی گئی ہے۔

رَبَّیْتَ اَشْجَارَ الْاَسِرَّۃِ بِالْفُیُوْضِ وَ قَرْدَدَا
تُو نے اپنے فیوض سے پست زمین کے درختوں کی پرورش کی ہے اور اونچی زمین کے بھی۔

اِنَّا وَجَدْنَاکَ الْمَلَاذَ فَبَعْدَ کَھْفٍ قَدْ بَدَا
بے شک ہم نے تجھے جائے پناہ پایا ہے سوایسی عظیم الشان پناہ گاہ کے بعد، جو ظاہر ہو چکی ہے۔

لَا نَتَّقِیْ قَوْسَ الْخُطُوْبِ وَلَا نُبَالِیْ مُرْجِدَا
ہم حادثات کی کمان سے نہیں ڈرتے اور نہ ہم لرزہ طاری کر دینے والی تلوار کی پرواہ کرتے ہیں۔

لَا نَتَّقِیْ نُوَبَ الزَّمَانِ وَ لَا نَخَافُ تَھَدُّدَا
ہم زمانے کے حادثات سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی ہم کسی دھمکی سے خوف کھاتے ہیں۔

وَ نَمُدُّ فِیْ اَوْقَاتِ اٰفَاتٍ اِلَی الْمَوْلٰی یَدَا
اور ہم مصیبتوں کے اوقات میں اپنے مولا کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

کَمْ مِنْ مُّنَازَعَةٍ جَرَتْ بَيْنِيْ وَ اَقْوَامِ الْعِدَا

بہت سے مقابلے ہیں جو میرے اور دشمنوں کی قوموں کے درمیان ہوئے۔

حَتّٰى انْثَنَيْتُ مُظَفَّرًا وَ مُوَقَّرًا وَ مُؤَيَّدَا

یہاں تک کہ میں کامیاب‘ معزّز اور مؤیّد ہو کر لوٹا۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا يَوْمًا يُشَيِّبُ ثَوْهَدَا

اے لوگو! ڈرو اس دن سے جو ایک جواں مرد انسان کو (بھی) بوڑھا کر دے گا۔

اٰلَامُهٗ مَا تَنْقَضِيْ وَ اَسِيْرُهٗ مَا يُفْتَدٰى

اس دن کے دکھ ختم نہیں ہوں گے اور اس دن کے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑایا نہ جا سکے گا۔

وَاللّٰهِ اِنِّيْ مَا ضَلَلْتُ وَ مَا عَدَلْتُ عَنِ الْهُدٰى

اللہ کی قسم بے شک میں نہ گمراہ ہوا اور نہ ہی میں راہِ ہدایت سے ہٹا ہوں۔

لٰكِنَّنِيْ مُذْ لَمْ اَزَلْ مِمَّنْ اِذَا هُدِيَ اهْتَدٰى

لیکن مَیں جب سے کہ مَیں وجود میں آیا ان لوگوں میں سے ہوں کہ جب وہ راہ دکھائے جائیں تو راہ پا جائیں۔

﴿۲۹﴾ لِلّٰهِ حَمْدٌ ثُمَّ حَمْدٌ قَدْ عَرَفْنَا الْمُقْتَدٰى

اللہ ہی کی سب تعریف ہے پھر تعریف ہے کہ ہم نے اپنے مقتدا کو پہچان لیا ہے۔

كَادَتْ تُعَفِّيْنِيْ ضَلَالَاتٌ فَاَدْرَكَنِي الْهُدٰى

قریب تھا کہ گمراہیاں مجھے مٹا دیتیں پر ہدایت نے مجھے پالیا۔

يَا صَاحِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى لَنَا هٰذَا جَدَا

اے ساتھی! بے شک اللہ (تعالیٰ) نے ہمیں یہ عطیہ بخش دیا ہے۔

هُوَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ الَّتِيْ تُعْطِيْ نَعِيْمًا مُّخْلَدَا

وہ ایسی لیلۃ القدر ہے جو دائمی نعمت عطا کرتی ہے۔

اَتَجُوْلُ فِيْ حَوْمَاتِ نَفْسِكَ تَارِكًا سُنَنَ الْهُدٰى

کیا تو! (اے مخاطب) اپنے نفس کے میدانوں میں ہدایت کے طریقوں کو چھوڑ کر گھوم رہا ہے؟

هَلَّا انْتَهَجْتَ مَحَجَّةَ الْاَحْيَاءِ يَا صَيْدَ الرَّدَا

تو کیوں زندوں کے طریقِ کار پر گامزن نہ ہوا؟ اے ہلاکت کے شکار!

يَا مَنْ غَدَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَشَدُّ بُغْضًا كَالْعِدَا

اے وہ شخص جو مومنوں کے لئے دشمنوں کی طرح شدید ترین بغض رکھنے والا ہوگیا ہے!

اِخْتَرْتَ لَذَّةَ هٰذِهٖ وَ نَسِيْتَ مَا يُعْطٰى غَدَا

تُو نے اس دنیا کی لذّت کو اختیار کرلیا اور جو کل ملے گا اسے بھلا دیا ہے۔

يَا خَاطِبَ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ قَدْ هَلَكْتَ تَجَلُّدَا

اے حقیر دنیا کے طالب! تو گناہوں پر دلیری کی وجہ سے ہلاک ہوگیا ہے۔

عَادَيْتَ اَهْلَ وَلَايَةٍ وَ قَفَوْتَ اٰثَارَ الْعِدَا

تو نے (اللہ سے) دوستی کرنے والوں سے دشمنی کی اور دشمنوں کے نشانِ قدم پر چلا ہے۔

اَلْيَوْمَ تُكْفِرُنِيْ وَ تَحْسَبُنِيْ شَقِيًّا مُّلْحِدَا

آج تو مجھے کافر کہتا ہے اور مجھے بد بخت اور بے دین خیال کرتا ہے۔

وَ تَرٰى بِوَقْتٍ بَعْدَهٗ فِيْ زِيِّ اَحْمَدَ اَحْمَدَا

اور تُو کسی وقت اس کے بعد احمد کو احمد کے لباس میں دیکھ لے گا۔

يَا مَنْ تَظَنَّى الْمَاءَ مِنْ حُمْقٍ سَرَابًا وَاعْتَدٰى

اے وہ شخص جس نے بے وقوفی سے سراب کو پانی خیال کیا اور حد سے بڑھ گیا!

اَلسَّبْرُ سَهْلٌ هَيِّنٌ اِنْ كَانَ فَهْمٌ اَوْ صَدَا

آزمائش سہل اور آسان ہو جاتی ہے اگر فہم یا پیاس موجود ہو۔

وَ اللّٰهِ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ وَجَدْتَنِيْ عَيْنَ الْهُدٰى

اللہ کی قسم! اگر پردہ کھول دیا جاتا تو تُو مجھے ہدایت کا چشمہ پاتا۔

وَ نُظِمْتَ فِيْ سِلْكِ الرِّفَاقِ وَ جِئْتَنِيْ مُسْتَرْشِدَا

اور تو پرو دیا جاتا میرے رفقاء کی لڑی میں۔ اور میرے پاس ہدایت کا طالب ہو کر آتا۔

-----  -----

القصيدة الثانية
دوسرا قصیدہ

أَ يَـا مُحْسِنِیْ اُثْنِیْ عَلَیْکَ وَ أَشْکُرُ فِدًی لَّکَ رُوْحِیْ أَنْتَ تُرْسِیْ وَ مَأْزَرُ

اے میرے محسن! مَیں تیری ثنا اور شکر کرتا ہوں۔ میری روح تجھ پر فدا ہو۔ تو میری ڈھال اور قوّت ہے۔

بِفَضْلِکَ إِنَّا قَدْ غَلَبْنَا عَلَی الْعِدٰی بِنَصْرِکَ قَدْ کُسِرَ الصَّلِیْبُ الْمُبَطِّرُ

تیرے فضل سے ہم نے دشمنوں پر غلبہ پایا ہے اور تیری نصرت سے ہی اِترانے والی صلیب توڑ دی گئی ہے۔

فَتَحْتَ لَنَا فَتْحًا مُّبِیْنًا تَفَضُّلًا بِفَوْجٍ اِذَا جَاءُوْا فَزَهَقَ التَّنَصُّرُ

تُو نے ہمیں اپنی مہربانی سے فتحِ مبین عطا کی ایسی فوج سے کہ جب اس کے سپاہی پہنچے تو عیسائیت بھاگ نکلی۔

قَتَلْتَ خَنَازِیْرَ النَّصَارٰی بِصَارِمٍ وَ اَرْدٰی عِدَانَا فَضْلُکَ الْمُتَکَثِّرُ

تُو نے نصارٰی کے خنزیروں کو تیز تلوار سے مار ڈالا۔ اور تیرے عظیم فضل نے ہمارے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔

بِوَجْهِکَ مَا اَنْسٰی عَطَایَاکَ بَعْدَهٗ وَ فِیْ کُلِّ نَادٍ نَبَأَ فَضْلِکَ اَذْکُرُ

تیری ذات کی قسم! اسکے بعد مَیں تیرے احسانات کو نہ بھولوں گا۔ اور ہر مجلس میں تیرے فضل کی عظیم الشان خبر کا ذکر کرتا رہونگا۔

تُلَبِّیْکَ رُوْحِیْ دَائِمًا کُلَّ سَاعَةٍ وَ اِنَّکَ مَهْمَا تَحْشُرِ الْقَلْبَ یَحْضُرُ

میری روح ہمیشہ ہر گھڑی تجھے لبّیک کہتی ہے۔ اور بے شک تو جب بھی میرے دل کو بلاتا ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے۔

وَ تَعْصِمُنِیْ فِیْ کُلِّ حَرْبٍ تَرَحُّمًا فِدًی لَّکَ رُوْحِیْ اَنْتَ دِرْعِیْ وَ مِغْفَرُ

اور تُو مجھے از راہِ ترحّم ہر لڑائی میں بچا لیتا ہے۔ میری روح تجھ پر قربان جائے۔ تو ہی میری زرہ اور خود ہے۔

﴿۳۰﴾

يُنَوِّرُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَجْهَ خَلَائِقٍ وَ لٰكِنْ جَنَانِيْ مِنْ سَنَاكَ يُنَوَّرُ

سورج کی روشنی تو مخلوق کے چہرے کو منوّر کرتی ہے۔لیکن میرا دل تیرے نور سے منوّر رہوتا ہے۔

تُحِيْطُ بِكُنْهِ الْكَائِنَاتِ وَ سِرِّهَا وَ تَعْلَمُ مَا هُوَ مُسْتَبَانٌ وَّ مُضْمَرُ

تو کائنات کی کُنہ اور بھیدوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔اور جو ظاہر ہے اور جو (دل میں) پوشیدہ ہے تو اسے خوب جانتا ہے۔

وَ نَحْنُ عِبَادُكَ يَاالٰهِيْ وَ مَلْجَأِيْ نَخِرُّ اَمَامَكَ خَشْيَةً وَّ نُكَبِّرُ

اور اے میرے معبود اور میری پناہ! ہم تیرے بندے ہیں۔ہم خشیت سے تیرے آگے ہی گرتے ہیں اور تیری بڑائی کرتے ہیں۔

نَصَرْتَ لِاِفْحَامِ النَّصَارٰى قَرِيْحَتِيْ وَ هَدَّمْتَ مَا يُعْلِى الْخَصِيْمُ وَ يَعْمُرُ

تو نے میری فطرت کو نصارٰی کا منہ بند کرنے کیلئے مدد دی ہے اور تو نے اس عمارت کو جو دشمن بلند کرتا ہے ڈھا دیا ہے۔

وَ اَخَذْتَهُمْ وَ كَسَرْتَ دَأْيًا مُّنَضَّدًا وَ اَتْمَمْتَ وَعْدَكَ فِيْ صَلِيْبٍ يُّكَسَّرُ

تو نے انکو گرفت میں لیا اور سینے کی مرتّب پسلیوں کو توڑ ڈالا۔اور (اس طرح) صلیب کے بارہ میں اپنے وعدہ کو' کہ وہ توڑ دی جائیگی' پورا کر دیا۔

فَسُبْحَانَ مَنْ بَارٰى لِنُصْرَةِ دِيْنِهٖ وَ اَخْزَى النَّصَارٰى فَضْلُهُ الْمُتَكَثِّرُ

پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے دین کی نصرت کے لئے مقابلہ کیا اور اس کے فضلِ کثیر نے نصارٰی کو رُسوا کر دیا۔

سَقَانِيْ مِنَ الْاَسْرَارِ كَاْسًا رَوِيَّةً وَ اِنْ كُنْتُ مِنْ قَبْلِ الْهُدٰى لَا اَعْثَرُ

اس نے مجھے اَسرار کا سیر کن پیالہ پلایا اگرچہ میں اس راہنمائی سے پہلے (اس سے) آگاہ نہیں تھا۔

غَیُوْرٌ یُبِیْدُ الْمُجْرِمِیْنَ بِسُخْطِہٖ غَفُوْرٌ یُّنَجِّی التَّائِبِیْنَ وَ یَغْفِرُ

وہ غیرت مند ہے۔اپنے غضب سے مجرموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔وہ بخشتا ہے' توبہ کرنے والوں کو نجات دیتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ لَا شَرِیْکَ لِذَاتِہٖ قَوِیٌّ عَلِیٌّ مُّسْتَعَانٌ مُّقَدِّرُ

وہ یگانہ و یکتا ہے' اپنی ذات میں لاشریک ہے' قوی (اور) بلند مرتبہ ہے' اسی سے مدد مانگی جاتی ہے (اور) تقدیر بنانے والا ہے۔

لَہُ الْمُلْکُ وَ الْمَلَکُوْتُ وَالْمَجْدُ کُلُّہٗ وَ کُلٌّ لَّہٗ مَا بَانَ فِیْنَا وَ یَظْھَرُ

اسی کے لئے حکومت' بادشاہی اور ساری بزرگی ہے اور سب اسی کا ہے جو ہم میں ظاہر ہوا اور ظاہر ہوگا۔

وَدُوْدٌ یُحِبُّ الطَّائِعِیْنَ تَرَحُّمًا مَلِیْکٌ فَیُزْعِجُ ذَا شِقَاقٍ وَّ یَحْصِرُ

وہ بہت محبت کرنے والا ہے۔فرمانبرداروں سے از راہِ شفقت پیار کرتا ہے۔وہ بادشاہ ہے سو وہ مخالف کو مضطرب کر دیتا ہے اور گھیرے میں لے لیتا ہے۔

یُحِیْطُ بِکَیْدِ الْکَائِدِیْنَ بِعِلْمِہٖ فَیُھْلِکُ مَنْ ھُوَ فَاسِقٌ وَّ مُزَوِّرُ

وہ اپنے علم سے مکّاروں کے مکر کا احاطہ کر لیتا ہے سو وہ اس شخص کو جو فاسق اور فریبی ہو ہلاک کر دیتا ہے۔

وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَ لَا کُفُوٌ لَّہٗ وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ مَّا دَنَاہُ التَّکَثُّرُ

نہ اس نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔وہ یگانہ اور یکتا ہے۔کثرت اس کے قریب بھی نہیں آئی۔

وَ مَنْ قَالَ اِنَّ لَہٗ اِلٰھًا قَادِرًا سِوَاہُ فَقَدْ نَادَی الرَّدٰی وَ یُدَمَّرُ

اور جو شخص کہے کہ اس کا ایک قادر معبود اس کے سوا ہے تو اس نے ہلاکت کو پکارا اور وہ ہلاک کیا جائے گا۔

وَ بَشَّرَنِیْ قَبْلَ الْجِدَالِ بِلُطْفِہٖ فَقَالَ لَکَ الْبُشْرٰی وَ اَنْتَ الْمُظَفَّرُ

اور مقابلہ سے پہلے ہی اس نے اپنی مہربانی سے مجھے بشارت دے دی۔سو کہا: تجھے بشارت ہو تُو ہی کامیاب ہونیوالا ہے۔

فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ مِنِّیْ تَذَلُّلًا وَ قَصَدْتُّ عَنْبَرْسَرَ وَ قَطْرِیْ یَمْطُرُ

تب میری آنکھوں سے عاجزی سے آنسو جاری ہو گئے اور میں نے اس حال میں امرتسر کا ارادہ کیا کہ میرے آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی۔

فَجِئْتُ النَّصَارٰی فِیْ مَقَامِ جُلُوْسِھِمْ فَتَخَیَّرُوْا مِنْھُمْ خَصِیْمًا وَّ اَنْظُرُ

پس میں نصارٰی کے پاس انکی جلسہ گاہ میں پہنچ گیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ انہوں نے اپنے میں سے ایک بحث کرنیوالے کا انتخاب کیا ہے۔

وَظَلَّ النَّصَارٰی یَنْصُرُوْنَ وَکِیْلَھُمْ وَ کُلٌّ تَسَلَّحَ صَائِلًا لَّوْ یَقْدِرُ

اور نصارٰی اپنے وکیل کو مدد دینے لگ گئے اور اگر بس چلتا تو ہر شخص حملہ آور ہونے کے لئے مسلّح ہو جاتا۔

رَئَیْتُ مُبَارِزَھُمْ کَذِئْبٍ بِظُلْمِہٖ یَصُوْلُ عَلٰی سُبُلِ الْھُدٰی وَ یُزَوِّرُ

میں نے انکی طرف سے مقابلہ کرنیوالے کو اسکے ظلم کی وجہ سے بھیڑیئے کی طرح پایا جو ہدایت کی راہوں پر حملہ کرتا تھا اور مکر سے کام لے رہا تھا۔

فَخَاصَمَ ظُلْمًا فِی ابْنِ مَرْیَمَ وَاجْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ فِیْمَا کَانَ یَھْذِیْ وَ یَھْجُرُ ﴿۳۱﴾

اس نے ابن مریم کے بارے میں ظلم سے جھگڑا کیا اور جرأت کی اللہ پر اسی بات میں جو وہ بک رہا تھا اور جس میں بے ہودگی دکھا رہا تھا۔

وَ قَالَ لَہٗ وَلَدٌ مَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا تَصَوَّرُوْا

اس نے کہا کہ مسیح ابنِ مریم خدا کا بیٹا ہے اور عرش کا مالک (تو) اس عیب سے پاک ہے جس کا انہوں نے تصور کیا۔

وَ قَالَ بِاَنَّ اللّٰہَ اِسمُ ثَلٰثَۃٍ اَبٌ وَّابنُہُ حَقًّا وَّ رُوحٌ مُّطَھَّرُ

اوراس نے کہا کہ اللہ تین شخصیتوں کا نام ہے۔ باپ۔ اس کے حقیقی بیٹے اور روح القدس کا۔

فَقُلتُ لَہُ اخسَأْ لَیسَ عِیسٰی بِخَالِقٍ وَ خَالِقُنَا الرَّبُّ الوَحِیدُ الأَکبَرُ

میں نے اس سے کہا: تجھے پھٹکار۔ عیسیٰ ہرگز خالق نہیں ہے۔ ہمارا خالق تو ربّ یگانہ ہے جو سب سے بڑا ہے۔

أَتُثبِتُ فِی مُلکٍ لَّہُ مِن بَرِیَّۃٍ مِنَ الاَرضِ اَو ھُوَ فِی السَّمَاءِ مُدَبِّرُ

کیا تو ثابت کرسکتا ہے کہ اس (عیسیٰ) کے اقتدار میں زمین کی کوئی مخلوق ہے؟ یا (کیا تو ثابت کر سکتا ہے) کہ وہ آسمان میں مدبّر ہے۔

وَ اِنَّ عَلٰی مَعبُودِکَ المَوتَ قَد اَتٰی وَ اِلٰھُنَا حَیٌّ وَّ یَبقٰی وَ یَعمَرُ

اور یقیناً تیرے معبود پر تو موت آ چکی ہے اور ہمارا معبود زندہ ہے، باقی رہے گا اور دائم ہے۔

وَ لَیسَ لِمُستَغنٍ اِلَی الاِبنِ حَاجَۃٌ وَ حَاشَاہُ مَا الاَولَادُ شَیئًا یُّوَقَّرُ

اور مستغنی ذات کو بیٹے کی کوئی حاجت نہیں ہے، وہ اس سے منزّہ ہے۔ اولاد کوئی ایسی شے نہیں جسے عظمت دی جائے۔

أَعِیسَی الَّذِی لَایَعلَمُ الغَیبَ ذَرَّۃً اِلٰہٌ وَّ تَعلَمُ اَنَّہُ لَا یَقدِرُ

کیا عیسیٰ جو ذرّہ بھر (بھی) علمِ غیب نہیں رکھتا، معبود ہوسکتا ہے؟ اور تو جانتا ہے کہ اسے کوئی قدرت حاصل نہیں۔

فَاَثنٰی عَلٰی اِبلِیسَ بِالعِلمِ وَ الھُدٰی وَ قَالَ ھُوَ الشَّیخُ الَّذِی لَایُنکَرُ

پھر مخاصم نے علم و ہدایت میں ابلیس کی تعریف کی اور اس نے کہا کہ وہ ایسا بزرگ ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

وَ یُـؤْمِـنُ بِــالْاِبْـنِ الْـوَحِـیْـدِ تَیَـقُّـنًـا وَ مَـذْهَبُــهٗ مِثْـلَ الـنَّـصَــارٰی تَنَصُّرُ

اور (کہا کہ) وہ (شیطان) اکلوتے بیٹے پر پورے یقین کی راہ سے ایمان رکھتا ہے اور اسکا مذہب (بھی) عیسائیوں کیطرح عیسائیت (ہی) ہے۔

فَـقُـلْـتُ لَـهٗ یَاۤاَیُّهَا الضَّالُّ مِنْ هَوًی أَ تُثْـنِـیْ عَـلٰـی غُـوْلٍ یُّـضِلُّ وَ یُدْخِرُ

میں نے اسکو جواب دیا کہ اے نفسانی خواہش کے باعث گمراہ شخص! کیا تو ایک چھلاوے کی تعریف کرتا ہے جو گمراہ اور ذلیل کرتا ہے۔

وَ مَـا کَـانَ حَـامِـدَهٗ بَـصِیْـرٌ قَبْلَکُمْ وَ لٰـکِـنَّـکُـمْ عُـمْـیٌ فَـکَیْفَ التَّبَصُّرُ

اورکوئی (بھی) بصیرت رکھنے والا اس سے پہلے اس کی تعریف کرنیوالا نہیں ہوا۔ پر تم لوگ تو اندھے ہو، تم کیسے دیکھ سکتے ہو؟

فَـمَـا تَـابَ مِـنْ هَـذْیَانِهٖ وَ ضَــلَالِهٖ وَ کَـانَ کَـدَجَّـالٍ یُّـدَاجِـیْ وَ یَمْکُرُ

پر وہ مخاصم اپنی بکواس اور گمراہی سے تائب نہ ہوا۔ اور وہ دجّال کی طرح عداوت کو چھپاتا اور مکر سے کام لیتا تھا۔

وَ کَمْ مِّنْ خُرَافَاتٍ وَّ کَمْ مِّنْ مَّفَاسِدٍ تَـقَـوَّلَ خُبْثًــا ذٰلِکَ الْـمُتَـنَـصِّـرُ

اور بہت سی خرافات اور بہت سی مفسدانہ باتیں اس عیسائی نے خباثت سے گھڑ کر بیان کیں۔

وَ قَــالَ لِـیْ اِنَّ اللهَ خَـلْـقٌ وَّ خَـالِقٌ وَ مَسِیْــحُـنَــــا عَبْـدٌ وَّ رَبٌّ اَکْبَــرُ

اس نے مجھے کہا کہ اللہ مخلوق بھی ہے اور خالق بھی اور ہمارا مسیح بندہ بھی ہے اور ربّ اکبر بھی۔

فَـقُلْتُ لَهٗ یَا تَارِکَ الْعَقْلِ وَ النُّهٰی اِلٰــهٌ وَّ عَبْـدٌ ذَاکَ شَـیْءٌ مُـنْـکَـرُ

سو میں نے اس سے کہا: اے عقل و دانش کو چھوڑ دینے والے! خدا بھی؟ بندہ بھی؟ یہ تو اوپری بات ہے۔

اِذَا قَــلَّ دِیۡـنُ الۡـمَـرۡءِ قَـلَّ قِیَـاسُــهٗ وَ مَـنۡ یُّـؤۡمِـنَـنۡ یُـرۡشِدۡهُ عَقۡلٌ مُّطَهَّرُ
جب انسان کے دین میں کمی آ جائے اسکے اندازِفکر میں بھی کمی آ جاتی ہے اور جو پورا مومن ہو پاک عقل اسکی رہنمائی کرتی ہے۔

وَ اِنِّیۡ اَرٰی فِیۡ خَبۡطِ عَشۡوَاءَ عُقُوۡلَکُمۡ تَـقُـوۡلُـوۡنَ مَـالَا یَـفۡهَـمُ الۡـمُـتَـفَکِّـرُ
اور میں تمہاری عقلوں کو کم نظر اونٹنی کی طرح بھٹکتا ہوا پاتا ہوں تم ایسی باتیں کہتے ہو جنہیں عقلمند سمجھ نہیں سکتا۔

وَ اِنِّـیۡ اَرَاکُـمۡ فِـیۡ ظَـــلَامٍ دَائِـمٍ وَ مَـا فِـیۡ یَـدَیۡـکُـمۡ مِّـنۡ دَلِیۡلٍ یُّنَوِّرُ
میں تمہیں دائمی ظلمت میں پاتا ہوں اور تمہارے ہاتھوں میں کوئی (بھی) روشنی دینے والی دلیل نہیں۔

﴿۳۲﴾

وَ اِنۡ هُـوَ اِلَّا بِـدۡعَةٌ غَیۡـرُ ثَـابِـتٍ وَ اِثۡبَــاتُـــهٗ مُسۡتَـنۡـکَـرٌ مُّتَـعَـذِّرُ
یہ تو صرف ایک بدعت ہے جو ثابت نہیں اور اس کا ثابت کرنا ناممکن اور محال ہے۔

اَ تَعۡرِفُ فِی الصُّحُفِ الۡقَدِیۡمَةِ مِثۡلَهٗ وَ قَـدۡ جَـاءَ هُدًی بَعۡدَ هُدًی وَّ مُنۡذِرُ
کیا تو پرانے صحیفوں میں اس کی مثل عقیدہ پاتا ہے؟ جبکہ ہدایت کے بعد ہدایت آتی رہی ہے اور ہوشیار کرنے والا بھی۔

اَنَـاجِیۡـلُ عِیۡسٰـی قَـدۡعَـفَتۡ آثَارُهَا وَ حَــرَّفَهَـــا قَــوۡمٌ خَبِیۡــثٌ مُـعَیَّـرُ
عیسیٰ کی انجیلوں کے نشانات مٹ گئے ہیں اور انہیں ایک خبیث اور عیب دار قوم نے محرّف ومبدّل کر دیا ہے۔

نَبَــذۡتُـمۡ هِـدَایَتَــهٗ وَرَاءَ ظُهُـوۡرِکُـمۡ وَهٰـذَا مِـنَ الشَّیۡـطَـانِ هُدًی اٰخَـرُ
تم نے عیسیٰ کی ہدایت کو تو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا ہے اور یہ دوسرا مذہب شیطان کی طرف سے ہے۔

اَ قَمْتُمْ جَلَالَ اللّٰہِ فِیْ رُوْحِ عَاجِزٍ وَ ھَیْھَاتَ لَا وَاللّٰہِ بَلْ ھُوَ اَحْقَرُ

تم نے اللہ کے جلال کو ایک عاجز کی روح میں قائم سمجھ رکھا ہے۔نہیں۔اللہ کی قسم! یہ بات حقیقت سے دور ہے۔ بلکہ وہ تو ایک حقیر انسان ہے۔

فَقِیْرٌ ضَعِیْفٌ کَالْعِبَادِ وَمَیِّتٌ نَعَمْ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ عَبْدٌ مُّعَزَّرُ

وہ محتاج بندوں کی طرح کمزور اور مردہ ہے۔ ہاں وہ خدا کے بندوں میں سے ایک معزّز بندہ ہے۔

وَ اِنْ شَاءَ رَبِّیْ یُبْدِ اَلْفًا نَظِیْرَہٗ وَ اَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ مَثِیْلًا فَتَنْظُرُ

اور اگر میرا ربّ چاہے اس جیسے ہزار پیدا کرسکتا ہے اور میرے ربّ نے مجھے (اس کا) مثیل بنا کر بھیج دیا ہے۔سوتو دیکھ رہا ہے۔

وَ قَدْ اصْطَفَانِیْ مِثْلَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فَطُوْبٰی لِمَنْ یَّاْتِیْنِ صِدْقًا وَّ یُبْصِرُ

اور اس نے مجھے عیسیٰ بن مریم کی طرح برگزیدہ کیا ہے پس اس کے لئے خوشی ہے جو میرے پاس صدق سے آئے اور دیکھے۔

اَ نَبِیُّنَا مَیْتٌ وَّعِیْسٰی لَمْ یَمُتْ اَجَزْتُمْ حُدُوْدًا یَابَنِی الْغُوْلِ فَاحْذَرُوْا

کیا ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو وفات یافتہ ہیں اور عیسیٰ نہیں مرا؟ اے چھلاوے کی اولاد! تم حدود سے تجاوز کر گئے ہو۔سوڈرو۔

تُوُفِّیَ عِیْسٰی ھٰکَذَا قَالَ رَبُّنَا فَلَا تَھْلِکُوْا مُتَجَلِّدِیْنَ وَ فَکِّرُوْا

عیسیٰ وفات پا گیا ہے۔اسی طرح ہمارے رب نے فرمایا ہے۔پس تم جرأت دکھاتے ہوئے ہلاکت میں نہ پڑو اور سوچ سے کام لو۔

اَ تَتَّخِذُ الْعَبْدَ الضَّعِیْفَ مُھَیْمِنًا اَ تَعْبُدُ مَیْتًا اَیُّھَا الْمُتَنَصِّرُ

کیا تو ایک ضعیف بندے کو خدائے نگران بنا رہا ہے۔اے نصرانی! کیا تو ایک مُردے کی پوجا کر رہا ہے۔

اَلا اِنَّــہٗ عَبْــدٌ ضَعِیْفٌ کَـمِثْـلِـنَـا فَــلا تَتَّبِـعْ یَـا صَـاحِ قَوْمًـا خُسِّرُوْا

سن لے کہ وہ ہماری طرح ہی ایک عاجز بندہ ہے۔ سواے دوست! تو ان لوگوں کی پیروی نہ کر جو نقصان اٹھا چکے ہیں۔

وَ وَاللّٰہِ یَاْتِیْ وَقْتُ تَصْدِیْقِ کَلْمَتِیْ وَ یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ مَا کُنْتَ تُضْمِرُ

اور خدا کی قسم! میری باتوں کی تصدیق کا وقت آ جائے گا اور رحمٰن تجھ پر ظاہر کر دے گا جو تو دل میں چھپا رہا تھا۔

فَـلا تَسْـمَعَنْ مِّنْ بَعْدُ ذِئْبًا وَّ عَقْرَبًا یَـصُـوْلُ بِـوَثْـبٍ اَوْتَـدِبُّ وَ تَـأْبِـرُ

پس تو نہیں سنے گا اس کے بعد کسی بھیڑیئے کے متعلق کہ وہ اچھل کر حملہ کرتا ہے اور بچھو کے متعلق جو رینگتا ہے اور ڈنگ مار دیتا ہے۔

مَـقَـامِـیْ رَفِیْـعٌ فَـوْقَ فِـکْـرِ مُفَکِّرٍ وَ قَـوْلِـیْ عَـمِیْـقٌ لَّا یَـلِیْـہِ الْمُصَعِّرُ

میرا مقام سوچنے والے کی سوچ سے بلند تر ہے اور میرا قول گہرا ہے اور تکبّر سے منہ موڑنے والا اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

اِذَا قَـلَّ عِـلْـمُ الْـمَـرْءِ قَلَّ اعْتِقَـادُہٗ وَ مَـا یَـمْـدَحَـنْ حُسْـنًا ضَرِیْرٌ مُّعَذَّرُ

جب انسان کا علم تھوڑا ہو تو اس کا اعتقاد بھی کمزور ہوتا ہے اور ایک انتہائی طور پر معذور اندھا تو حُسن کی تعریف نہیں کر سکتا۔

اَلا رُبَّ مَـجْـدٍ قَـدْ یُـرٰی مِثْلَ ذِلَّۃٍ اِذَا مَـا تَـعَـالٰـی شَـانُـہٗ الْمُتَسَتِّرُ

آگاہ رہو کہ بہت سی عظمتیں ذلّت کی طرح نظر آتی ہیں جبکہ (درحقیقت) ان کی چھپی ہوئی شان (نگاہ سے) بلند ہوتی ہے۔

اَلَـمْ تَـعْـلَـمَـنْ اَنِّـیْ جَـرِیٌّ مُّبَـارِزٌ وَ اِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ فَبَارِزْ فَنَحْضُرُ

کیا تو نہیں جانتا کہ میں ایک بہادر جنگجو ہوں اور اگر تجھے شک ہو تو مقابلہ میں نکل تو ہم بھی آ جائیں گے۔

وَ بَارَزْتُ اَحْزَابَ النَّصَارٰی کَضَیْغَمٍ بِاَیْدٍ وَ فِی الْیُمْنٰی حُسَامٌ مُّشَهَّرُ

اور میں نے نصارٰی کے گروہوں سے شیر کی طرح مقابلہ کیا۔ پوری قوّت سے جبکہ میرے دائیں ہاتھ میں کھچی ہوئی تلوار تھی۔

﴿۳۳﴾

وَ مَازِلْتُ اَرْمِیْهِمْ بِرُمْحٍ مُّذَرَّبٍ اِلٰی اَنْ اَبَانَ الْحَقُّ وَ الْحَقُّ اَظْهَرُ

اور میں انہیں تیز نیزے بھی مارتا رہا یہاں تک کہ حق ظاہر ہوگیا اور حق ہی غالب آنے والا ہے۔

وَ اِنَّا اِذَا قُمْنَا لِصَیْدِ اَوَابِدٍ فَلَا الظَّبْیُ مَتْرُوْکٌ وَّلَا الْعَیْرُ یُنْظَرُ

اور جب ہم وحشیوں کا شکار کرنے لگتے ہیں تو نہ ہرن چھوڑا جاتا ہے اور نہ کسی گورخر کو ڈھیل دی جاتی ہے۔

وَ قَتْلُ خَنَازِیْرِ الْبَرَارِیْ وَخَرْشُهُمْ اُشَاشٌ لِّقَلْبِیْ بَلْ مَرَامٌ اَکْبَرُ

اور جنگلی خنزیروں کا قتل کرنا اور انہیں زخمی کرنا میرے دل کی خوشی ہے بلکہ مقصودِ اعظم ہے۔

وَ فِیْ مُهْجَتِیْ جَیْشٌ وَ اَزْعَمُ اَنَّهٗ یُکَافِئُ جَیْشَ الْقِدْرِ اَوْ هُوَ اَکْثَرُ

اور میری جان میں ایک ابال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہنڈیا کے ابال کے برابر ہے یا اس سے بھی بڑھ کر۔

اِذَامَا تَکَلَّمْنَا وَبَارٰی مُخَاصِمِیْ وَلَاحَتْ بَرَاهِیْنِیْ کَنَارٍ تَزْهَرُ

اور جب ہم نے کلام کی اور میرے مخاصم نے مقابلہ کیا اور میرے دلائل روشن آگ کی طرح ظاہر ہو گئے۔

فَاَوْجَسَ مَبْهُوْتًا وَ اَیْقَنْتُ اَنَّنِیْ نُصِرْتُ وَ اَیَّدَنِیْ قَدِیْرٌ مُّظَفِّرُ

تو وہ مبہوت ہو گیا اور میں نے یقین کرلیا کہ میں فتح یاب ہو گیا ہوں اور قدرت رکھنے والے اور فتح دینے والے (خدا) نے میری تائید کی ہے۔

وَ اَدْرَکْتُہٗ فِیْ حَمِئَۃٍ فَدَعَوْتُہٗ اِلٰی مَشْرَبٍ صَافٍ وَّمَآءٍ یُّطَہِّرُ

میں نے اسے دلدل میں پایا تو اسے دعوت دی ایک صاف گھاٹ کی طرف اور ایسے پانی کی طرف جو پاک کرتا ہے۔

فَرَدَّ عَلَیَّ بِبَاطِلَاتٍ مِّنَ الْھَوٰی وَ وَاللّٰہِ کَانَ کَذِیْ ضَلَالٍ یُّزَوِّرُ

تو اس نے (میری دعوت کو) جھوٹی نفسانی خواہشات سے ردّ کر دیا اور اللہ کی قسم! وہ ایک گمراہ کی طرح مکروفریب کر رہا تھا۔

وَ قَالَ لِعِیْسٰی حِصَّۃٌ فِی التَّاَلُّہِ وَ فِیْ ھٰذِہٖ سِرٌّ عَلَی الْعَقْلِ یَعْسِرُ

اور اس نے کہا کہ عیسیٰ کا (بھی) اُلوہیت میں ایک حصہ ہے اور اس بات میں ایک ایسا بھید ہے جسکا سمجھنا عقل کیلئے بھی مشکل ہوتا ہے۔

وَ اِنَّ ابْنَ مَرْیَمَ مَظْھَرٌ لِّاَبٍ لَّہٗ فَنَحْسِبُہٗ رَبًّا کَمَا ھُوَ یُظْھِرُ

اور یقیناً ابن مریم اپنے باپ (خدا) کا مظہر ہے اور ہم اسے ربّ جانتے ہیں جیسا کہ وہ (خود) اظہار کرتا ہے۔

فَقُلْتُ لَہٗ ھٰذَا اخْتِلَاقٌ وَّ فِرْیَۃٌ وَ مَا جَآءَ فِی الْاِنْجِیْلِ مَآ اَنْتَ تَذْکُرُ

تو میں نے اسے کہہ دیا کہ یہ بناوٹ اور افتراء ہے۔ انجیل میں وہ بات نہیں آئی جو تو بیان کرتا ہے۔

وَ اِنَّ اِلٰھَکَ مَاتَ وَاللّٰہُ سَرْمَدٌ قَدِیْمٌ فَلَا یَفْنٰی وَ لَایَتَغَیَّرُ

اور بیشک تیرا معبود مر چکا ہے اور اللہ ہمیشہ رہنے والا ہے، قدیم ہے، نہ اسے فنا ہے اور نہ ہی تغیّر۔

وَ مَا لَایُحَدُّ فَکَیْفَ حُدِّدَ کَالْوَرٰی وَ وَجْہُ الْمُھَیْمِنِ مِنْ مَّجَالِیْ مُطَھَّرُ

اور جو لامحدود ہے وہ مخلوق کی طرح کیسے محدود ہو گیا اور نگران خدا کی ذات مادّی جلووں سے پاک ہے۔

وَ لَيْسَ تُقَاسُ صِفَاتُهُ بِصِفَاتِنَا وَ لَا يُدْرِكُهُ بَصَرٌ وَّلَا مَنْ يُّبْصِرُ

اور اس (خدا) کی صفات کا ہماری صفات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی اور نہ کوئی دیکھنے والا۔

تَعَالَتْ شُئُوْنُ اللّٰهِ عَنْ مَّبْلَغِ النُّهٰى فَكَيْفَ يُصَوِّرُ كُنْهَهُ مُتَفَكِّرُ

اللہ کی صفات عقل کی پہنچ سے بالا ہیں۔ پس کوئی سوچنے والا اس کی ماہیت کا کیسے تصوّر کر سکتا ہے۔

وَ اِنَّ عَقِيْدَتَكُمْ خَيَالٌ بَاطِلٌ وَ مَا فِيْ يَدَيْكُمْ مِّنْ دَلِيْلٍ يُّوَفَّرُ

اور بے شک تمہارا عقیدہ ایک باطل خیال ہے اور تمہارے ہاتھوں میں کوئی مکمل دلیل موجود نہیں۔

وَ لِلْخَلْقِ خَلَّاقٌ فَتَدْعُوْنَ ذِكْرَهٗ وَ تَدْعُوْنَ مَخْلُوْقًا وَ لَمْ تَتَفَكَّرُوْا

اور مخلوق کا ایک ہی خالق ہے۔ اس کے ذکر کو تو تم چھوڑتے ہو اور تم مخلوق کو پکارتے ہو اور تم نے سوچا نہیں۔

وَ مَنْ ذَاقَ مِنْ طَعْمِ الْمَنَايَا بِقَوْلِكُمْ فَكَيْفَ كَحَيٍّ سَرْمَدٍ يُّتَصَوَّرُ

اور جس نے تمہارے قول کے مطابق موتوں کا مزا چکھ لیا وہ اس دائمی زندہ ہستی کی طرح کیسے متصوّر ہو سکتا ہے۔

وَ قَدْ نَوَّرَ الْفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِهٖ وَ لٰكِنَّكُمْ عُمْيٌ فَكَيْفَ اُبَصِّرُ

اور قرآن نے اپنے نور سے مخلوق کو منوّر کر دیا ہے لیکن تم تو اندھے ہو۔ سو میں تمہیں کس طرح بینائی دے سکتا ہوں۔

﴿۳۴﴾ أَلَا إِنَّهٗ قَدْ جَاءَ عِنْدَ مَفَاسِدٍ اِذَامَا انْتَهَى اللَّيْلَاءُ فَالصُّبْحُ يَحْشُرُ

سن لو کہ قرآن خرابیوں کے وقت آیا ہے اور تاریک رات جب ختم ہو جاتی ہے تو صبح نمودار ہو جاتی ہے۔

تُرٰی صُوْرَ ۃُ الرَّحْمَانِ فِیْ خِدْرِ سُوْرِہٖ　　فَھَلْ مِنْ بَصِیْرٍ بِالتَّدَبُّرِ یَنْظُرُ

خدائے رحمان کی صورت اس (قرآن) کی سورتوں کے پردہ میں دکھائی دیتی ہے۔کیا کوئی دیکھنے والا ہے جو تدبّر کی نگاہ سے دیکھے؟

تَرَاءَ ی لَنَا الْحَقُّ الْمُبِیْنُ بِقَوْلِہٖ　　وَ اٰیَاتُہٗ دُرَرٌ وَّ مِسْکٌ اَذْفَرُ

ہمیں اس (خدا) کے قول سے کھلی کھلی سچائی دکھائی دے رہی ہے۔اوراس کی آیات موتی ہیں اور بہت خوشبودار کستوری۔

قُلِ الْاٰنَ ھَلْ فِیْ کُتُبِکُمْ مِّثْلَ نُوْرِہٖ　　وَ فَکِّرْ وَلَا تَعْجَلْ وَنَحْنُ نُذَکِّرُ

اب بتا! کہ کیا تمہاری کتابوں میں اس جیسا نور موجود ہے؟ اور سوچ لے اور جلدی مت کر جبکہ ہم تمہیں نصیحت کررہے ہیں۔

وَ اِنْ کُنْتَ تَزْعَمُ اَنَّ فِیْھَا دَلَائِلًا　　فَجَھْلُکَ جَھْلٌ بَیِّنٌ لَیْسَ یُسْتَرُ

اگرتو یہ خیال کرتا ہے کہ ان میں دلائل موجود ہیں تو تیری نادانی ایک واضح نادانی ہے جو چھپائی نہیں جاسکتی۔

وَ اِنْ قُلْتَ اٰمَنَّا بِمَا لَانَعْقِلُ　　فَھٰذَا الْھُدٰی عِنْدَ النُّھٰی مُسْتَنْکَرُ

اوراگرتو کہے کہ ہم تو اس چیز پر بھی ایمان لائے ہیں جسے سمجھ نہیں سکتے تو ایسا مذہب عقل کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

وَ سَلِ الْیَھُوْدَ وَسَلْ اَکَابِرَ قَوْمِھِمْ　　اَ سُلِّمَ فِیْھِمْ ابْنُکَ الْمُتَخَیَّرُ

اور یہودیوں سے پوچھ اوران کی قوم کے اکابر سے (بھی) پوچھ۔کیا ان میں تیرا انتخاب کردہ بیٹا تسلیم کیا گیا ہے؟

وَ مَھْمَا یَکُنْ فِیْ کُتُبِکُمْ ذِکْرُ عِجْزِہٖ　　وَ اِنْ خِلْتَہٗ یَخْفٰی عَلَی النَّاسِ یُظْھَرُ

اور جو کچھ بھی تمہاری کتابوں میں اس کے عجز کا ذکر موجود ہے وہ ظاہر کر دیا جائیگا خواہ تو خیال کرے کہ وہ لوگوں پر مخفی رہے گا۔

جِعَارُکَ خَیْطٌ فَاتَّقِ الْبِئْرَ وَ الرَّدَا　　اَ لِلْمَوْتِ یَاصَیْدَ الرَّدَا تَتَجَعَّرُ

تیری کمر کا رسہ ایک دھاگا ہے تو کنویں (میں اترنے) اور ہلاک ہونے سے ڈر۔ اے ہلاکت کے شکار! کیا تو موت کیلئے کمر میں رسہ باندھ رہا ہے؟

أَ قَلْبُکَ قَلْبٌ اَوْ صَلَایَۃُ حَرَّۃٍ　　أَ جَھْلُکَ جَھْلٌ اَوْ دُخَانٌ مُّغَبَّرُ

کیا تیرا دل کوئی دل ہے یا سنگلاخ زمین کی سل ہے؟ کیا تیری جہالت کوئی جہالت ہے یا غبار آلود دھواں؟

أَ کَلْتَ خُشَارَۃَ کُلِّ قَوْمٍ مُّبْطِلٍ　　فَتَاکُلُ مَا اَکَلُوْا وَ لَا تَتَخَفَّرُ

تو نے ہر جھوٹی قوم کا پس خوردہ کھالیا ہے اور تو کھا رہا ہے جو وہ کھا چکے اور تو شرم نہیں کرتا۔

أَ بَارَیْتَ یَامِسْکِیْنُ ذَاالرُّمْحِ بِالْعَصَا　　وَ اَنّٰی اَجَارِدُنَا وَ اَنّٰی مِحْمَرُ

کیا تو نے، اے مسکین! نیزہ زن کا ڈنڈے سے مقابلہ کیا ہے۔ کہاں ہمارے آگے بڑھ جانے والے گھوڑے اور کہاں ٹٹو۔

أَ تَرْغَبُ عَنْ دِیْنٍ قَوِیْمٍ مُّنَوَّرٍ　　وَ تَتْبَعُ دِیْنًا قَدْ دَفَاہُ التَّکَدُّرُ

کیا تو اعراض کرتا ہے مستقیم نورانی دین سے اور ایسے دین کی پیروی کرتا ہے کہ جسے گدلے پن نے ہلاک کر دیا ہے۔

وَ اِنْ لَمْ تُدَاوِرْ جَشْرَۃَ الْبُخْلِ وَالْھَوٰی　　فَتَھْوِ نَحِیْفًا فِی الْھُلَاسِ وَ تَخْطُرُ

اگر تو بخل اور خواہشاتِ نفس کی کھانسی کا علاج نہیں کریگا تو تُو لاغر ہو کر سل کی بیماری میں مبتلا ہو جائیگا اور خطرہ میں پڑ جائیگا۔

وَ اِنِّیْ کَمَآءٍ عِنْدَ سِلْمٍ وَّخُلَّۃٍ وَ فِی الْحَرْبِ نَارٌ جَعْظَرِیٌّ مُّثْعَجِرُ

اور صلح اور دوستی کے وقت مَیں پانی کی طرح ہوں اور لڑائی میں مَیں آگ ہوں تُند (اور) خونریز۔

اِذَا مَا نَصَبْنَا فِیْ مَوَاطِنَ خَیْمَۃً فَلَا نَرْجِعَنْ عِنْدَ الْوَغَا وَ نُجَمِّرُ

جب ہم میدانوں میں خیمہ لگا دیتے تو ہم لڑائی کے وقت واپس نہیں ہوتے بلکہ متحد ہوکر ڈٹے رہتے ہیں۔

وَ لَوِابْتَهَرْتَ وَ قُلْتَ اِنِّیْ ضَیْغَمٌ فَفِیْ اَعْیُنِیْ مَا اَنْتَ اِلَّا جَوْذَرُ

اور اگر تُو ڈینگ مارے اور کہے کہ میں تو شیر ہوں سو میری نگاہ میں تو تُو صرف ایک جنگلی گائے کا بچہ ہے۔

اَلَا اَیُّهَا الصَّیْدُ الرَّکِیْکُ الْاَعْوَرُ اِلَامَ تُحَامِیْ عَنْکَ سَهْمِیْ وَ تَاْفَرُ

اے کمزور کانے شکار! کب تک تو میرے تیر سے بچتا رہے گا اور اپنے آپ کو موٹا (یعنی طاقتور) ظاہر کرتا رہے گا؟

أَ عِیْسَی الَّذِیْ قَدْمَاتَ رَبٌّ وَّخَالِقٌ اَ هٰذَا هُدَی الْاِنْجِیْلِ اَوْ تَسْتَاْثِرُ

کیا عیسیٰ جو مرگیا ہے وہ ربّ بھی ہے اور خالق بھی؟ کیا یہ انجیل کی راہنمائی ہے یا تو ازخود (اسے) اختیار کررہا ہے؟

﴿۳۵﴾ أَ عِیْسٰی اِلٰہٌ اَیُّهَا الْعُمْیُ مِنْ هَوًی وَ اَیْنَ ثُبُوْتٌ بَلْ حَدِیْثٌ یُّؤْثَرُ

اے ہوا و ہوس کے اندھو! کیا عیسیٰ معبود ہے؟ کہاں ہے کوئی ثبوت؟ بلکہ ایسی حدیث بھی جو مَروی ہو۔

ظَنَنْتُمْ فَاَنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ظُنُوْنَکُمْ کَشَخْصٍ مِئَرٍّ عَاشِقٍ لَّا یَصْبِرُ

تم نے ایسا گمان کرلیا ہے سو تم اپنے گمانوں کی پوجا کرتے ہو ایسے آدمی کی طرح جو جوشیلا عاشق ہو۔ صبر نہ کرسکتا ہو۔

تَرَکْتُمْ طَرِیْقَ الْحَقِّ شُحًّا وَّ خِسَّةً وَ سَیَعْلَمَنْ کُلٌّ اِذَا مَا بُعْثِرُوْا

تم نے بخل اور کمینگی سے حق کا راستہ چھوڑ دیا ہے اور ہر شخص جان لے گا جب لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

عَسٰی اَنْ یُّزِیْلَ اللّٰہُ شُحَّ نُفُوْسِکُمْ وَ لٰکِنَّہٗ بَغْرٌ شَدِیْدٌ مُّدَمَّرُ

ممکن ہے کہ اللہ تمہارے نفسوں کا بخل دور کردے لیکن وہ بخل تو ایک شدید مہلک پیاس ہے۔

وَ مَنْ کَانَ ذَاحِجْرٍ فَیَدْرِیْ حَقِیْقَةً وَ مَنْ کَانَ مَحْجُوْبًا فَیَھْذِیْ وَ یَھْجُرُ

اور جو شخص عقل مند ہو وہ تو حقیقت کو پالیتا ہے اور جو محجوب العقل ہو وہ بیہودہ بولتا اور بکواس کرتا ہے۔

سَتَلْغَبُ یَا یَحْمُوْرَ قَوْمٍ مُّحَقَّرٍ وَ مِحْضِیْرُنَا یَعْدُوْ وَلَا یَتَحَسَّرُ

اے حقیر قوم کے گورخر! تو ضرور تھک جائے گا اور ہمارا گھوڑا دوڑتا رہے گا اور نہیں تھکے گا۔

قَدِ اسْتَخْمَرَ الشَّیْطَانُ نَفْسَکَ کُلَّھَا فَاَنْتَ لِغُوْلِ النَّفْسِ عَبْدٌ مُّسَخَّرُ

شیطان نے تیرے سارے نفس کو مدہوش کر دیا ہے سو تو نفس کے چھلاوے کا مسخر غلام بن گیا ہے۔

اَلَا اِنَّ رَبِّیْ قَدْ رَاٰی مَا صَنَعْتَہٗ فَنَفْسُکَ سَوْفَ تُحَجَّرُ وَ تُحَوَّرُ

آگاہ رہ کہ بے شک میرے ربّ نے، جو کرتوت تو نے کی ہے اسے دیکھ لیا ہے۔ پس تیرا نفس جلد ہی (اس سے) روکا جائیگا اور تُو نامراد رہے گا۔

اَتُطْفِئُ نُوْرًا قَدْ اُرِیْدَ ظُھُوْرُھَا لَکَ الْبُھْرُفِی الدَّارَیْنِ وَ النُّوْرُ یَبْھَرُ

کیا تو اس نور کو بجھاتا ہے جس کے ظہور کا ارادہ ہو چکا ہے۔ تیرا دونوں جہانوں میں ستیاناس ہو۔ اور نور تو روشن ہی رہے گا۔

وَ اِنِّیْ اَرٰی قَدْ بَارَ کَیْدُکَ کُلُّہٗ وَ یَھْتِکُ رَبِّیْ کُلَّمَا ھُوَ تَسْتُرُ

اور میں دیکھتا ہوں کہ تیرا سارے کا سارا منصوبہ برباد ہو گیا ہے۔ اور میرا ربّ ہر اس امر کی پردہ دری کر دیتا ہے جسے تو چُھپاتا ہے۔

اَ تَتۡرُکُ اَعۡنَابًا وَ تَنۡقِفُ حَنۡظَلًا وَ هٰذَا وَبَالٌ اَنۡتَ فِیۡهِ مُتَبَّرُ

کیا تو انگوروں کو چھوڑتا ہے اور حنظل کو توڑتا ہے۔ یہ ایک وبال ہے جس میں تو تباہ ہونے والا ہے۔

تَیَاهِیۡرُ قَفۡرٍ فِیۡ عُیُوۡنِکَ مَرۡبَعٌ وَ اَسَرَّکُمۡ سِقۡطُ اللِّوٰی وَحَبۡوَکَرُ

سنگلاخ چٹیل زمین تیری آنکھوں میں سرسبز کھیتی ہے اور تمہیں خوش کر رہا ہے ریگ رواں کے ٹیلوں کا دامن اور ریگستان۔

عَقِیۡدَتُکُمۡ قَدۡ صَارَ لِلنَّاسِ ضُحۡکَةً وَ یَضۡحَکُ جُمۡهُوۡرٌ عَلَیۡهِ وَ یُنۡکِرُ

تمہارا عقیدہ لوگوں کے لئے ہنسی بنا ہوا ہے اور جمہور اس پر ہنستے ہیں اور انکار کرتے ہیں۔

رَأَی النَّاسُ بِالتَّحۡقِیۡقِ مَا فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ وَ اِجَّارُ بَیۡتٍ مِّنۡ بَعِیۡدٍ یَّظۡهَرُ

لوگوں نے تحقیق کی نگاہ سے جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے دیکھ لیا ہے اور گھر کی چھت دور سے ہی ظاہر ہو جاتی ہے۔

وَلَا یُظۡهِرَنۡ اِنۡجِیۡلُکُمۡ نَهۡجَ الۡهُدٰی وَ هُدَاهُ جَمۡجَمَةٌ وَّ قَوۡلٌ مُّکَوَّرُ

اور تمہاری انجیل ہدایت کی راہ ہرگز ظاہر نہیں کرتی۔ اسکی ہدایت غیر واضح ہے اور ایسی بات جو ابہام کے پردوں میں لپٹی ہوئی ہے۔

وَمَنۡ تَبِعَهٗ مَا وَجَدَ رِیۡحَ تَیَقُّنٍ وَ لٰکِنۡ اِلَی الۡاِلۡحَادِ وَالشَّکِّ یُدۡحَرُ

اور جو اس کی پیروی کرے وہ یقین کی خوشبو نہیں پاتا بلکہ وہ اِلحاد اور شک کی طرف دھکیلا جاتا ہے۔

وَ مَا فِیۡهِ اِلَّا مَا یُضِلُّ قُلُوۡبَکُمۡ وَ یَهُدُّ بِبَیۡتِ نَجَاتِکُمۡ وَ یُدَمِّرُ

اور نہیں ہے اس میں مگر وہ کچھ جو تمہارے دلوں کو گمراہ کر دے۔ اور تمہاری نجات کا گھر ڈھا دے اور برباد کر دے۔

وَ مِنْ اَیْنَ طِفْلٌ لِلَّذِیْ ھُوَ اَطْھَرُ أَلِلّٰہِ زَوْجٌ اَیُّھَا الْمُتَمَذِّرُ!

اور کہاں لڑکا ہوسکتا ہے اس ہستی کا جو سب سے پاک ہے؟ اے خراب آدمی! کیا اللہ کی کوئی بیوی ہوسکتی ہے؟

وَ لٰکِنَّنَا لَا نَعْرِفُ اللّٰہَ ھٰکَذَا وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ قَادِرٌ مُّتَکَبِّرُ

لیکن ہم لوگ اللہ کو ایسا نہیں جانتے وہ یگانہ ہے' یکتا ہے' قادر ہے۔ کبریائی والا ہے۔

﴿۳۶﴾

وَ ذٰلِکَ لِلدِّیْنِ الْقَوِیْمِ کَرَامَةٌ اِذَا مَا تَبِعْتَ ھُدَاہُ فَاللّٰہُ یُؤْثِرُ

اور یہ امر سچے دین کے لئے بطور کرامت کے ہے کہ جب تو اس کی ہدایت کی پیروی کرے تو اللہ (تجھے) برگزیدہ کر دے گا۔

وَ یَشْغِفُکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ مَحَبَّةً وَ یَأْخُذُ قَلْبَکَ حُبُّ حِبٍّ وَّ یَاْطِرُ

اور خدائے عزیز تجھ کو اپنی محبت سے شیفتہ کر دے گا اور محبوب کی محبت تیرے دل کو لے لے گی اور مائل کر لے گی۔

فَطُوْبٰی لِمَنْ صَافٰی صِرَاطَ مُحَمَّدٍ وَ کَمِثْلِ ھٰذَا النُّوْرِ مَا بَانَ نَیِّرُ

خوشی اس شخص کیلئے جس نے تہِ دل سے محمد ﷺ کی راہ کو چاہا اور اس نور کی مانند کوئی نور دینے والا ظاہر نہیں ہوا۔

وَصَلْنَا اِلَی الْمَوْلٰی بِھَدْیِ نَبِیِّنَا فَدَعْ مَا یَقُوْلُ الْکَافِرُ الْمُتَنَصِّرُ

ہم اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت سے مولیٰ سے جا ملے۔ پس چھوڑ دے اس بات کو جو نصرانی کافر کہتا ہے۔

وَ فِیْ کُلِّ اَقْوَامٍ ظَلَامٌ مُّدَمِّرٌ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ بَدْرٌ مُّنَوِّرُ

سب قوموں میں مہلک تاریکی چھائی ہوئی ہے اور یقیناً رسول اللہ (ﷺ) روشنی دینے والے چودھویں کے چاند ہیں۔

وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ مُهْجَةُ مُهْجَتِیْ وَ مِنْ ذِکْرِهٖ اْلَاحْلٰی کَاَنِّیْ مُتْمِرُ

اور بے شک رسول اللہ (ﷺ) تو میری جان ہیں اور اس کی بہت شیریں یاد سے ہی گویا میں بارآور اور متبرک ہوں۔

فَدَعْ کُلَّ مَلْفُوْظٍ بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ وَ قَلِّدْ رَسُوْلَ اللّٰـهِ تَنْجُ وَ تُغْفَرُ

پس چھوڑ دے ساری باتیں محمد (ﷺ) کے قول کے مقابلہ میں اور رسول اللہ (ﷺ) کی تقلید کر تُو نجات پائیگا اور بخشا جائیگا۔

وَ لَیْسَ طَرِیْقُ الْهُدٰی اِلَّا اتِّبَاعَهٗ وَ مَنْ قَالَ قَوْلًا غَیْرَهٗ فَیُتَبَّرُ

اور ہدایت کی راہ اس کی پیروی کے سوا کوئی نہیں اور جس نے اس کے علاوہ کوئی بات کہی وہ ہلاک کیا جائے گا۔

وَمَنْ رَدَّ مِنْ قِلِّ الْحَیَاءِ کَلَامَهٗ فَقَدْ رُدَّ مَلْعُوْنًا وَّ سَوْفَ یُمَذَّرُ

اور جس نے حیا کی کمی کی وجہ سے آپ کی بات کو ردّ کر دیا وہ ملعون ہو کر مردود ہوا اور جلد پراگندہ حال ہوگا۔

وَ مَنْ یَرَ تَقْوًی غَیْرَ هَدْیِ رَسُوْلِنَا فَذٰلِکُمُ الشَّیْطَانُ یَعْتُوْ وَ یُشْغَرُ

اور جو شخص ہمارے رسول ﷺ کی ہدایت کے سوا کسی امر کو تقویٰ خیال کرے تو وہ شیطان ہے جو سرکشی کرتا ہے اور دھتکارا جاتا ہے۔

وَ مَا نَحْنُ اِلَّاحِزْبُ رَبٍّ غَالِبٍ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰـهِ یَعْلُوْ وَ یُنْصَرُ

اور ہم تو صرف ربّ غالب کا گروہ ہیں۔ آگاہ رہو کہ بے شک اللہ کا گروہ غالب آتا ہے اور مدد دیا جاتا ہے۔

وَ وَاللّٰـهِ اِنَّ کِتَابَنَا بَحْرُ الْهُدٰی وَ تَاللّٰـهِ اِنَّ نَبِیَّنَا مُتَبَقِّرُ

اور اللہ کی قسم! ہماری کتاب تو ہدایت کا سمندر ہے۔ اور بخدا ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم تو بہت بڑے عالم ہیں۔

وَ يَبْقٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دِيْنُهٗ لَهٗ مِلَّةٌ بَيْضَآءُ لَا تَتَغَيَّرُ

اور قیامت کے دن تک آپ کا دین باقی رہے گا۔ آپ کا روشن دین کبھی نہیں بدلے گا۔

وَ نُؤْثِرُ فِى الدَّارَيْنِ سُنَنَ رَسُوْلِنَا وَ سُنَّةُ خَيْرِ الرُّسْلِ خَيْرٌ وَّ اَزْهَرُ

اور ہم دونوں جہان میں اپنے رسول ﷺ کے طریقوں کو پسند کرتے ہیں اور خیر الرُّسُل کا طریق ہی بہتر اور زیادہ روشن ہے۔

فَلَمَّا عَرَفْتَ الْحَقَّ دَعْ ذِكْرَ بَاطِلٍ وَ لَوْ لِلصَّدَاقَةِ مِثْلَ بَكْرٍ تُنْهَرُ

جب تو نے حق کو پہچان لیا تو باطل کا ذکر چھوڑ دے خواہ صداقت کی خاطر تجھے نوجوان اونٹ کی طرح ڈانٹ ڈپٹ کی جائے۔

اَلَا اَيُّهَا الثَّرْثَارُ خَفْ قَهْرَ قَاهِرٍ وَ يَعْلَمُ رَبِّىْ مَا تُسِرُّ وَ تَخْمَرُ

خبردار اے بکواسی! قہّار کے قہر سے ڈر اور میرا رب جانتا ہے جو تُو چھپاتا ہے اور جس پر تُو پردہ ڈالتا ہے۔

فَلَا تَقْفُ مَالَا تَعْرِفَنَّ وُجُوْهَهٗ وَ ثَابِرْ عَلَى الْحَقِّ الَّذِىْ هُوَ اَظْهَرُ

پس تو پیروی مت کر ان باتوں کی جن کے پہلوؤں سے تو واقف نہیں اور اس سچائی پر دوام اختیار کر جو خوب واضح ہے۔

وَ وَاللّٰهِ مَا كَانَ ابْنُ مَرْيَمَ خَالِقًا فَلَا تَهْلِكُوْا بَغْيًا وَّ تُوْبُوْا وَاحْذَرُوْا

اور اللہ کی قسم! ابنِ مریم خالق نہیں تھا۔ پس تم لوگ سرکشی سے ہلاک نہ ہو جاؤ اور توبہ کرو اور ڈرو۔

وَ لَا تَعْجَبَنْ مِنْ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَبٍ وَ كَمِثْلِ هٰذَا الْخَلْقِ فِى الدُّوْدِ تَنْظُرُ

اس بات پر حیران نہ ہو کہ وہ باپ سے پیدا نہیں ہوا جب کہ اس جیسی مخلوق تُو کیڑوں میں بھی دیکھتا ہے۔

﴿۳۷﴾ بَلِ الدُّوْدُ اَعْجَبُ خِلْقَةً مِنْ مَّسِيْحِكُمْ وَ يَخْلُقُ رَبِّيْ مَايَشَآءُ وَ يَقْدِرُ

بلکہ کیڑا تو اپنی خلقت میں تمہارے مسیح سے بھی زیادہ حیران کن ہے اور میرا ربّ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اسکی قدرت رکھتا ہے۔

اَلَا رُبَّ دُوْدٍ قَدْ تَرٰی فِیْ مَرْبَعٍ تَكَوَّنُ فِیْ لَيْلٍ وَّ تَنْمُوْ وَ تَكْثُرُ

آگاہ رہو کہ بہت سے کیڑے تُو کبھی موسم بہار کی بارش میں دیکھتا ہے کہ وہ ایک ہی رات میں عدم سے وجود میں آجاتے ہیں اور نشو ونما پا جاتے ہیں۔

وَ لَيْسَتْ لَهَا اُمٌّ بِاَرْضٍ وَّ لَا اَبٌ فَفَكِّرْ هَدَاكَ اللّٰهُ هَادٍ اَكْبَرُ

اور زمین میں نہ ان کی کوئی ماں ہوتی ہے اور نہ کوئی باپ۔ سوتو سوچ۔ اللہ تجھے ہدایت دے کہ وہ ہادیٔ اکبر ہے۔

وَ اِنْ كُنْتَ لَا تَدَعُ الْجِدَالَ وَ تُنْكِرُ فَبَارِزْ لَنَا اِنَّا اِلَی الْحَرْبِ نَعْكِرُ

اور اگر تو جھگڑا نہیں چھوڑتا اور انکار ہی کرتا ہے تو ہم سے مقابلہ کر۔ ہم بھی لڑائی کی طرف حملے کے لئے لوٹتے ہیں۔

وَ اِنَّ لَنَا الْمَوْلٰی وَلَا مَوْلٰی لَكُمْ فَتَنْظُرُ اَنَّا نَغْلِبَنَّ وَ نُنْصَرُ

اور ہمارا تو ایک مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ سوتو دیکھ لے گا کہ ہم ضرور غالب آئیں گے اور مدد دیئے جائیں گے۔

وَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ اَكْسِرَنَّ صَلِيْبَكُمْ وَ لَوْ مُزِّقَتْ ذَرَّاتُ جِسْمِیْ وَ اُكْسَرُ

اور خدا کی قسم! میں تمہاری صلیب کو ضرور توڑ ڈالونگا اگر چہ میرے جسم کے ذرّات منتشر کر دیئے جائیں اور میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں۔

وَ وَاللّٰہِ یَاْتِیْ وَقْتُ فَتْحِیْ وَ نُصْرَتِیْ وَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ فَائِزٌ وَّمُعَزَّرُ

اوراللہ کی قسم! میری فتح اورنصرت کاوقت آ رہاہےاوراللہ کی قسم! میں کامیاب اورنصرت و عظمت پانے والا ہوں۔

وَ وَاللّٰہِ یُثْنٰی فِی الْبِلَادِ اِمَامُنَا اِمَامُ الْاَنَامِ الْمُصْطَفَی الْمُتَخَیَّرُ

اوراللہ کی قسم! ملکوں میں ہمارے امام کی تعریف کی جائے گی۔ جوساری دنیا کا امام ہے‘ برگزیدہ اور چنا ہوا۔

وَ مَا فِیْ یَدَیْکَ بِغَیْرِ قَوْلٍ مُدَلَّسٍ تَکُدُّ وَ تَسْتَقْرِی الْمُحَالَ وَ تَفْجُرُ

اور تیرے ہاتھوں میں محرف قول کے سوااور کچھ نہیں۔تو مشقت اٹھا رہا ہے۔تُو ناممکن بات کے پیچھے پڑا ہوا ہےاور گنہگار ہورہا ہے۔

وَ کُتُبُکَ قَفْرٌ حَشْوُھَا الْکُفْرُ وَ الرَّدَا مُحَرَّفَۃٌ فِیْ کُلِّ عَامٍ تُغَیَّرُ

اور تیری کتابیں چٹیل میدان ہیں جن کا مواد کفر اور ہلاکت ہے وہ تحریف شدہ ہیں اور ہر سال تبدیل کی جاتی ہیں۔

فَتِلْکَ بَرَاھِیْنٌ عَلٰی سَخْفِ دِیْنِکُمْ وَ قَدْ قُلْتُ تَحْقِیْقًا وَّ لَوْ اَنْتَ تَبْسُرُ

پس یہ تمہارے دین کی کمزوری پر قوی دلائل ہیں اور میں تحقیق کی رو سے بیان کر چکا ہوں خواہ تُو منہ بسورتا رہے۔

لَقَدْ زَیَّنَ الشَّیْطَانُ اَقْوَالَہٗ لَکُمْ یُوَسْوِسُکُمْ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّ یَمْکُرُ

شیطان نے اپنے اقوال تمہیں مزین کر دکھائے ہیں۔وہ ہر وقت تمہیں وسوسہ میں ڈالتااور مکر کرتا ہے۔

وَ قَدْ ذَکَّرَ الْاَخْیَارُ مِنْ قَبْلُ قَوْمَکُمْ وَ لِاُخْرَیَاتِ النَّاسِ نَحْنُ نُذَکِّرُ

نیک لوگوں نے اس سے پہلے تمہاری قوم کو نصیحت کی ہے اور آخری زمانہ کے لوگوں کو ہم نصیحت کرتے ہیں۔

وَ كَيُفَ يُسَاوِىُ دِيُنُ عِيُسٰى لِدِيُنِنَا وَ لَايَسُتَوِىُ دَخُنٌ وَّ نَجُمٌ اَزُهَرُ

اور دینِ عیسٰی ہمارے دین کے مساوی کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ دھواں اور روشن ستارہ برابر نہیں ہو سکتے۔

وَ قَدُ جَاءَ يَوُمُ اللّٰهِ فَالْيَوُمَ رَبُّنَا يُدَقِّقُ اَجُزَاءَ الصَّلِيُبِ وَ يَكُسِرُ

اورخدا کادن آ گیا ہے پس آج ہمارا ربّ صلیب کے اجزاء کو پیس ڈالے گااور ریزہ ریزہ کردے گا۔

وَ قُلُتُ لَهٗ لَا تَحُسَبِ الُعَبُدَ خَالِقًا وَ كُلُّ امُرِءٍ عَنُ قَوُلِهٖ يُسُتَفُسَرُ

اور میں نے اسے کہہ دیا کہ ایک بندے کو خالق گمان نہ کر اور ہر شخص اپنی بات کے متعلق جواب دہ ہوگا۔

وَ قُلُتُ لَهٗ لَا تَسُتُرِ الُحَقَّ عَامِدًا سَيُبُدِى الُمُهَيُمِنُ كُلَّ مَاكُنُتَ تَسُتُرُ

اور میں نے اس سے کہا کہ عمداً حق کو نہ چھپا۔ ضرور نگران خدا سب کچھ جو تو چھپا تا رہا ظاہر کر دے گا۔

وَ قُلُتُ لَهٗ لَمَّا اَبٰى اِنَّ شَأْنَنَا بَلَاغٌ فَبَلَّغُنَا وَ اِنَّكَ مُنُذَرُ

جب اس نے انکار کیا تو میں نے اس سے کہا کہ ہمارا کام تو پہنچا دینا ہے سوہم اچھی طرح پہنچا چکے اور بے شک تو انذار کیا جا چکا ہے۔

وَ اِنُ كُنُتَ لَمُ تَسُمَعُ فَزِدُ فِىُ تَجَاسُرٍ لِتُسُعِرَ نَارَ اللّٰهِ ثُمَّ تُدَمَّرُ

اوراگر تُو سن (یعنی جان) نہیں رہا تو دلیری میں بڑھ تا کہ تُو اللہ تعالیٰ کی آگ کو بھڑکا دیوے پھر ہلاک کر دیا جاوے۔

﴿۳۸﴾ فَزِدْ فِىُ جَرَاءَ اتٍ وَزِدُ فِىُ تَقَاعُسٍ وَ زِدُ فِىُ عَمَايَاتٍ فَتُفُنٰى وَ تُبُتَرُ

پس تو ترقی کر جرأتوں میں اور بڑھتا جا کج روی میں اور اندھے پن میں بڑھتا جا سوتُو فنا کیا جائے گا اور کاٹا جائے گا۔

وَ لَیْسَ عَذَابُ اللّٰہِ عَذْبًا کَمَا تَرٰی سَیُحْرَقُ فِیْ نَارِ اللَّظٰی مَنْ یَّفْجُرُ

اور خدا کا عذاب میٹھا نہیں جیسا کہ تُو خیال کر رہا ہے۔ دہکتی ہوئی آگ میں جلایا جائیگا وہ شخص جو گناہ کرتا ہے۔

غَیُوْرٌ فَیَاْخُذُ مُشْرِکًا بِذُنُوْبِہٖ وَ لَیْسَ لَہٗ اَحَدٌ شَفِیْعًا وَّ مَاْزَرُ

وہ غیرت مند ہے۔ مشرک کو اس کے گناہوں کے عوض پکڑ لے گا۔ اور اس کے لئے کوئی شفیع نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی پناہ۔

رَفِیْعٌ عَلِیٌّ کَیْفَ یُدْرَکُ کُنْھُہٗ اِذَا مَا تَرَقَّتْ عَیْنُنَا تَتَحَیَّرُ

وہ بلند ہے، برتر ہے، اس کی کُنہ کیسے دریافت ہوسکتی ہے؟ جتنا بھی ہماری آنکھ بلند ہوتی ہے حیران رہ جاتی ہے۔

اَتَعْصُوْنَ بَغْیًا مَنْ بِہِ الْخَلْقُ اٰمَنُوْا اَتَنْسَوْنَ یَوْمًا مَّا بِہِ النَّاسُ اُنْذِرُوْا

کیا تم سرکشی سے نافرمانی کرتے ہو اس ذات کی جس پر مخلوق ایمان لے آئی؟ کیا تم اس دن کو بھلاتے ہو جس سے سب لوگ ڈرائے گئے؟

وَ کَیْفَ یَکُوْنُ الْعَبْدُ کَابْنٍ لِرَبِّہٖ فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا تَصَوَّرُوْا

اور ایک بندہ اپنے ربّ کیلئے ایک بیٹے کی طرح کیسے ہوسکتا ہے۔ ربّ العرش اس عیب سے پاک ہے جسکا انہوں نے تصوّر کیا ہے۔

وَ قَدْ مَاتَ عِیْسٰی لَیْسَ حَیًّا وَّ اِنَّنَا نَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ حَیٌّ وَّ نَحْجُرُ

اور عیسیٰ مر چکا ہے اور زندہ نہیں اور یقیناً ہم اسکی تردید کرتے ہیں جس نے کہا کہ وہ زندہ ہے اور (اس بات سے) منع کرتے ہیں۔

وَ اَخْبَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَوْتِ مَسِیْحِکُمْ وَ کَانَ ھُوَ الْاَوْلٰی وَ اَکْفٰی وَ اَجْدَرُ

اور تمہارے مسیح کی موت کے بارہ میں میرے ربّ نے مجھے خبر دی ہے اور (اس خبر دینے میں) وہی اَولیٰ اور اَکفیٰ اور زیادہ حقدار ہے۔

وَ کَمْ مِّنْ دَوَابِّ الْاَرْضِ یَحْیٰی مُدَّۃً عَلٰی ظَھْرِھَا فَاعْجَبْ لِھٰذَا وَ فَکِّرُوْا

ویسے زمین پر رینگنے والے بہت سے جانور بھی تو مدت تک زندہ رہتے ہیں اسکی سطح پر۔ پس تو اس معاملے پر تعجب کرتا رہ اور تم سب لوگ بھی سوچو۔

وَ اِنَّ جُنُوْدَ الْاَنْبِیَاءِ وَحِزْبَھُمْ اُلُوْفٌ فَھَلْ تُرَیَنَّ کَابْنِکَ اٰخَرُ

اور بے شک انبیاء کے لشکر اور ان کا گروہ ہزاروں میں ہیں۔ پس کیا تیرے (مفروض) بیٹے کی طرح کوئی اور بھی دکھائی دیتا ہے۔

فَاِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کَقَوْلِکُمْ فَشَجْرَۃُ نَسْلِ اللّٰہِ تَنْمُوْ وَ تَکْثُرُ

اگر تمہارے قول کے مطابق کوئی خدائے رحمان کا بیٹا ہوتا تو اللہ کا شجرۂ نسل (تو) بڑھ جاتا اور کثرت پا جاتا۔

اَبُدِّلَ سُنَّۃُ رَبِّنَا بَعْدَ مُدَّۃٍ اَیُمْکِنُ فِیْ سُنَنِ الْقَدِیْمِ تَغَیُّرُ

کیا ہمارے ربّ کی سنّت ایک مدّت کے بعد تبدیل ہوگئی ہے؟ کیا ازلی خدا کے دستور میں کوئی تغیّر ممکن ہے؟

وَ قَانُوْنُ سُنَنِ اللّٰہِ فِیْ بَعْثِ رُسُلِہٖ مُبِیْنٌ فَھَلْ اَبْصَرْتَ اَوْ لَا تُبْصِرُ

الٰہی دستور کا قانون تو اپنے رسولوں کے بھیجنے میں واضح ہے۔ پس کیا تو نے بصیرت سے کام لیا ہے یا تو دیکھ ہی نہیں سکتا؟

وَ اِنْ لَّمْ تَرَ الْیَوْمَ الْھُدٰی فَتَرٰی غَدًا ظَلَامًا مُھِیْبًا فِیْہِ تَھْوِیْ وَ تُدْمَرُ

اور اگر آج تو ہدایت کو نہ پا سکا تو کل تو دیکھے گا ہیبت ناک تاریکی کو، جس میں تو گرے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔

اَتَخْلَعُ جَھْلًا رِبْقَۃَ الْعَقْلِ وَ النُّھٰی لِاَ قْوَالِ قَوْمٍ قَدْ اَضَلُّوْا وَ دُمِّرُوْا

کیا تو جہالت سے عقل و دانش کا پٹہ اتار رہا ہے ایسے لوگوں کی باتوں کی خاطر جنہوں نے (اوروں کو) گمراہ کیا اور (خود بھی) ہلاک ہو گئے۔

اَتتْرُکُ مَاجَاءَ تْ بِهِ الرُّسُلُ مِنْ هُدًى اَلا تَتْبَعَنْ قَوْمًا هُدُوْا وَ تبَقَّرُوْا

کیا تو چھوڑتا ہے اس ہدایت کو جو رسول لے کر آئے؟ کیا تو ان لوگوں کی پیروی نہیں کرتا جو ہدایت دیئے گئے اور انہوں نے بہت علم حاصل کیا؟

عَلَيْكُمْ بِسُبُلِ اللّٰهِ مِنْ قَبْلِ سَاعَةٍ تُرِيْكُمْ لَظَى النَّارِ الَّتِيْ هِيَ تُسْعَرُ

تم پر خدا کی راہوں کا اختیار کرنا اس گھڑی کی آمد سے پہلے لازم ہے جو تم کو اس آگ کا شعلہ دکھائے گی جو بھڑکائی جائے گی۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ لَا انْتِهَاءَ لِحَرْقِهٖ وَ اِنْ يَّنْضَجَنْ جِلْدٌ فَيُخْلَقُ اٰخَرُ

وہ دردناک عذاب ہوگا جس کی جلن ختم نہیں ہوگی اور اگر ایک چمڑا پک جائے گا تو دوسرا پیدا کر دیا جائے گا۔

يُنَبِّئُكَ الْعَلَّامُ مَا كُنْتَ تُضْمِرُ وَ يُبْدِيْ لَكَ النُّوْرَ الَّذِي الْيَوْمَ تُنْكِرُ

عَلَّامُ الغُيُوب خدا تجھ کو بتائے گا جو کچھ تو چھپاتا رہا اور وہ اس نور کو تیرے سامنے ظاہر کر دے گا جس کا آج تو انکار کر رہا ہے۔

اَلَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ اِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ اَدْهٰى وَاَكْبَرُ ﴿۳۹﴾

خبردار اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا ربّ ہے اور بے شک اللہ کا عذاب بہت بڑی مصیبت ہے اور بہت بڑا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نُذُرٌ وَّ اٰيَاتُ رَبِّكُمْ نَرٰى بَغْيَكُمْ وَ دُمُوْعُنَا تَتَحَدَّرُ

کیا تمہارے پاس ڈرانے والے (انبیاء) اور تمہارے ربّ کے نشانات نہیں آئے؟ ہم تمہاری سرکشی کو دیکھ رہے ہیں اور ہمارے آنسو بہ رہے ہیں۔

وَ لِكُلِّ نَبَأٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّمَظْهَرٌ وَ لِكُلِّ مَا يَاْتِيْكَ وَقْتٌ مُّقَدَّرُ

اور ہر عظیم الشان خبر کا ایک مقررہ وقت اور مقامِ ظہور ہے اور جو کچھ تجھے پیش آتا ہے اس کیلئے بھی ایک مقدر وقت ہے۔

وَ یَحْکُمُ رَبُّ الْعَرْشِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ ھَـا اَنَـا قَبْلَ عَذَابِ رَبِّیْ اُخْبِرُ

اور ربّ العرش میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا۔اور سنو کہ میں اپنے رب کا عذاب آنے سے پہلے آگاہ کررہا ہوں۔

وَ قَوْمٌ مَّضَوْا مِنْ قَبْلُ ضَآلِّیْنَ مِنْ ھَوًی فَـاَنْتُمْ قَبِلْتُمْ کُلَّ مَـا ھُمْ زَوَّرُوْا

اور ہوائے نفس سے گمراہ ہونے والوں میں سے کچھ لوگ پہلے گزر چکے ہیں۔پس تم نے ہر وہ فریب قبول کرلیا جو انہوں نے کیا تھا۔

اَخَذْتُمْ طَرِیْقَ الشِّرْکِ وَ الْفِسْقِ وَالرَّدَا وَ ثَـرَّتْ خَـطَـایَـاکُـمْ فَلَمْ تَسْتَغْفِرُوْا

تم نے شرک، نافرمانی اور ہلاکت کی راہ اختیار کرلی اور تمہاری خطائیں بڑھ گئیں تو تم نے استغفار نہیں کیا۔

فَـاَرْسَـلَـنِـیْ رَبِّـیْ اِلَیْکُمْ لِتَھْتَدُوْا وَ لِتَـقْبَـلُـوْا مَـا قَـالَ رَبِّـیْ وَ تُغْفَرُوْا

اس لئے میرے رب نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور تا اس بات کو قبول کرو جو میرے ربّ نے کہی اور بخشے جاؤ۔

فَـاِنْ شِئْتَ مَاءَ اللّٰہِ فَاقْصِدْ مَنَاھِلِیْ فَیُـعْـطِکَ مِـنْ عَیْـنٍ وَعَیْـنٍ تُـنَـوَّرُ

اور اگر تو خدا کا پانی حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے گھاٹوں کا قصد کر، وہ تجھے ایک چشمہ دے گا اور ایسی نگاہ جو منور کی جائے گی۔

وَ اَغْلَظُ حُجُبٍ مَا تُرَاکَ عَلَی الْھُدٰی تَـعَـالَ عَـلٰـی قِدَمِ الضَّــلَالِ فَتُزْھَرُ

اور جو کچھ تجھے دکھایا جارہا ہے وہ ہدایت پر سخت گاڑھے پردے ہیں۔تُو اپنی قدیم گمراہی کے باوجود آجا تو تُو روشنی دیا جائیگا۔

وَ فِیْکَ فَسَـادٌ لَوْ عَلِمْتَ اجْتَنَبْتَہٗ وَ ذٰلِـکُـمُ الشَّیْطَانُ یُغْوِیْ وَ یَحْصُرُ

اور تجھ میں ایک خرابی ہے اگر تجھے اسکا علم ہوتا تو تُو اس سے پرہیز کرتا اور یہ شیطان ہی ہے جو تمہیں گمراہ کررہا ہے اور روک رہا ہے۔

ذَبَبْتُ عَنِ الدِّیْنِ الْحَنِیْفِیْ شُکُوْکَکُمْ وَ اَزْعَجْتُ اَصْلَ اُصُوْلِکُمْ ثُمَّ تُنْکِرُ

میں نے دینِ حنیفی کے متعلق تمہارے شکوک دُور کر دیئے ہیں اور تمہارے اُصول کی جڑ کو اُکھاڑ دیا ہے۔ پھر بھی تو انکار کر رہا ہے۔

وَ قُلْتُمْ "لَنَا دِیْنٌ بَعِیْدٌ مِّنَ النُّھٰی" وَ ھٰذَا فَسَادٌ ظَاھِرٌ لَیْسَ یُسْتَرُ

اورتم نے کہہ دیا ہمارا دین تو عقل میں نہیں آ سکتا اور یہ تو ایک واضح خلل ہے جو چھپ نہیں سکتا۔

وَ کُلُّ امْرِءٍ بِالْعَقْلِ یَفْھَمُ اَمْرَہٗ کَمَا بِالْعُیُوْنِ یُشَاھِدَنَّ وَ یُبْصِرُ

اور ہر آدمی تو عقل سے ہی اپنا معاملہ سمجھا کرتا ہے جیسا کہ وہ آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے۔

وَ عَقْلُ الْفَتٰی نِصْفٌ وَّ نِصْفٌ حَوَاسُہٗ وَ کَصَفْقِ اَیْدٍ مِّنْھُمَا الْعِلْمُ یَظْھَرُ

اورآدھی تو انسان کی عقل ہے اورآدھے اسکے حواس ہیں اور (بَیع کے وجوب کیلئے) ہاتھ پر ہاتھ مارنے کیطرح ان دونوں سے علم الیقین صادر ہوتا ہے۔

تَصَدَّیْتَ فِیْ نَصْرِ الضَّلَالِ تَعَمُّدًا فَبَارِزْ لِحَرْبِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ تَقْدِرُ

تو عمداً گمراہی کی مدد کے درپے ہوا۔ سو اللہ سے جنگ کے لئے میدان میں آ جا اگر تجھے قدرت ہے۔

وَمَا اَنْتَ اِلَّا عَابِدَ الْحِرْصِ وَ الْھَوٰی تُشَمِّرُ ذَیْلَکَ لِلْحُطَامِ وَ تَھْجُرُ

اورتُو تو صرف حرص وہوا کا پجاری ہے تو سامانِ دنیا کے لئے کمر بستہ ہے اوربکواس کررہا ہے۔

رَأَیْتُ لَکَ الرُّؤْیَا وَ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَ اِنَّ کَلَامَ اللّٰہِ لَا تَتَغَیَّرُ

میں نے تیرے متعلق ایک خواب دیکھی ہے اور یقیناً تو مرنے والا ہے اور بے شک خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔

وَ عِدَّۃُ وَعْدِ اللّٰہِ عَشْرٌ وَّ خَمْسَۃٌ   اِذَا مَا انْقَضَتْ فَاعْلَمْ بِاَنَّکَ مُحْضَرُ

اور خدا کے وعدے کی مدت پندرہ (مہینے) ہے جب یہ مدت گزر جائے گی تو جان لینا کہ تُو پیش کیا جانے والا ہے۔

وَ تَعْمٰی وَ تُحْضَرُ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مُجْرِمًا   وَ تُسْأَلُ عَمَّا کُنْتَ تَھْذِیْ وَ تَکْفُرُ

اور تُو اندھا ہوگا اور مجرم کی صورت میں عرش والے کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور تجھ سے ان باتوں کے متعلق پوچھا جائیگا جو تو بکتا رہا ہے اور جو تو انکار کرتا رہا ہے۔

﴿۴۰﴾ وَ مَا قُلْتُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِیْ تَجَاسُرًا   بَلِ الْاٰنَ نَبَّانِی الْعَلِیْمُ الْمُقَدِّرُ

اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے جرأت سے نہیں کہہ دی۔ بلکہ ابھی مجھے خدائے علیم (اور) مالکِ تقدیر نے خبر دی ہے۔

فَبَلَّغْتُ تَبْلِیْغًا وَّ اٰلَیْتُ حِلْفَۃً   عَلٰی صِدْقِ مَا اَظْھَرْتُ فَانْظُرْ وَ نَنْظُرُ

پس میں نے تو تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے اور قسم بھی کھالی ہے اس بات کی سچائی پر جسکا میں نے اظہار کیا ہے۔ سو تو انتظار کر اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

فَاِنْ اَکُ صِدِّیْقًا فَرَبِّیْ یُعِزُّنِیْ   وَ اِنْ اَکُ کَذَّابًا فَسَوْفَ اُحَقَّرُ

سو اگر میں سچا ہوں تو میرا رب مجھے عزّت دے گا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو ضرور بے عزت کیا جاؤں گا۔

وَ اَعْلَمُ اَنَّ مُھَیْمِنِیْ لَا یُضِیْعُنِیْ   وَاَعْلَمُ اَنَّ مُؤَیِّدِیْ سَوْفَ یَنْصُرُ

اور میں جانتا ہوں کہ میرا نگہبان خدا مجھے ضائع نہیں کریگا اور میں جانتا ہوں کہ میری تائید کرنیوالا (خدا) ضرور مدد کریگا۔

فَتَوَقَّدَ السُّفَھَاءُ مِنْ اَھْلِ الْھَوٰی   وَکُلُّ امْرِءٍ عِنْدَ التَّخَاصُمِ یُسْبَرُ

سو ہوائے نفس رکھنے والے بیوقوف بھڑک اٹھے۔ اور ہر شخص بحث کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

ذَوُوْا فِطْنَةٍ یَدْرُوْنَ بَحْثِیْ وَ بَحْثَهٗ   وَ مَا فِی السَّمَآءِ فَسَوْفَ یَبْدُوْ وَ یَظْهَرُ

عقلمند لوگ میری اور اس کی بحث کو سمجھتے ہیں اور جو آسمان میں مقدر ہے وہ جلد ہی ظاہر ہوگا اور سامنے آ جائے گا۔

وَ اِنْ یُّسْلِمَنْ یَسْلَمْ وَ اِلَّا فَمَیِّتٌ   وَهٰذَانِ مِنَّا آیَتَانِ وَنَشْکُرُ

اگر وہ مسلمان ہو جائے گا تو بچ جائے گا ورنہ مرے گا اور یہ ہماری طرف سے دو نشان ہیں اور ہم (خدا کا) شکر کرتے ہیں۔

وَ وَاللّٰهِ هٰذَا مِنْ اِلٰهِیْ وَ مَنْ یَّعِشْ   اِلٰی اَشْهُرٍ مَّذْکُوْرَةٍ فَسَیَنْظُرُ

اور اللہ کی قسم! یہ بات میرے خدا کی طرف سے ہے اور جو مذکورہ مہینوں تک زندہ رہے گا سو وہ ضرور دیکھ لے گا۔

وَ تَحْتَ رِدَاءِ اللّٰهِ رُوْحِیْ وَمُهْجَتِیْ   وَ مَا یَعْرِفُنِیْ اَحَدٌ وَّ رَبِّیْ یُبْصِرُ

اور میری روح اور میری جان تو اللہ کی چادر کے نیچے ہے اور مجھے کوئی نہیں پہچانتا اور میرا ربّ دیکھ رہا ہے۔

وَ لَسْتُ بِرَبِّیْ کَاذِبًا تَارِکَ الْهُدٰی   وَ لَسْتُ بِرَبِّیْ کَالَّذِیْ هُوَ یَهْذَرُ

میرے ربّ کی قسم! میں جھوٹا اور ہدایت کو ترک کرنیوالا نہیں اور میرے رب کی قسم! میں اس شخص کی طرح نہیں جو بیہودہ گوئی کرتا ہے۔

وَ هَنَّأَنِیْ رَبِّیْ بِنَهْجِ مَحَبَّةٍ   عَلٰی مَا تَضَوَّعَ مِسْکُ فَتْحِیْ وَعَنْبَرُ

میرے ربّ نے مجھے محبت کے طریق سے مبارکباد دی ہے اس بات پر کہ میری فتح کی کستوری اور عنبر مہک پڑے ہیں۔

وَ ذٰلِکَ مِنْ بَرَکَاتِ رُوْحِ رَسُوْلِنَا   نَبِیٌّ لَّهٗ نُوْرٌ مُّنِیْرٌ وَّ اَزْهَرُ

اور یہ بات ہمارے رسول کی روح کی برکات کی وجہ سے ہے۔ وہ ایسا نبی ہے کہ اسکا نور بہت روشن کرنیوالا اور وہ (خود بھی) بہت روشن ہے۔

رَؤُوفٌ رَّحِیْمٌ آمِرٌ مَّانِعٌ مَّعًا بَشِیْرٌ نَّذِیْرٌ فِی الْکُرُوْبِ مُبَشِّرُ
وہ مہربان، رحیم، امرونہی کرنیوالا ہے۔ بیک وقت بشارت دینے والا۔ اِنذار کرنیوالا اور دکھوں میں خوشخبری دینے والا ہے۔

لَہٗ دَرَجَاتٌ لَّا شَرِیْکَ لَہٗ بِھَا لَہٗ فَیْضُ خَیْرٍ لَّا تُضَاھِیْہِ اَبْحُرُ
اس نبی کے ایسے درجے ہیں جن میں اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسکی بھلائی کا فیضان ایسا ہے کہ سمندر بھی اسکے مشابہ نہیں ہو سکتے۔

تَخَیَّرَہُ الرَّحْمٰنُ مِنْ بَیْنَ خَلْقِہٖ ذُکَاءٌ بِجَلْوَتِہٖ وَ بَدْرٌ مُّنَوَّرُ
اسے خدائے رحمان نے اپنی مخلوق میں سے منتخب کرلیا ہے وہ اپنے جلوے میں سورج ہے اور چودھویں کا روشن چاند۔

وَ کَانَ جَلَالٌ فِیْ عَرَانِیْنِ وَبْلِہٖ خَفَی الْفَارَ مِنْ اَنْفَاقِھِنَّ الْمُمْطِرُ
اس کی موسلا دھار بارش کے اوائل میں ہی عظیم الشان برسنے والے بادل نے چوہوں کو ان کے بلوں سے نکال دیا۔

رَؤُوفٌ رَّحِیْمٌ کَھْفُ اُمَمٍ جَمِیْعِھَا شَفِیْعُ الْوَرٰی سَلّٰی اِذَا مَا اُضْجِرُوْا
وہ مہربان۔ رحیم ہے۔ سب قوموں کی پناہ ہے۔ مخلوق کا شفیع ہے۔ جب وہ تنگی میں پڑ جائیں تو تسلّی دیتا ہے۔

اَلَا مَا ھَرَفْنَا فِیْ ثَنَاءِ رَسُوْلِنَا لَہٗ رُتْبَۃٌ فِیْہِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرُ
سنو! ہم نے اپنے رسول کی تعریف میں مبالغہ نہیں کیا۔ اسے تو ایسا مرتبہ حاصل ہے جس میں تعریفیں ختم ہو جاتی ہیں۔

وَ اِنَّ اَمَانَ اللّٰہِ فِیْ سُبُلِ ھَدْیِہٖ فَطُوْبٰی لِشَخْصٍ یَّقْتَفِیْ مَا یُؤْمَرُ
اور یقیناً اسکے دین کی راہوں میں اللہ کی امان ہے پس خوشی ہے اس شخص کو جو اس چیز کی پیروی کرتا ہے جسکا حکم دیا جاتا ہے۔

سَقٰی فَیُهَجَ الْعِرْفَانِ کُلَّ مُصَاحِبٍ فَبِنَشْوَۃِالصَّهْبَاءِ سُرُّوْا وَ اَبْشَرُوْا ﴿۴۱﴾

اس نے جامِ معرفت ہر مصاحب کو پلایا سو اس شرابِ معرفت کے نشے سے وہ مسرور اور خوش ہو گئے۔

وَ قَدْ رَاحَ وَالْمَخْلُوْقُ فِیْ ظُلُمَاتِهٖ وَ جَهَلَاتِهٖ مِثْلَ الْاَوَابِدِ یَنْفِرُ

اور وہ تاریکی کے وقت آیا جبکہ مخلوق اپنی تاریکیوں میں اور اپنی جہالتوں میں وحشیوں کی طرح بھٹک رہی تھی۔

فَاَکْمَلَهُمْ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّمِیْسَمًا وَ اَیْقَظَهُمْ فَاسْتَیْقَظُوْا وَ تَطَهَّرُوْا

پس اس نے انہیں قول وفعل اور اخلاقِ حسنہ میں کامل کر دیا اور ان کو بیدار کیا سو وہ بیدار ہو گئے اور پاک ہو گئے۔

رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ ضَعَّفَ اللّٰهُ شَاْنَهٗ وَ بَدْرٌ مُّنِیْرٌ لَّا یُضَاهِیْهِ نَیِّرُ

وہ رسول کریم ہے، اللہ نے اس کی شان بہت بڑھائی ہے اور وہ بدرِ منیر ہے۔ کوئی نور دینے والا اس کی نظیر نہیں ہے۔

وَ کَافَحَ اَمْرَ الْمُسْلِمِیْنَ بِنَفْسِهٖ وَ عَلَّمَهُمْ سُنَنَ الْهُدٰی فَتَبَصَّرُوْا

اس نبی نے خود مسلمانوں کے معاملے کو ہاتھ میں لیا اور انہیں ہدایت کے طریقے سکھائے تو وہ اہل بصیرت ہو گئے۔

بِاُمَّتِهٖ اَحْفٰی مِنَ الْاَبِ بِابْنِهٖ شَفِیْعٌ کَرِیْمٌ مُشْفِقٌ وَّمُحَذِّرُ

وہ اپنی امّت پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جو باپ اپنے بیٹے پر ہو۔ شفیع ہے، کریم ہے، مُشفِق ہے اور ڈرانے والا ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ طَوْعًا وَّ صِدْقًا فَقَدْ نَجَا وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ اَحْکَامِهٖ فَیُدَمَّرُ

جو اس کے پاس رغبت اور صدق سے آیا تو وہ نجات پا گیا اور جو اس کے احکام سے اعراض کرے گا تو وہ ہلاک کیا جائے گا۔

وَ لَمْ یَتَقَدَّمْ مِثْلُهٗ فِیْ کَمَالِهٖ وَ اَخْلَاقِهِ الْعُلْیَا وَلَا یَتَاَخَّرُ

اس کے کمال میں اور اس کے بلند اخلاق میں کوئی بھی اس کا مثیل نہیں گزرا اور نہ آئندہ ہوگا۔

فَدَعْ ذِکْرَ مُوْسٰی وَ اتْرُکَنْ اِبْنَ مَرْیَمَ وَ دَعِ الْعَصَا لَمَّا تَرَاءَ ی الْمُفَقَّرُ

پس موسیٰ کا ذکر چھوڑ اور ابنِ مریم کی بات بھی ترک کر اور عصا کا ذکر بھی چھوڑ دے جب کہ پشت پر دندانے رکھنے والی تلوار سامنے آ گئی۔

لَهٗ رُتْبَةٌ فِی الْاَنْبِیَاءِ رَفِیْعَةٌ فَطُوْبٰی لِقَوْمٍ طَاوَعُوْهُ وَخَیَّرُوْا

اس نبی کا مرتبہ سب انبیاء میں بہت بلند ہے پس اس قوم کے لئے خوشی ہے جس نے اس کی اطاعت کی اور اسے پسند کیا۔

وَعَسْکَرُهٗ فِیْ کُلِّ حَرْبٍ مُّبَارِزٌ اِذَا مَا الْتَقَی الْجَمْعَانِ فَانْظُرْ وَنَنْظُرُ

اور اسکا لشکر ہر لڑائی میں سامنے ہو کر مقابلہ کرنیوالا ہے جب بھی دو جماعتیں آمنے سامنے ہوں۔ پس تو بھی دیکھ اور ہم بھی دیکھتے ہیں۔

وَجَاءَ بِقُرْاٰنٍ مَّجِیْدٍ مُّکَمَّلٍ مُنِیْرٍ فَنَوَّرَ عَالَمًا وَّ یُنَوِّرُ

اور وہ مکمل قرآن مجید لے کر آیا جو روشنی بخشنے والا ہے۔ سو اس نے ایک دنیا کو منور کر دیا اور آئندہ بھی منوّر کرتا رہے گا۔

کِتَابٌ کَرِیْمٌ حَازَ کُلَّ فَضِیْلَةٍ وَ یَسْقِیْ کُئُوْسَ مَعَارِفٍ وَّ یُوَفِّرُ

وہ ایک عزّت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔ معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے۔

وَ فِیْهِ رَأَیْنَا بَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ فِیْهِ وَجَدْنَا مَایَقِیْ وَ یُبَصِّرُ

اور اسی میں ہم نے ہدایت کے کھلے کھلے نشان پائے ہیں اور اسی میں ہم نے وہ بات پائی ہے جو بچاتی ہے اور بصیرت بخشتی ہے۔

کَعَیْنٍ کَحِیْلٍ زُیِّنَتْ صَفَحَاتُہٗ بِنَاظِرَۃٍ مِّنْ عِیْنِ خُلْدٍ یَنْظُرُ

سرمگین آنکھ کی طرح اسکے صفحات مزیّن کئے گئے ہیں وہ (قرآن) جنت کی بڑی آنکھوں والی حوروں کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

طَرِیٌّ طَلَاوَتُہٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَۃٌ لِمَا صَانَہُ اللّٰہُ الْقَدِیْرُ الْمُوَقِّرُ

اسکی تر و تازگی ہمیشہ ہی شاداب ہے اور اسکا ایک نقطہ بھی نہ مٹ سکا کیونکہ عزت بخش اور قدیر خدا نے اسکی حفاظت فرمائی ہے۔

فَیَا عَجَبًا مِّنْ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ اَرٰی اَنَّہٗ دُرٌّ وَّ مِسْکٌ وَّعَنْبَرُ

پس اس کا حسن اور جمال کیا ہی عجیب ہے۔ میں تو اس کو موتی۔ کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں۔

وَ اِنَّ سُرُوْرِیْ فِیْ اِدَارَۃِ کَاْسِہٖ فَھَلْ فِی النَّدَامٰی حَاضِرٌ مَّنْ یُّکَرِّرُ

اور میری خوشی تو اس کے پیالہ کو گردش میں لانے میں رہی ہے۔ کیا ہم مجلسوں میں کوئی ہے جو بار بار لے؟

وَ رَیَّاہُ قَدْ فَاقَ الْحَدَائِقَ کُلَّھَا نَسِیْمُ الصَّبَا مِنْ شَاْنِہٖ تَتَحَیَّرُ

اور اس کی خوشبو تمام باغوں پر فوقیت لے گئی ہے بادِ نسیم بھی اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

اِذَا مَا تَلَا مِنْ اٰیَۃٍ طَالِبُ الْھُدٰی یَرٰی نُوْرَہٗ یَجْرِیْ کَعَیْنٍ وَّ یَمْطُرُ ﴿۴۲﴾

جب ہدایت کا طالب اس کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس کے نور کو چشمے کی طرح بہتا ہوا پاتا ہے اور برستا ہوا بھی۔

وَ فِیْہِ مِنَ اللّٰہِ اللَّطِیْفِ عَجَائِبُ اُشَاھِدُھَا فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّ اَنْظُرُ

اور اس میں خدائے لطیف کے عجائبات ہیں جنہیں میں ہر وقت مشاہدہ کرتا اور دیکھتا ہوں۔

اَیَعْجَبُ مِنْ ھٰذَا سَفِیْہٌ مُّشَرَّدٌ وَ اَلْھَاہُ عَنْ نُّوْرٍ ظَلَامٌ مُّکَدَّرُ

کیا کوئی دھتکارا ہوا نادان اس سے حیران ہوتا ہے جبکہ گہری تاریکی نے اسے نور سے غافل کر دیا ہے۔

اِلٰی قَوْلِہٖ یَرْنُو الْحَکِیْمُ تَلَذُّذًا وَ یُعْرِضُ عَنْہُ الْجَاھِلُ الْمُتَکَبِّرُ

اس کے قول پر دانا آدمی لذّت سے محبت کی نگاہ ڈالتا ہے اور متکبّر جاہل اس سے اعراض کرتا ہے۔

کِتَابٌ جَلِیْلٌ قَدْ تَعَالٰی شَانُہٗ یُدَافِیْ رُءُ وْسَ الْمُنْکِرِیْنَ وَ یَکْسِرُ

وہ ایک شاندار کتاب ہے۔اس کی شان بہت بلند ہے۔وہ منکرین کے سروں کو کچل دیتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

ھُوَ السَّیْفُ فِیْ اَیْدِیْ رِجَالِ مَوَاطِنٍ فَلَنْ یَّعْصِمَ دِرْعٌ مِّنْہُ فَوْجًا وَّمِغْفَرُ

وہ مردانِ کارزار کے لئے ایک تلوار کی حیثیت رکھتا ہے سو (مقابل) فوج کو ان کی زِرَہ اور خَود نہیں بچا سکیں گے۔

کَلَامٌ یَّفُلُّ الْمُرْھَفَاتِ بِحَدِّہٖ یُبَشِّرُنَا فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَّ یُنْذِرُ

وہ ایسا کلام ہے کہ اپنی تیز دھار سے تیز تلواروں کو کند کر دیتا ہے اور ہمیں ہر امر میں بشارت دیتا ہے اور انذار بھی کرتا ہے۔

یُدَیَّۃُ قَوْمٍ مُّنْکِرٍ مَّغْلُوْلَۃٌ وَ ھُدَّتْ ھَرَاوَاھُمْ وَ سُرُّوْا وَ کُسِّرُوْا

منکر لوگوں کے کوتاہ ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور انکے ڈنڈے توڑ دیئے گئے۔انکی ناف میں تیر مارے گئے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

یُبَاھُوْنَ مِرِّیْحِیْنَ جَھْلًا وَّ نَخْوَۃً وَ سَوْفَ تَرَاھُمْ مُّدْبِرِیْنَ فَتُبْشِرُ

وہ جہالت اور غرور سے مٹکتے ہوئے فخر کرتے ہیں اور جلد ہی تو ان کو پیٹھ پھیرنے والا پائے گا سو تو خوش ہو جائے گا۔

فِدًالَّکَ رُوْحِیْ یَاحَبِیْبِیْ وَ سَیِّدِیْ فِدًالَّکَ رُوْحِیْ اَنْتَ وَرْدٌ مُّنَضَّرُ

میری روح تجھ پر قربان! اے میرے پیارے اور میرے سردار! میری جان تجھ پر فدا ہو۔ آپ تو تر و تازہ گلاب ہیں۔

وَ مَا اَنْتَ اِلَّا نَائِبُ اللّٰہِ فِی الْوَرٰی   وَ اَعْطَاکَ رَبُّکَ ھٰذِہٖ ثُمَّ کَوْثَرُ

اور تُو ہی مخلوق میں اللہ کا نائب ہے اور خدا نے تجھے یہ نعمت بھی دی ہے اور کوثر بھی۔

وَ یَعْجَزُ عَنْ تَحْمِیْدِ حُسْنِکَ مُؤْمِنٌ   فَکَیْفَ مُحَمِّدُکَ الَّذِیْ ھُوَ یُکْفَرُ

اور تیرے حسن کی تعریف کرنے سے تو مومن بھی عاجز ہے پھر کافر قرار دیئے جانے والا شخص تیری تعریف کا حق کیسے ادا کرسکتا ہے۔

یُکَفِّرُنِیْ شَیْخٌ وَّ تَتْلُوْہُ اُمَّۃٌ   وَ مَا اِنْ اَرَاہُ کَعَاقِلٍ یَّتَدَبَّرُ

ایک شیخ میری تکفیر کررہا اور ایک گروہ اسکے پیچھے چل رہا ہے اور میں اسے ایسے دانشمند کی طرح نہیں پاتا جو تدبر سے کام لے۔

یُرِیْ ظَھْرَہٗ عِنْدَ النِّضَالِ کَثَعْلَبٍ   وَ کَالذِّئْبِ یَعْوِیْ حِیْنَ یَھْذِیْ وَ یَھْجُرُ

مقابلہ کے وقت وہ لومڑی کی طرح اپنی پیٹھ دکھاتا ہے اور جب وہ بکواس اور بیہودہ گوئی کرتا ہے تو بھیڑیئے کی طرح چلاتا ہے۔

غَبِیٌّ عَتِیٌّ اَضْرَمَ الْجَھْلُ غَیْظَہٗ   کَجُلْمُوْدِ صَخْرٍ جَھْلُہٗ لَا یُغَیَّرُ

وہ کندذہن اور سرکش ہے۔ جہالت نے اسکے غصے کو بھڑکا دیا ہے۔ اسکی جہالت چٹان کے پتھر کی طرح تبدیل نہیں ہوسکتی۔

وَ کَفَّرَنِیْ بِالْحِقْدِ مِنْ غَیْرِ مَرَّۃٍ   فَقُلْتُ لَکَ الْوَیْلَاتُ اِنَّکَ اَکْفَرُ

اور کینہ سے کئی مرتبہ اس نے میری تکفیر کی تب میں نے (اسے) کہا تیرے لئے ہلاکتیں ہوں تُو تو سب سے بڑا کافر ہے۔

وَ یَسْعٰی لِاِیْذَائِیْ وَ یَسْعٰی بِزُوْرِہٖ   عَلَیَّ حَرِیْصٌ کَالْعِدَا لَوْ یَقْدِرُ

وہ مجھے دکھ دینے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے جھوٹ کے ذریعہ چغل خوری کرتا ہے وہ دشمنوں کیطرح میرے خلاف حریص ہے اگر اسکا بس چل سکے۔

عَــجِبْــتُ لَــهٗ مَا يَتَّـقِـىُ اللّٰــهَ ذَرَّةً اَشِـقْـوَةُ هٰــذَا الْـمَـرْءِ اَمْـرٌ مُّـقَـدَّرُ

مَیں اس پر حیران ہوں کہ وہ خدا سے ذرہ برابر بھی نہیں ڈرتا۔کیا اس آدمی کی شقاوت ایک امر مقدّر ہے؟

فَـطَـوْرًا يَــرُدُّ الْبَيِّنَــاتِ وَ تَــارَةً يُـحَـرِّفُ قَـوْلَ الْـمُصْطَفٰى وَ يُغَيِّرُ

کبھی تو وہ کھلے نشانوں کو ردّ کرتا ہے اور کبھی قولِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں تحریف اور تبدیلی کرتا ہے۔

﴿۴۳﴾ قَـصَدْ تُّ هُـدَاهُ تَـرَحُّـمًـا فَتَمَـايَلَ عَلَى الرِّجْسِ وَ الْبَلْوٰى فَكَيْفَ اُطَهِّرُ

میں نے تو رحم سے اس کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا تھا پر وہ پلیدی اور فساد پر مائل ہوا تو میں (اسے) کیسے پاک کروں۔

وَ قَـالَ يَـمِيْـنُ اللّٰـهِ مَـالَكَ نَـاصِرٌ فَـآ لَيْـتُ اَنَّ اللّٰــهَ مَـعَـنَـا فَنَظْفِرُ

اوراس نے کہا اللہ کی قسم! تیرا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔میں نے بھی قسم کھائی کہ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے پس ہم فتح پائیں گے۔

وَ لَـمَّــا اُرِيْـدُ عِلَاجَـهٗ مِـنْ نَّصِيْحَةٍ يَسُـبُّ وَ يُبْـدِىْ كُلَّمَا كَانَ يُضْمِرُ

اور جب میں خیر خواہی سے اس کے علاج کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ گالی دینے لگتا ہے اور جو کچھ دل میں چھپائے رکھتا تھا اسے ظاہر کر دیتا ہے۔

وَ جَـاهَـدْتُّ لِـلّٰـهِ الْـكَـرِيْمِ لِهَدْيِهٖ فَـمَــا قَـلَّ مِـنْ اَوْهَــامِهٖ بَلْ تَكَثَّرُ

اور اللہ کریم کی خاطر میں نے اس کی ہدایت کے لئے زور لگایا لیکن اس کے اوہام میں کوئی کمی نہ آئی بلکہ وہ بڑھتے جا رہے ہیں۔

عَـجِبْـتُ لِـخَتْـمِ اللّٰـهِ كَيْفَ اَضَلَّـهٗ يَــرُدُّ الـنُّـصُـوْصَ كَـاَنَّـهٗ لَايُبْصِـرُ

میں اللہ کی مُہر پر حیران ہوں کہ اس نے اسے کیسا گمراہ قرار دیا کہ وہ نصوص کو اس طرح ردّ کر رہا ہے گویا کچھ دیکھتا ہی نہیں۔

خَیَالَاتُہٗ کَالنَّائِمِیْنَ ضَعِیْفَۃٌ نَؤُوْمٌ فَیُبْغِضُ کُلَّ مَنْ ھُوَ یُسْھِرُ

اس کے خیالات سونے والوں کی طرح کمزور ہیں۔وہ سخت خوابِ غفلت میں ہے۔سو وہ ہر جگانے والے سے بغض رکھتا ہے۔

وَ اِنَّا نُسَھِّدُہٗ وِدَادًا وَ شَفْقَۃً فَیَھْجُوْنِ مِنْ جَھْلٍ وَّ لَا یَتَخَفَّرُ

ہم تو اس کو دوستی اور شفقت سے جگاتے ہیں مگر وہ نادانی سے میری ہجو کرتا ہے اور شرم نہیں کرتا۔

لَہٗ کُتُبٌ اَلسَّبُّ وَالشَّتْمُ حَشْوُھَا شَرِیْرٌ فَیَسْتَقْرِی الشُّرُوْرَ وَ یَفْخَرُ

اس کی کتابوں میں گالی گلوچ بھری ہوئی ہے۔وہ شریر ہے بس شر کی تلاش میں رہتا ہے اور (اس پر) فخر بھی کرتا ہے۔

یَغُوْصُ کَدَلْوٍ عِنْدَ خَوْضٍ فَیَرْجِعَنْ بِحَمْأٍ وَّمَا یَسْقِیْہِ مَاءً تَفَکُّرُ

وہ غور وخوض کے وقت ڈول کی طرح غوطہ لگاتا ہے اور کیچڑ لے کر لوٹتا ہے ایسے حال میں یہ غور وفکر اسے کوئی پانی نہیں پلاتا۔

بَعِیْدٌ مِّنَ التَّقْوٰی فَتَسْمَعُ اَنَّہٗ کَبَاقُوْرَۃِ الْاَضْحٰی بِعِیْدٍ یُنْحَرُ

وہ تقویٰ سے دور ہے۔تو سن لے گا کہ قربانی کی گائیوں کی طرح وہ کسی عید کے دن ذبح کیا جائے گا۔

لَقَدْ زَیَّنَ الشَّیْطَانُ اَقْوَالَہٗ لَہٗ یُوَسْوِسُہٗ وَقْتًا وَّ وَقْتًا یُّکَوِّرُ

شیطان نے اسکے اقوال اس کو خوبصورت کر دکھائے ہیں کبھی تو وہ اسے وسوسہ میں ڈالتا ہے اور کبھی اس کی عقل کو ڈھانپ دیتا ہے۔

وَ اَکْفَرَنِیْ بُخْلًا وَّجَھْلًا وَّ دَنَاْءَۃً وَ وَافَقَہٗ خَلْقٌ ضَرِیْرٌ مُّدَعْثَرُ

اس نے بخل، جہالت اور کمینہ پن سے میری تکفیر کی ہے اور (دینی لحاظ سے) اندھوں اور احمق لوگوں نے اس سے موافقت کی ہے۔

یَقُوْلُوْنَ اِنَّا قَادِرُوْنَ عَلَی الْاَذٰی فَقُلْنَا اخْسَئُوْا اِنَّ الْمُهَیْمِنَ اَقْدَرُ

وہ کہتے ہیں کہ ہم دکھ دینے پر قادر ہیں پس ہم نے کہا دور ہو جاؤ! یقیناً خدائے مہیمن سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا ہے۔

فَیَا عُلَمَاءَ السُّوْءِ مَا الْعُذْرُ فِیْ غَدٍ اَیُلْعَنُ مِثْلِیْ مُسْلِمٌ وَّ یُکَفَّرُ

اے علماءِ سُوء! کل (روزِ قیامت) تمہارا کیا عذر ہوگا۔ کیا میرے جیسے مسلمان پر لعنت ڈالی جاسکتی ہے اور اس کی تکفیر کی جاسکتی ہے؟

وَ مَا غَیْظُکُمْ اِلَّا لِعِیْسٰی وَاسْمِهٖ اَیُدْعٰی بِهٰذَا الْاِسْمِ شَخْصٌ مُّحَقَّرُ

تمہارا غصّہ تو صرف عیسیٰ کے دعویٰ اور اس کا نام اختیار کرنے پر ہے۔ کیا کوئی حقیر آدمی بھی ایسے نام سے پکارا جاسکتا ہے۔

وَ مَا تَعْلَمُوْنَ شُئُوْنَ رَبِّیْ وَ فَضْلَهٗ وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ کُلَّ نَفْسٍ وَّ یَنْظُرُ

اور تم خدا کے کاموں اور اس کے فضل کو نہیں جانتے اور میرا ربّ ہر آدمی کو جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے۔

اَنِعْمَةُ رَبِّیْ فِیْ یَدَیْکُمْ مُحَاطَةٌ وَیَفْعَلُ رَبِّیْ مَایَشَآءُ وَیُظْهِرُ

کیا میرے ربّ کی نعمت تمہارے ہاتھوں میں محصور ہے حالانکہ میرا ربّ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اَنَحْنُ نَفِرُّ مِنَ النَّبِیِّ وَ بَابِهٖ خَفِ اللّٰهَ یَاصَیْدَ الرَّدَا کَیْفَ تَجْسُرُ

کیا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے دروازے سے بھاگ سکتے ہیں؟ اے ہلاکت کے شکار! اللہ سے ڈر۔ تُو کیسی جرأت کر رہا ہے۔

أَ نَتْرُکُ قُرْاٰنًا کَرِیْمًا وَ دُرَرَهٗ فَمَالَکَ لَا تَدْرِیْ صَلَاحًا وَّ تَفْجُرُ

کیا ہم قرآن کریم اور اس کے موتیوں کو چھوڑ دیں۔ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو بھلائی کو جانتا ہی نہیں اور گنہگار بن رہا ہے۔

﴿۴۴﴾

أَ اِخۡتَرۡتُ رِجۡسًا بَعۡدَ خَمۡسِيۡنَ حِجَّةً وَ قَدۡ كُنۡتَ تَشۡهَدُ اَنَّ اَحۡمَدَ اَطۡهَرُ

کیا میں نے پچاس سال کے بعد ناپاکی کو پسند کرلیا ہے؟ حالانکہ تُو تو گواہی دیا کرتا تھا کہ احمد بہت پاکباز ہے۔

وَ تَعۡلَمُ اَنِّیۡ حِذۡرِيَانٌ وَّ مُتَّقِی وَ تَعۡلَمُ زَأۡرِوَ بَعۡدَهٗ تَتَنَمَّرُ

اورتو جانتا ہے کہ میں بہت پرہیز گار اور متقی ہوں۔ اورتو میری چنگھاڑ کوبھی جانتا ہے اور اس کے بعد بھی تو چیتا بنتا ہے۔

تَبَصَّرۡ خَصِيۡمِیۡ هَلۡ تَرٰی مِنۡ دَلَائِلٍ عَلٰی مَا تَقُوۡلُ وَ فَكِّرَنۡ كَيۡفَ تَكۡفُرُ

اَے میرے مخاصم! دیکھ کیا تو کوئی دلائل پاتا ہے اس بات پر جوتُو کہتا ہے؟ اور ضرور سوچ کہ تو کیسے انکار کرتا ہے۔

أَ نَحۡنُ تَرَكۡنَا قِبۡلَةَ اللّٰهِ شِقۡوَةً أَ نَنۡبِذُ صُحُفَ اللّٰهِ كُفۡرًا وَّ نَهۡجَرُ

کیا ہم نے خدا کے قبلے کو بدبختی سے چھوڑ دیا ہے؟ کیا ہم خدا کی کتابوں کو کفر کرتے ہوئے پھینک رہے اور چھوڑ رہے ہیں؟

أَ نَرۡغَبُ عَنۡ دِيۡنِ النَّبِیِّ الۡمُصۡطَفٰی وَ دِيۡنًا مُخَالِفَ دِيۡنِهٖ نَتَخَيَّرُ

کیا ہم مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین سے رُوگرداں ہورہے ہیں اور کوئی اور دین اس کے دین کے مخالف اختیار کررہے ہیں؟

سَيُخۡزِی الۡمُهَيۡمِنُ كَاذِبًا تَارِكَ الۡهُدٰی كِلَانَا اَمَامَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَنۡظُرُ

خدائے مہیمن جھوٹے اور تارکِ ہدایت کو ضرور رسوا کردے گا۔ ہم دونوں ہی اللہ کے سامنے ہیں اور اللہ دیکھ رہا ہے۔

وَ اِنِّیۡ اَنَا الرَّحۡمَانُ نَاصِرُ حِزۡبِهٖ☆ وَ مَنۡ كَانَ مِنۡ حِزۡبِیۡ فَيُعۡلٰی وَ يُنۡصَرُ

(خدانے الہاماً کہا) میں ہی رحمان ہوں جو اپنے گروہ کا مددگار ہوں اور جو شخص میرے گروہ میں سے ہوگا سو وہی بلند کیا جائے گا اور نصرت دیا جائے گا۔

☆ هٰذَا اِلۡهَامٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی ۔(یہ مصرعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا)۔

وَ مَا كَانَ اَنْ تُخْفَى الْحَقَائِقُ دَائِمًا وَ مَا يَكْتُمُ الْاِنْسَانُ فَالدَّهْرُ يُظْهِرُ

اور حقائق ہمیشہ کے لئے چھپائے نہیں جا سکتے اور جو کچھ انسان چھپاتا ہے خود زمانہ اسے ظاہر کر دیتا ہے۔

وَ لَيْسَ خِفَاءٌ مُّغْلَقٌ فِيْ دِيْنِنَا وَ مَا جَآءَ مِنْ هَدْىٍ مُّبِيْنٍ فَنُؤْثِرُ

اور ہمارے دین میں کوئی بھی لاینحل پوشیدہ بات نہیں اور جو واضح ہدایت آ چکی سو ہم اسے ہی مقدم کر رہے ہیں۔

سَيُكْشَفُ سِرُّ صُدُوْرِنَا وَ صُدُوْرِكُمْ بِيَوْمٍ يَّقُوْدُ اِلَى الْمَلِيْكِ وَ يَحْشُرُ

ہمارے سینوں اور تمہارے سینوں کا راز ضرور کھول دیا جائے گا اس دن جو لوگوں کو اکٹھا کر کے خدا کے حضور پیش کر دے گا۔

فَمَنْ كَانَ يَسْعَى الْيَوْمَ فِي الدِّيْنِ مُفْسِدًا فَيُحْرَقُ فِيْ يَوْمٍ لَّظَاهُ تُسَعَّرُ

جو آج مفسد ہو کر دین میں (بگاڑ کی) کوشش کرتا ہے وہ ایسے دن جلا دیا جائے گا جس کا شعلہ خوب بھڑکایا جائے گا۔

وَ اِنَّا عَلٰى نُوْرٍ وَّ اَنْتُمْ عَلَى اللَّظٰى وَ مَا يَسْتَوِىْ عُمْىٌ وَّ قَوْمٌ يُّبَصِّرُ

اور ہم تو نور پر قائم ہیں اور تم آگ کے شعلے پر ہو اور اندھے اور بصیرت یافتہ لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔

وَ مَنْ كَانَ مَحْجُوْبًا فَيَاْتِىْ مُوَسْوِسٌ فَيَكُبُّهٗ فِيْ هُوَّةٍ وَّ يُدَمِّرُ

اور جو شخص (علم و عقل سے) محروم ہو اس کے پاس وسوسہ ڈالنے والا آتا ہے سو وہ اس کو (جہنم کے) گڑھے میں اوندھے منہ گرا کر ہلاک کر دیتا ہے۔

وَمَا يَصْطَفِى اللّٰهُ الْعَلِيْمُ مُزَوِّرًا وَ مَا يَجْتَبِى الْفُسَّاقَ رَبٌّ اَطْهَرُ

اور خدائے علیم مکّار کو فضیلت نہیں دیا کرتا اور پاک رب فاسقوں کو برگزیدہ نہیں کیا کرتا۔

فَـذَرْنِـیْ وَخَلَّاقِیْ وَ لَسْتَ مُصَیْطِرًا عَـلَـیَّ وَ لَا حَـکَمٌ وَّ قَـاضٍ فَتـاْمُـرُ

تو مجھے اور میرے پیدا کرنے والے کو چھوڑ دے۔ مجھ پر تُو کوئی داروغہ نہیں ہے اور نہ حَکَم اور قاضی ہے کہ تو حُکم چلائے۔

وَ اٰثَـرَنِـیْ رَبِّـیْ وَ اَخْـزَاکَ خَـالِقِیْ فَـقَدْ ضَاعَ یَامِسْکِیْنُ مَا کُنْتَ تَبْذُرُ

میرے رب نے مجھے پسند کیا ہے اور میرے خالق نے تجھے رسوا کیا ہے اور بے شک اے مسکین! ضائع ہو چکا ہے جو تُو بوتا رہا تھا۔

اَ لَیْسَتْ تُـقَاةُ الـلّٰـهِ شَـرْطًا لِّمُؤْمِنٍ فَـمَـا لَکَ یَـوْمَ الْاَخْـذِ لَا تَتَذَکَّـرُ

کیا خدا کا تقویٰ مومن کے لئے شرط نہیں؟ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو گرفت کے دن کو یاد نہیں کرتا۔

وَ عَـدَوْتَ حَتّٰـی قُلْتَ لَسْتُ بِاٰئِبٍ وَ اِنَّ الْهُـدٰی بَـعْـدَ الْـقِـلٰـی مُتَوَعِّرُ

اور تُو نے حد سے اتنا تجاوز کیا کہ کہہ دیا کہ میں تو (اب) واپس آنے والا نہیں ہوں اور یقیناً دشمنی کے بعد ہدایت پانا مشکل ہے۔

اَتُـفْتِـیْ بِـمَـا لَـمْ یُنْزِلِ اللّٰهُ مِنْ هُدًی وَ تُـکْفِرُ مَنْ اَلْقَی السَّـلَامَ وَ تَجْسُرُ

کیا تُو ایسی بات کا فتویٰ دیتا ہے جس کے لئے اللہ نے کوئی ہدایت نازل نہیں کی اور جو سلام لے اسے کافر قرار دیتا ہے اور دلیری کرتا ہے۔

وَ وَالـلّٰـهِ بَـلْ تَاللّٰهِ لَوْ کُنْتَ مُخْلِصًا اَرَیْتُکَ اٰیَـــاتٍ وَّ لٰـکِـنْ تُـزَوِّرُ ﴿۴۵﴾

بخدا! اللہ کی قسم! اگر تو مخلص ہوتا تو میں تجھے نشانات دکھاتا لیکن تُو تو فریب کر رہا ہے۔

وَ لَـوْ قَبْـلَ اِکْـفَـارِیْ سَـاَلْـتَ اَمَـانَةً لَعَمْرِیْ هُدِیْتَ وَ صِرْتَ شَیْخًا یُّبْصِرُ

اور اگر تو از راہِ دیانت مجھے کافر ٹھہرانے سے پہلے (مجھ سے) پوچھ لیتا تو مجھے قسم ہے کہ تو ہدایت پاتا اور ایک صاحبِ بصیرت شیخ بن جاتا۔

وَلٰـکِـنْ ظَـنَـنْـتَ ظُنُوْنَ سَوْءٍ بِعُجْلَةٍ کَـغُـوْلٍ هَـوًی وَالْـغُـوْلُ لَا یَتَـطَهَّـرُ

لیکن تو جلد بازی سے اور ہوائے نفس سے بدگمانی کرنے لگ گیا ایک بھوت کی طرح۔ اور بھوت تو پاک نہیں ہوتا۔

هَلِ الْعِلْـمُ شَـیْءٌ غَیْرُ تَعْلِیْمِ رَبِّنَا وَ اَیَّ حَـدِیْـثٍ بَـعْـدَهٗ نَتَـخَیَّـرُ

کیا وہ علم کوئی چیز ہے جسے ہمارے ربّ نے نہ سکھایا ہو اور کونسی بات ہم اس کے بعد اختیار کر سکتے ہیں؟

کِتَـابٌ کَـرِیْـمٌ اُحْـکِـمَـتْ اٰیَـاتُـهٗ وَ حَیَـا تُـهٗ یُحْـیِ الْـقُلُوْبَ وَ یُزْهِرُ

وہ کتاب کریم ہے اس کی آیات محکم ہیں اور اس کی زندگی دلوں کو زندہ اور روشن کرتی ہے۔

یَـدُ عُّ الشَّـقِـیَّ وَ لَا یَـمَـسُّ نِکَـاتَـهٗ وَ یُـرْوِی التَّـقِیَّ هُدًی فَیَنْمُوْ وَ یُثْمِرُ

وہ بد بخت کو دھکے دیتی ہے اور وہ اسکے نکات کو نہیں چھو سکتا اور وہ پرہیز گار کو ہدایت سے سیراب کرتی ہے سو وہ نشو ونما پاتا ہے اور پھل دیتا ہے۔

وَ مَتَّـعَـنِـیْ مِـنْ فَیْـضِهٖ لُطْفُ خَالِقِیْ وَ اِنِّـیْ رَضِیْـعُ کِتَـابِـهٖ وَ مُـخَـفَّـرُ

اور میرے رب کی مہربانی نے اپنے فیض سے مجھے بہرہ ور کیا ہے۔ میں اس کی کتاب کا شیر خوار ہوں اور اسکی حفاظت میں ہوں۔

کَـرِیْـمٌ فَیُـؤْتِـیْ مَـنْ یَّشَـآءُ عُلُوْمَـهٗ قَـدِیْـرٌ فَـکَیْفَ تُـکَـذِّبَـنَّ وَ تَهْـکَـرُ

وہ کریم ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنے علوم دیتا ہے' وہ قدیر ہے۔ سو تو (اس بات کی) کیسے تکذیب کرتا ہے اور کیسے (اس پر) تعجب کرتا ہے۔

وَ اِنِّـیْ نَـظَـمْـتُ قَـصِیْدَتِیْ مِنْ فَضْلِهٖ لِتَـعْـلَـمَ فَـضْـلَ الـلّٰـهِ کَیْفَ یُخَیِّـرُ

اور میں نے خدا کے فضل سے اپنا قصیدہ منظوم کیا ہے تا کہ تو جان لے کہ اللہ کا فضل کس طرح برگزیدہ بنا دیتا ہے۔

تَعَالَ بِمَیْدَانِ النِّضَالِ شَجَاعَةً لِیَظْهَرَ عِلْمُکَ فِی الْجِدَالِ وَ تُسْبَرُ

تو میدانِ مقابلہ میں آ جا بہادری سے تا کہ تیرا علم مقابلے میں ظاہر ہو اور تو آزمایا جائے۔

تُرِیْدُوْنَ ذِلَّتَنَا وَ نَحْنُ هَوَانَکُمْ فَیُکْرِمُ رَبِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَنْصُرُ

تم لوگ ہماری ذلت چاہتے ہو اور ہم تمہاری ذلّت۔ سو میرا رب جسے چاہے گا عزّت اور مدد دے گا۔

أَتَطْلُبُ مِنِّیْ اٰیَةَ الْخِزْیِ وَالرَّدٰی وَ یَاْتِیْکَ اَمْرُ اللّٰہِ فَجْاً فَتُبْتَرُ

کیا تو مجھ سے رسوائی اور ہلاکت کے نشان کا طالب ہے؟ اور اللہ کا فیصلہ تجھ پر اچانک آ جائے گا اور تو برباد ہو جائے گا۔

وَ حَمَدْتَّنِیْ مِنْ قَبْلُ ثُمَّ ذَمَمْتَنِیْ فَقَدْ لَاحَ اَنَّکَ خَیْتَعُوْرٌ مُّزَوِّرُ

اور تو نے پہلے میری تعریف کی پھر میری مذمّت کی۔ پس ظاہر ہو گیا ہے کہ بے شک تو متلوّن مزاج (اور) مکّار ہے۔

وَ اِنِّیْ اَنَا الْخَطَّارُ اِنْ کُنْتَ طَاعِنًا رِمَاحِیْ مُثَقَّفَةٌ وَّ سَیْفِیْ مُذَکَّرُ

اور بے شک میں شدید نیزہ زن ہوں اگر تو نیزہ زنی کرنے والا ہو۔ میرے نیزے سیدھے کئے گئے ہیں اور میری تلوار فولادی ہے۔

وَ اِنَّا جَهَرْنَا بِئْرَ دِیْنِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْتَ تَسُبُّ هَوًی وَفِی السَّبِّ تَجْهَرُ

ہم نے تو دینِ محمد ﷺ کے کنویں کو ظاہر کر دیا ہے اور تو ہوائے نفس سے گالیاں دیتا ہے اور گالیاں بھی علانیہ دیتا ہے۔

مَتٰی نَدْنُ مِنْکَ تَرَحُّمًا تَتَبَاعَدُ وَ نُرِیْدُ حَلَّ الْعَقْدِ رُحْمًا فَتَحْتَرُ

ہم جب رحم سے تیرے قریب آتے ہیں تو تُو دور ہٹتا ہے اور ہم رحم کر کے گرہ کھولنا چاہتے ہیں اور تو اسے مضبوط کرتا ہے۔

وَ سَیۡلُکَ صَعۡبٌ لٰکِنۡ اَنۡتَ غُثَاءُہٗ وَ غَیۡثُکَ حِمۡرٌ لٰکِنۡ اَنۡتَ تُدۡعَثِرُ

تیرا سیلاب تو سخت ہے لیکن تُو تو اس کی جھاگ ہی ہے اور تیری بارش تیز ہے لیکن تو ہی تباہ ہوگا۔

وَ مَا اِنۡ اَرٰی فِیۡکَ التَّخَوُّفَ وَ التُّقٰی وَ اِنَّ الۡفَتٰی یَخۡشٰی اِذَا مَا یُذۡعَرُ

اور میں تجھ میں خوف (خدا) اور تقویٰ بالکل نہیں پاتا حالانکہ ایک جوانمرد خشیت اختیار کرتا ہے جبکہ اسے ڈرایا جائے۔

وَ مَنۡ کَذَّبَ الصِّدِّیۡقَ هُتِّکَ سِرُّہٗ وَ مَنۡ اَکۡثَرَ التَّکۡفِیۡرَ یَوۡمًا سَیُکۡفَرُ

اور جو سچے کو جھٹلائے اس کی پردہ دری کی جائے گی اور جو کثرت سے تکفیر کرتا ہے ضرور وہ بھی کسی دن کافر قرار دیا جائے گا۔

﴿۴۶﴾

وَ اِنۡ تَضۡرِبَنَّ عَلَی الصَّلَاتِ زُجَاجَةً فَلَا الصَّخۡرُ بَلۡ اِنَّ الزُّجَاجَةَ تُکۡسَرُ

اور اگر تُو پتھر کے اوپر شیشے کو دے مارے تو پتھر تو نہیں بلکہ یقیناً شیشہ ہی ٹوٹے گا۔

فَهَلۡ فِیۡ اُنَاسٍ مُّکۡفِرِیۡنَ مُدَبِّرٌ یُدَبِّرُ فِیۡ قَوۡلِیۡ وَ فِی الۡکُتۡبِ یَنۡظُرُ

پس تکفیر کرنے والے لوگوں میں کوئی سوچنے والا بھی ہے؟ جو میرے اقوال میں فکر سے کام لے اور میری کتابوں میں غور کرے۔

وَ وَاللّٰهِ اِنِّیۡ اٰیِسٌ مِّنۡ صَلَاحِهِمۡ وَ مَا اِنۡ اَرٰی شَخۡصًا یَّکُفُّ وَ یَحۡذَرُ

خدا کی قسم! میں ان کی صلاحیت سے مایوس ہوں اور میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھتا جو رُک جائے اور ڈرے۔

وَ قُلۡتُ لِشَیۡخٍ قَدۡ تَقَدَّمَ ذِکۡرُہٗ اِلَامَ تُکَفِّرُنَا وَ تَهۡجُوۡ وَ تَصۡعَرُ

اور میں نے اس شیخ کو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہا تو کب تک ہماری تکفیر اور بدگوئی کرتا رہے گا اور چیں بجبیں رہے گا۔

تَعَالَ نُبَاهِلۡ فِیۡ مَقَامٍ مُّعَیَّنٍ لِیَهۡلِکَ مَنۡ هُوَ کَاذِبٌ وَّ مُزَوِّرُ

تو آ، کہ ایک مقررہ مقام میں ہم مباہلہ کرلیں تا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جو جھوٹا اور مکّار ہے۔

حَلَفْتُ يَمِيْنًا مِّنْ لِّعَانٍ مُّؤَكَّدٍ فَاِنِّيْ بِمَيْدَانِ اللِّعَانِ سَاَحْضُرُ

میں نے مؤکّد لعنت کے ساتھ حلف اٹھایا کہ میں مباہلہ کے میدان میں ضرور حاضر ہو جاؤں گا۔

فَاِذَا اَتٰى بَعْدَ التَّرَصُّدِ يَوْمُنَا فَقُمْتُ وَلَمْ اَكْسَلْ وَمَا كُنْتُ اَقْصُرُ

پھر جب انتظار کے بعد ہمارا وہ دن آ گیا تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور نہ میں نے سستی کی اور نہ میں کوتاہی کرنے والا تھا۔

خَرَجْنَا وَخَلْقٌ كَانَ يَسْعٰى وَرَاءَنَا لِيَنْظُرَ كَيْفَ يُبَاهِلَنْ وَيُكَفِّرُ

ہم نکل کھڑے ہوئے اور لوگ ہمارے پیچھے تیزی سے آ رہے تھے تاکہ وہ دیکھیں کہ وہ شیخ کس طرح مباہلہ کرتا ہے اور تکفیر کرتا ہے۔

فَجَآءَ وَلٰكِنْ لَمْ يُبَاهِلْ مَخَافَةً وَ اَعْرَضَ حَتّٰى لَامَ مَنْ هُوَ يُبْصِرُ

سو وہ آ تو گیا لیکن ڈر کے مارے اس نے مباہلہ نہ کیا اور مباہلہ سے اعراض کیا یہاں تک کہ دیکھنے والے اسے ملامت کرنے لگے۔

وَ لَمْ يَتَمَالَكْ اَنْ يُّبَاهِلَ كَالْفَتٰى وَ ظَلَّ يُرِيْنَا ظَهْرَ جُبْنٍ وَّ يُدْبِرُ

اور اسے قدرت نہ ہوئی کہ ایک جوان مرد کی طرح مباہلہ کرے اور وہ ہمیں بزدلی کی پیٹھ دکھاتا رہا اور پیٹھ پھیر گیا۔

وَ جَاشَتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ خَوْفًا وَّخَشْيَةً وَ قَدْ خِفْتُ اَنْ يُّغْشٰى عَلَيْهِ وَ يُخْطَرُ

اور وہ خوف اور ڈر کے مارے ہانپنے لگا اور میں ڈرا کہ اس پر غشی طاری ہو جائے گی اور وہ خطرے میں پڑ جائے گا۔

وَ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا وَّمُوْجِسَ خِيْفَةٍ كَانَ حُسَامِيْ يَهْجَمَنْ وَ يُبَتِّرُ

اور میں نے اسے سخت مبہوت اور خوف کا احساس رکھنے والا پایا۔ گویا کہ میری تلوار ضرور حملہ کر دے گی اور (اسے) کاٹ ڈالے گی۔

فَقُلْتُ لَهٗ لَمَّا اَبٰی اِنَّ حُجَّتِیْ لَقَدْ تَمَّ وَاللّٰهُ الْعَلِیْمُ سَیَأْمُرُ

جب اس نے انکار کیا تو میں نے اسے کہہ دیا کہ میری حجّت بے شک تمام ہو چکی ہے اور اب خدائے علیم ضرور کوئی حکم دے گا۔

وَ اِنْ شِئْتَ سَلْ مَنْ کَانَ فِیْنَا حَاضِرًا وَ مَا قُلْتُ اِلَّا مَا هُوَ الْمُتَقَرِّرُ

اگر تو چاہے تو پوچھ لے اس شخص سے جو ہم میں موجود تھا اور میں نے وہی بات کہی ہے جو ثابت شدہ ہے۔

وَ بَاهَلَنِیْ مِنْ غَزْنَوِیِّیْنَ مُکْفِرٌ وَقُوْفًا لَّدٰی شَجَرَاتِ اَرْضٍ یَشْجَرُ

اورغزنویوں میں سے ایک کافرٹھہرانے والے نے مجھ سے مباہلہ کیا جب کہ وہ درختوں والی زمین کے پاس کھڑا ہو کر جھگڑا کر رہا تھا۔

فَقُمْتُ بِصَحْبِیْ لِلدُّعَآءِ مُبَاهِلًا وَ کَانَ مَعِیْ رَبِّیْ یَرَانِیْ وَ یَنْظُرُ

تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دعا کیلئے مباہلہ کرتا ہوا کھڑا ہو گیا اور میرا ربّ میرے ساتھ تھا۔ مجھے دیکھ رہا تھا اور مجھ پر نظر کر رہا تھا۔

فَصُعِّدَ صَرْخُ الصَّادِقِیْنَ اِلَی السَّمَا لِمَا اَخَذَتْهُمْ رِقَّةٌ وَّ تَاَثُّرُ

سو صادقوں کی فریاد آسمان تک پہنچ گئی کیونکہ ان پر رقّت اور تأثّر طاری ہو گئے۔

فَاَعْجَبَ خَلْقًا جَیْشُهُمْ وَ بُکَاؤُهُمْ فَبَکَوْا بِمَبْکَاهُمْ وَ قَامَ الْمَحْشَرُ

سولوگوں کو ان کے جوش اور رونے نے حیران کر دیا کہ ان کو روتا دیکھ کر وہ بھی رو پڑے اور ایک قیامت برپا ہوگئی۔

وَ ظَلَّ الْمُبَاهِلُ یَقْذِفَنَّ مُکَفِّرًا فَیَا عَجَبًا مِّنْ دِیْنِهِمْ کَیْفَ کَفَّرُوْا

اور (غزنوی) مباہل تکفیر کرتے ہوئے تہمت لگاتا رہا۔ ان کے دین پر تعجب ہے کہ انہوں نے کیسے تکفیر کی۔

وَ مَا الۡکُفۡرُ اِلَّا مَا یُسَمِّیۡہِ رَبُّنَا فَذَرۡھُمۡ یَسُبُّوۡا کَیۡفَ شَاءُوۡا وَ یُکۡفِرُوۡا

اور کفر تو وہ ہے جس کو ہمارا ربّ کفر کہے۔ تُو انہیں چھوڑ دے جس طرح وہ چاہیں گالیاں دیں اور تکفیر کریں۔

وَ اِنَّا تَوَکَّلۡنَا عَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا وَ قَدۡ شَدَّ اَزۡرَ الۡعَبۡدِ رَبٌّ مُّبَشِّرُ

اور یقیناً ہم نے اللہ تعالیٰ پر جو ہمارا ربّ ہے توکّل کیا ہے اور بشارت دینے والے ربّ نے اپنے بندے کی ہمّت بڑھا دی ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ کُلُّہٗ لِرَبٍّ یَرٰی حَالِیۡ وَ قَالِیۡ وَ یَنۡصُرُ

اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب کی سب حمد اسی ربّ کی ہے جو میرا حال وقال دیکھتا ہے اور مدد دیتا ہے۔



اَلْقَصِیْدَةُ الثَّالِثَةُ الْمُبَارَکَةُ الطَّیِّبَةُ

فِیْ نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تیسرا مبارک اور پاکیزہ قصیدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں

بِکَ الْحَوْلُ یَا قَیُّوْمُ یَا مَنْبَعَ الْھُدٰی فَوَفِّقْ لِیْ اَنْ اُثْنِیْ عَلَیْکَ وَ اَحْمَدَا

اے قیوم! اے سرچشمۂ ہدایت! تجھ ہی سے طاقت ملتی ہے۔ پس مجھے توفیق دے کہ میں تیری ثنا کروں اور حمد کروں۔

تَتُوْبُ عَلٰی عَبْدٍ یَّتُوْبُ تَنَدُّمًا وَ تُنْجِیْ غَرِیْقًا فِی الضَّلَالَۃِ مُفْسِدَا

تو رجوع برحمت ہوتا ہے اس بندے پر جو ندامت سے توبہ کرے اور تو ہی مفسد کو جو ضلالت میں غرق ہو نجات دیتا ہے۔

کَبِیْرُ الْمَعَاصِیْ عِنْدَ عَفْوِکَ تَافِہٌ فَمَا لَکَ فِیْ عَبْدٍ اَلَمَّ تَرَدُّدَا

تیرے عفو کے سامنے بڑے سے بڑا گناہ بھی ایک معمولی بات ہے۔ پس تیرا کیا سلوک ہوگا اس بندے سے جس نے حالتِ تردّد میں چھوٹا گناہ کیا۔

تُحِیْطُ بِکُنْہِ الْکَائِنَاتِ وَ سِرِّھَا وَ تَعْلَمُ مِنْھَاجَ السِّوٰی وَ مُحَرَّدَا

تو نے کائنات کی حقیقت اور اس کے بھید کا (علم سے) احاطہ کر رکھا ہے اور تو سیدھے اور ٹیڑھے راستے کو جانتا ہے۔

وَ نَحْنُ عِبَادُکَ یَا اِلٰھِیْ وَ مَلْجَأِیْ نَخِرُّ اَمَامَکَ خَشْیَۃً وَّ تَعَبُّدَا

اے میرے معبود اور اے میری پناہ! ہم تیرے بندے ہیں۔ ہم تیرے آگے خشیت اور عبودیت سے سجدے میں گرتے ہیں۔

وَ مَا کَانَ اَنْ یَّخْفٰی عَلَیْکَ نُحَاسُنَا وَ تَعْلَمُ أَلْوَانَ النُّحَاسِ وَ عَسْجَدَا

اورنہیں مخفی رہ سکتا تجھ پر ہمارا تانبا (عیب) اورتُو تانبے اورسونے کے رنگوں کوخوب جانتا ہے۔

وَ کَمْ مِّنْ دَھِیٍّ اَھْلَکْتَھُمْ مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَ اَخَذْتَھُمْ وَ کَسَرْتَ دَأْیًا مُنَضَّدَا

کتنے ہی ہوشیار لوگ ہیں کہ ان کی بدیوں کی وجہ سے تُو نے انہیں ہلاک کر دیا اوران کو پکڑا اوران کے سینوں کی مضبوط ہڈیوں کوتوڑ دیا۔

وَکَمْ مِّنْ حَقِیْرٍ فِیْ عُیُوْنٍ جَعَلْتَھُمْ بِاَعْیُنِ خَلْقٍ لُؤْلُؤًا وَّ زَبَرْجَدَا

اور بہت سے نگاہوں میں حقیر نظر آنے والوں کوتُو نے مخلوق کی آنکھوں میں موتی اورزبرجد بنادیا۔

وَ تَعْمُرُ اَطْلَالًا بِفَضْلٍ وَّ رَحْمَۃٍ وَ تَھُدُّ مِنْ قَھْرٍ مُّنِیْفًا مُّمَرَّدَا

تو اپنے فضل اوررحمت سے کھنڈروں کوآباد کر دیتا ہے اوراپنے قہر سے بلند اورصیقل شدہ عمارتوں کوڈھا دیتا ہے۔

وَ مَا کَانَ مِثْلُکَ قُدْرَۃً وَّ تَرَحُّمًا وَ مِثْلُکَ رَبِّیْ مَا اَرٰی مُتَفَرِّدَا ﴿۴۸﴾

اوررحم اورقدرت میں تیرے جیسا کوئی بھی نہیں اوراے میرے رب! تیرے جیسا کوئی یگانہ مَیں نہیں دیکھ پاتا۔

فَسُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلَائِقَ کُلَّھَا وَ جَعَلَ کَشَیْءٍ وَاحِدٍ مُّتَبَدِّدَا

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اورمنتشر (ذرّات) کوایک شَے کی طرح بناڈالا۔

غَیُوْرٌ یُبِیْدُ الْمُجْرِمِیْنَ بِسُخْطِہٖ غَفُوْرٌ یُّنَجِّی التَّائِبِیْنَ مِنَ الرَّدٰی

وہ غیرت مند ہے' مجرموں کووہ اپنے غضب سے ہلاک کر دیتا ہے' وہ غفور ہے توبہ کرنے والوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے۔

فَـلا تَـاْمَـنَنْ مِنْ سُخْطِهٖ عِنْدَ رُحْمِهٖ وَلَا تَيْـئَسَـنَّ مِـنْ رُحْمِهٖ اِنْ تَشَدَّدَا

اس کی رحمت کے وقت اس کے غضب سے بے خوف نہ ہو اور نہ کبھی اس کے رحم سے ناامید ہونا اگر وہ سختی کرے۔

وَ اِنْ شَـآءَ يَبْـلُـوْبِـالشَّدَائِدِ خَلْقَـهٗ وَ اِنْ شَـآءَ يُـعْطِيْهِمْ طَرِيْفًا وَّ مُتْلَدَا

اگر وہ چاہے تو سختیوں سے اپنی مخلوق کو امتحان میں ڈالے اور اگر چاہے تو ان کو نیا اور پرانا مال عطا کر دے۔

وَحِيْـدٌ فَـرِيْـدٌ لَا شَـرِيْـكَ لِذَاتِـهٖ قَـوِيٌّ عَـلِـيٌّ فِـى الْـكَـمَالِ تَوَحَّدَا

وہ واحد و یگانہ ہے اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں۔ وہ طاقتور ہے برتر ہے کمال میں یکتا ہے۔

وَ مَنْ جَاءَهٗ طَوْعًا وَّصِدْقًا فَقَدْ نَجَا وَ اُدْخِـلَ وِرْدًا بَـعْـدَ مَـا كَـانَ مُلْبَدَا

اور جو خدا کے حضور رغبت اور صدق سے آیا اس نے نجات پالی اور وہ گھاٹ میں داخل کر دیا گیا۔ بعد اسکے کہ وہ (گناہوں سے) لت پت تھا۔

لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ وَالْمَجْدُ كُلُّهٗ وَ كُـلٌّ لَّـهٗ مَـا لَاحَ اَوْ رَاحَ اَوْ غَدَا

ملک ۔ملکوت اور بزرگی سب اسی کو حاصل ہے اور اسی کی ہے ہر وہ چیز جو ظاہر ہوئی یا شام یا صبح کو جاتی رہی۔

وَ مَـنْ قَـالَ اِنَّ لَـهٗ اِلٰـهًا قَادِرًا سِـوَاهُ فَـقَدْ تَبِعَ الضَّـلَالَةَ وَاعْتَدٰى

اور جس نے کہا کہ اس کا کوئی قادر معبود اس کے سوا ہے تو اس نے گمراہی کی پیروی کی اور سرکش ہو گیا۔

هَـدَى الْعَالَـمِيْـنَ وَ اَنْزَلَ الْكُتُبَ رَحْمَةً وَ اَرْسَـلَ رُسُلًا بَـعْـدَ رُسُلٍ وَّ اَكَّدَا

اس نے مخلوق کو ہدایت دی اور رحمت سے کتابیں نازل کیں اور رسولوں کے بعد رسول بھیجے اور (اس سنّت کو) پختہ کیا۔

وَ اَنْتَ اِلٰهِیْ مَأْمَنِیْ وَمَفَازَتِیْ وَ مَا لِیْ سِوَاکَ مُعَاوِنٌ یَدْفَعُ الْعِدَا

اور اے میرے معبود! تُو میری پناہ اور میری مراد ہے اور میرا تیرے سوا کوئی معاون نہیں جو دشمنوں کو دفع کرے۔

عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَ اَنْتَ مَلَاذُنَا وَ قَدْ مَسَّنَا ضُرٌّ وَّ جِئْنَاکَ لِلنَّدَا

تجھ پر ہی ہمارا آسرا ہے اور تو ہی ہماری پناہ ہے۔ اور ہمیں دکھ پہنچا ہے اور ہم تیرے پاس بخشش کیلئے آئے ہیں۔

وَ لَکَ اٰیَاتٌ فِیْ عِبَادٍ حَمِدْتَّهُمْ وَ لَاسِیَّمَا عَبْدٍ تُسَمِّیْهِ اَحْمَدَا

تیرے کئی نشان ہیں ان بندوں میں جن کی تو نے تعریف کی ہے اور خاص کر اس بندے میں جس کا نام تو نے احمد (ﷺ) رکھا۔

لَهٗ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ غَلْیُ مِرْجَلٍ وَ فَاقَ قُلُوْبَ الْعَالَمِیْنَ تَعَبُّدَا

اپنے ربّ کی عبادت میں اس میں ہنڈیا کا سا جوش ہے اور عبودیت میں وہ تمام جہانوں کے دلوں پر فوقیت لے گیا ہے۔

وَ مِنْ وَّجْهِهٖ جَلّٰی بَعِیْدًا وَّ اَقْرَبَا وَ اَصَابَ وَابِلُهٗ تِلَاعًا وَّ جَدْجَدَا

اور اپنے مبارک چہرہ سے اس نے دور و نزدیک کو روشن کر دیا اور اس کی بارش ٹیلوں پر بھی برسی ہے اور ہموار زمین پر بھی۔

لَهٗ اٰیَتَا مُوْسٰی وَ رُوْحُ ابْنِ مَرْیَمَ وَ عِرْفَانُ اِبْرَاهِیْمَ دِیْنًا وَّ مَرْصَدَا

اُسے موسٰی کے دو معجزے اور عیسٰی بن مریم کی روح حاصل ہے اور دین اور طریقت کے لحاظ سے ابراہیم کا عرفان بھی۔

وَ کَانَ الْحِجَازُ وَ مَا سِوَاهُ کَمَیِّتٍ شَفِیْعُ الْوَرٰی اَحْیٰی وَ اَدْنَی الْمُبَعَّدَا

اور حجاز اور اس کے علاوہ دیگر ملک مُردے کی طرح تھے۔ ساری مخلوق کے شفیع نے (انہیں) زندہ کر دیا اور خدا سے دور (لوگوں) کو قریب کر دیا۔

وَ کَانَ مُکَاوَحَۃٌ وَّ فِسْقٌ شِعَارَھُمْ یُبَاھُوْنَ مِرِّیْحِیْنَ فِیْ سُبُلِ الرَّدٰی

اور بدگوئی اور فسق ان کا شعار تھا۔ وہ ہلاکت کی راہوں میں مٹک مٹک کر چلنے میں فخر کرتے تھے۔

فَلَمْ یَبْقَ مِنْھُمْ کَافِرٌ اِلَّا الَّذِیْ اَصَرَّ بِشِقْوَتِہٖ عَلٰی مَاتَعَوَّدَا

پس ان میں سے کوئی کافر باقی نہ رہا سوائے اس شخص کے جس نے اصرار کیا اپنی بدبختی سے اس بات پر جس کا وہ عادی تھا۔

﴿۴۹﴾ شَرِیْعَتُہُ الْغَرَّاءُ مَوْرٌ مُعَبَّدٌ غَیُوْرٌ فَاَحْرَقَ کُلَّ دَیْرٍ وَّ جَلْسَدَا

اس کی روشن شریعت ایک شارعِ عام ہے۔ وہ غیرت مند ہے۔ اس نے جلا ڈالا (یعنی بےاثر کر دیا) ہر دَیر اور معبد کو۔

وَاَتٰی بِصُحُفِ اللّٰہِ لَا شَکَّ اَنَّھَا کِتَابٌ کَرِیْمٌ یَرْفِدُ الْمُسْتَرْفِدَا

اور وہ اللہ کے صحیفے لایا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ ایک معزّز کتاب ہے جو طالبِ انعام کو عطیہ دیتی ہے۔

فَمَنْ جَاءَہٗ ذُلًّا لِتَعْظِیْمِ شَاْنِہٖ فَیُعْطٰی لَہٗ فِیْ حَضْرَۃِ الْقُدْسِ سُوْدَدَا

جو شخص اس کی عظمتِ شان کے اظہار کے لئے اس کے پاس نیازمندی سے آئے تو اسے دربارِ الٰہی میں سرداری دی جاتی ہے۔

فَیَا طَالِبَ الْعِرْفَانِ خُذْ ذَیْلَ شَرْعِہٖ وَ دَعْ کُلَّ مَتْبُوْعٍ بِھٰذَا الْمُقْتَدٰی

اے معرفتِ الٰہی کے طالب! اس کی شریعت کا دامن پکڑ لے اور اس پیشوا کے مقابلہ میں ہر پیشوا کو چھوڑ دے۔

یُزَکِّیْ قُلُوْبَ النَّاسِ مِنْ کُلِّ ظُلْمَۃٍ وَ مَنْ جَاءَہٗ صِدْقًا فَنَوَّرَہُ الْھُدٰی

وہ لوگوں کے دلوں کو ہر تاریکی سے پاک کر دیتا ہے اور جو بھی اسکے پاس صدق سے آئے تو اسے (اسکی) ہدایت منوّر کر دیتی ہے۔

وَ لَمَّا تَجَلّٰی نُوْرُہُ التَّامُ لِلْوَرٰی وَ لَوَّحَ وَجْہَ الْمُنْکِرِیْنَ وَ سَوَّدَا

جب اس کے کامل نور نے مخلوق پر تجلّی کی اور منکرین کے چہرے کو جھلس دیا اور سیاہ کر دیا۔

تَرَاءٰی جَمَالُ الْحَقِّ کَالشَّمْسِ فِی الضُّحٰی وَلَاحَ عَلَیْنَا وَجْھُہُ الطَّلْقُ سَرْمَدَا

تو جمالِ الٰہی اس طرح جلوہ گر ہوگیا جس طرح سورج دن کے وقت جلوہ گر ہوتا ہے اور اس کا ہمیشہ چمکنے والا چہرہ ہم پر ظاہر ہوگیا۔

وَ قَدِ اصْطَفَیْتُ بِمُھْجَتِیْ ذِکْرَ حَمْدِہٖ وَ کَافٍ لَّنَا ھٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدَا

میں نے اپنے دل و جان سے اس کی تعریف کے ذکر کو پسند کرلیا اور یہی سامان بطور زادِ راہ کے ہمارے لئے کافی ہے۔

وَ فَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی فَیْضِ نُوْرِہٖ فَاَصْبَحْتُ مِنْ فَیْضَانِ اَحْمَدَؐ اَحْمَدَا

اور میرے ربّ نے مجھے آپ کے نور کے فیض کے حوالہ کردیا تب میں احمدؐ کے فیضان سے احمد بن گیا۔

وَ ھٰذَا مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ الْمُحْسِنِ وَ مَا کَانَ مِنْ اَلْطَافِہٖ مُسْتَبْعَدَا

اور یہ سب کچھ اللہ کریم ومحسن کی طرف سے ہے اور ایسا ہونا اس کی مہربانیوں سے بعید نہ تھا۔

وَ وَاللّٰہِ ھٰذَا کُلُّہٗ مِنْ مُّحَمَّدٍؐ وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ اَنَّہٗ کَانَ مُرْشِدَا

اور اللہ کی قسم! یہ سب کچھ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیض سے ہے اور میرا ربّ خوب جانتا ہے کہ وہی مرشد ہے۔

وَ فِیْ مُھْجَتِیْ فَوْرٌ وَّ جَیْشٌ لِاَمْدَحَا سُلَالَۃَ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدَاؐ

اور میری جان میں ایک جوش اور ولولہ ہے تا میں خدائے کریم کے نوروں کے خلاصے محمد ﷺ کی تعریف کروں۔

کَرِیْمُ السَّجَایَا اَکْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّھٰی شَفِیْعُ الْبَرَایَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَ الْھُدٰی

وہ اعلیٰ خصائل والا اور علم وعقل میں اکمل ہے۔ سب مخلوق کا شفیع اور فضل و ہدایت کا منبع ہے۔

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ هَلْ تَرٰی مِنْ مُّشَاكِهٖ بِتِلْكَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ بِاَحْمَدَا

مجھ سے جھگڑا کرنے والے دیکھ! کیا تو ان نیک صفات میں احمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی مشابہ پاتا ہے۔

بَشِیْرٌ نَّذِیْرٌ اٰمِرٌ مَّانِعٌ مَّعًا حَكِیْمٌ بِحِكْمَتِهِ الْجَلِیْلَةِ یُقْتَدٰی

وہ بشیر ہے، نذیر ہے، حکم دینے والا ہے اور نہی کرنے والا ہے، وہ دانا ہے اور اپنی شاندار حکمت کی وجہ سے پیروی کیا جاتا ہے۔

هَدَی الْهَائِمِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّقَوَّمٍ وَ نَوَّرَ اَفْكَارَ الْعُقُوْلِ وَ اَیَّدَا

اس نے سرگردانوں کی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی اور اس نے عقلوں کے افکار کو منور کیا اور ان کو قوّت بخشی۔

لَهٗ طَلْعَةٌ یَجْلُو الظَّلَامَ شُعَاعُهَا ذُكَاءٌ مُّنِیْرٌ بُرْجُهٗ كَانَ بُرْجُدَا

آپ کا نورانی چہرہ ایسا ہے کہ اس کی شعاع تاریکی کو دور کر دیتی ہے۔ وہ روشن آفتاب ہے جس کا برج کمبل تھا (جسے آپ اوڑھے ہوئے تھے)۔

لَهٗ دَرَجَاتٌ لَّیْسَ فِیْهَا مُشَارِكٌ شَفِیْعٌ یُّزَكِّیْنَا وَ یُدْنِی الْمُبَعَّدَا

آپ کو ایسے درجات حاصل ہیں جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں وہ شفیع ہے۔ ہمیں پاک کرتا ہے اور دور شخص کو قریب کر دیتا ہے۔

وَ مَا هُوَ اِلَّا نَائِبُ اللّٰهِ فِی الْوَرٰی وَ فَاقَ جَمِیْعًا رَحْمَةً وَّ تَوَدُّدَا

اور وہ تو مخلوق میں صرف اللہ کا نائب ہے اور رحمت اور محبت میں وہ سب سے بڑھ گیا ہے۔

﴿۵۰﴾ تَخَیَّرَهُ الرَّحْمٰنُ مِنْ بَیْنِ خَلْقِهٖ وَ اَعْطَاهُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ النَّدٰی

خدا نے اسے اپنی خلقت کے درمیان سے چن لیا ہے اور اس کو ایسی نعمت دی ہے جو کسی کو نہیں دی گئی۔

وَ قَدْ کَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ وَجْهًا مُّسَوَّدًا فَصَارَ بِهٖ نُوْرًا مُّنِيْرًا وَّ اَغْيَدَا

اورروئے زمین تو ایک تاریک سطح تھی پس اس کے ذریعہ وہ سطح نورِ تاباں اور سرسبز ہوگئی۔

وَ اَرْسَلَهُ الْبَارِئُ بِاٰيَاتِ فَضْلِهٖ اِلٰی حِزْبِ قَوْمٍ کَانَ لُدًّا وَّمُفْسِدَا

اور اسے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے نشانوں کے ساتھ بھیجا ایسے لوگوں کے گروہ کی طرف جو سخت جھگڑالو اور مفسد تھا۔

وَ مُلْكٍ تَاَبَّطَ کُلَّ شَرٍّ قَوْمُهٗ وَ کُلٌّ تَلَا بَغْيًا اِذَا رَاحَ اَوْغَدَا

اور ایسے ملک کی طرف بھیجا جس کے باشندوں نے ہر شر کو بغل میں لے رکھا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک نے صبح وشام سرکشی کی پیروی کی تھی۔

بِلُوْبَةِ مَكَّةَ ذَاتِ حِقْفٍ عَقَنْقَلٍ بَلَادٌ تَرٰی فِيْهَا صَفِيْحًا مُّصَمَّدَا

(اسے بھیجا) مکّہ کی سنگلاخ زمین میں جو پتھریلے ٹیلوں والی تھی اور وہ ایسا علاقہ تھا کہ تُو اس میں ٹھوس چٹانیں دیکھتا ہے۔

وَ مَا کَانَ فِيْهَا مِنْ زُرُوْعٍ وَّ دَوْحَةٍ تُرَی کَالظَّلِيْمِ ثَرَاهُ اَزْعَرَ اَرْبَدَا

اور اس میں کوئی کھیتی اور درخت نہ تھے۔ اور اس کی مٹی شترمرغ کی طرح خاکستری اور سیاہی مائل اور بے آب وگیاہ نظر آتی ہے۔

تَكَنَّفَ عَقْوَةَ دَارِهٖ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَمَاعَةُ قَوْمٍ کَانَ لُدًّا وَّ مُفْسِدَا

ایک رات اس کے گھر کے قرب و جوار کا احاطہ کرلیا ایسے لوگوں کے گروہ نے جو جھگڑالو اور مفسد تھا۔

فَـادْرَکَـهٗ تَـائِیْـدُ رَبٍّ مُّهَیْـمِنٍ وَ نَـجَّاهُ عَوْنُ اللّٰهِ مِنْ صَوْلَةِ الْعِدَا

کارساز ربّ کی تائید نے اس کو پالیا اور اللہ کی مدد نے اسے دشمنوں کے حملہ سے نجات دے دی۔

تَـذَکَّـرْتُ یَـوْمًـا فِیْـهِ اُخْرِجَ سَیِّدِیْ فَـفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ مِنِّیْ بِمُنْتَدٰی

مجھے وہ دن یاد آیا جس میں میرے آقا (ﷺ) اپنے گھر سے نکالے گئے تو میری آنکھوں سے مجلس ہی میں آنسو بہ پڑے۔

اِلَـی الْـآنَ اَنْوَارٌ بِبُـرْقَةِ یَثْـرِبَ نُشَـاهِـدُ فِیْهَـا کُـلَّ یَـوْمٍ تَـجَـدُّدَا

اب تک یثرب کی پتھریلی زمین میں انوار موجود ہیں۔ ہر روز ہم ان میں جدّت کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

فَـوَجْـهُ الْـمَـدِیْـنَةِ صَـارَ مِنْـهُ مُنَوَّرًا وَ بَـارَکَ حُـرَّ الرَّمْلِ وَطْئًا وَّ قَرْدَدَا

مدینہ کا چہرہ آپ کی وجہ سے منوّر ہو گیا اور آپ نے اپنے چلنے پھرنے سے برکت دی خالص ریتلی زمین اور پتھریلی زمین کو بھی۔

حَـفَـافَیْ جَـنَـانِیْ نُوِّرَا مِنْ ضِیَـائِـهٖ فَاَصْبَحْتُ ذَافَهْمٍ سَلِیْمٍ وَّ ذَا الْهُدٰی

میرے دل کے دونوں گوشے آپ کی روشنی سے منوّر ہو گئے تب میں صاحبِ فہمِ سلیم اور ہدایت یافتہ ہو گیا۔

وَ اَرْسَـلَـنِـیْ رَبِّـیْ لِتَـائِیْـدِ دِیْـنِـهٖ فَـجِـئْـتُ لِهٰذَا الْقَرْنِ عَبْدًا مُجَدِّدَا

اور میرے ربّ نے مجھے اپنے دین کی تائید کے لئے بھیجا پس میں اس صدی کے لئے ایک عبدِ مجدّد بن کر آیا ہوں۔

لَـهٗ صُـحُبَةٌ كَـانُـوْا مَـجَـانِيْنَ حُبِّـهٖ وَ جَـعَـلُـوْا ثَرَى قَدَمَيْهِ لِلْعَيْنِ اِثْمَدَا

آپ کے کچھ صحابی تھے جو آپ کی محبت میں دیوانے تھے۔انہوں نے آپ کے دونوں قدموں کی خاک کو آنکھ کا سرمہ بنالیا۔

وَ اَرَوْا نَشَـاطًـا عِـنْـدَ كُـلِّ مُصِيْبَةٍ كَـعَـوْجَـاءِ مِـرْقَـالٍ تُوَارِىْ تَخَدُّدَا

اور ہر مصیبت کے وقت انہوں نے خوشی ظاہر کی۔ دبلی تیز رو اونٹنی کی طرح جو (تیز روی سے) دبلا پن چھپا دیتی ہے۔

وَ اِذَا مُـرَبِّيْـنَـا اَهَـابَ بِـغَـنَـمِـهٖ فَـرَاعُـوْا اِلٰى صَوْتِ الْمُهِيْبِ تَوَدُّدَا

اور جب ہمارے مربی نے اپنے گلّے کو آواز دی تو وہ پکارنے والے کی آواز کی طرف محبت سے لوٹ آئے۔

وَ كَـانَ وِصَـالُ الْـحَقِّ فِىْ نِيَّـاتِهِمْ وَ خَـطَـرَاتِهِـمْ فَـلِاَجْلِهٖ مَدُّوا الْيَدَا

اور ان کی نیّتوں میں خدا کا وصال تھا اور ان کے خیالات میں بھی۔ اسی لئے انہوں نے ہاتھ بڑھائے۔

وَ رَاَوْا حَيَـاتَ نُـفُـوْسِهِمْ فِىْ مَوْتِهِمْ فَـجَـاءُوْا بِـمَـيْـدَانِ الْـقِتَالِ تَجَلُّدَا

اورانہوں نے اپنی جانوں کی زندگی اپنی موت میں پائی سو وہ میدانِ جنگ میں دلیری سے آگئے۔

وَ جَـاشَتْ اِلَيْهِمْ مِنْ كُرُوْبٍ نُفُوْسِهِمْ وَ اَنْـذَرَهُـمْ قَـوْمٌ شَـقِـىٌّ تَهَـدُّدَا

اور دکھوں سے ان کی جانیں ابلنے لگیں اور بد بخت قوم نے انہیں دھمکی دے کر ڈرایا۔

فَـظَلُّوْا يُـنَـادُوْنَ الْـمَـنَـايَا بِصِدْقِهِمْ وَ مَـا كَـانَ مِـنْـهُـمْ مَّنْ اَبٰى اَوْ تَـرَدَّدَا ﴿۵۱﴾

وہ اپنے صدق کی وجہ سے موتوں کو پکارنے لگے اور ان میں سے کوئی نہیں تھا جس نے انکار یا تردّد کیا ہو۔

وَ فَاضَتْ لِتَطْهِيْرِ الْاُنَاسِ دِمَآئُهُمْ مِنَ الصِّدْقِ حَتّٰى اٰثَرَ الْخَلْقُ مَرْصَدَا

اورلوگوں کو پاک کرنے کے لئے ان کے خون بہ پڑے صدق کی وجہ سے۔ یہاں تک کہ خلقت نے صحیح راہ کو اختیار کرلیا۔

وَ اَحْيَوْا لَيَالِيَهُمْ مَخَافَةَ رَبِّهِمْ وَ اَذَابَهُمْ يَوْمٌ يُّشَيِّبُ ثَوْهَدَا

انہوں نے اپنے ربّ سے ڈرتے ہوئے اپنی راتوں کو زندہ کیا۔ اوران کو پگھلا ڈالا اس دن نے جو جوان کو بھی بوڑھا کر دیتا ہے۔

تَنَاهَوْا عَنِ الْاَهْوَآءِ خَوْفًا وَّخَشْيَةً وَ بَاتُوْا لِمَوْلٰهُمْ قِيَامًا وَّ سُجَّدَا

وہ خوف اور خشیتِ الٰہی سے حرص و ہوا سے رک گئے اور اپنے مولیٰ کی خاطر انہوں نے قیام اور سجدے میں راتیں گزاریں۔

تَلَقَّوْا عُلُوْمًا مِّنْ كِتَابٍ مُّقَدَّسٍ حَكِيْمٍ فَصَافَاهُمْ كَرِيْمٌ ذُوالنَّدٰى

انہوں نے کئی علم کتاب مقدّس، حکمت والی (قرآن) سے سیکھ لئے۔ خدائے کریم نے جو بخشش کرنے والا ہے ان کو دوست بنالیا۔

كَنُوْقٍ كَرَائِمَ ذَاتِ خُصَلٍ تَجَلَّدُوْا وَ تَرَبَّعُوْا كَلَأَ الْاَسِرَّةِ اَغْيَدَا

انہوں نے، مثل اچھی اونٹنیوں کے جو گپھے دار دُم والی ہوں۔ ہمّت دکھائی۔ انہوں نے وادیوں کی سرسبز گھاس پر موسم بہار گزارا

اَتَعْرِفُ قَوْمًا كَانَ مَيْتًا كَمِثْلِهِمْ نَئُوْمًا كَاَمْوَاتٍ جَهُوْلًا يَلَنْدَدَا

کیا تو ایسے لوگوں کو جانتا ہے جو ان جیسے مردہ تھے جو مُردوں کی طرح سوئے ہوئے تھے اور بہت جاہل اور جھگڑالو تھے۔

فَــاَيْـقَـظَهُـمْ هٰـذَا الـنَّبِیُّ فَـاَصْبَحُوْا مُنِيْرِيْنَ مَحْسُوْدِيْنَ فِی الْعِلْمِ وَ الْهُدٰی

سواس نبی نے ان کو بیدار کر دیا تو وہ نور دینے والے اور علم و ہدایت میں قابلِ رشک ہو گئے۔

وَ جَاءُوْا وَ نُـوْرٌ مِّـنْ وَّرَاءٍ يَّسُوْقُهُمْ اِلَيْـــهِ وَ نُـوْرٌ مِّـنْ اَمَـــامٍ مُـقَـوِّدَا

اور وہ آ گئے اس کی طرف جب کہ ایک نور ان کو پیچھے سے چلا رہا تھا اور ایک راہنمائی کرنے والا نور ان کے آگے آگے تھا۔

وَ لَـوْ كُشِفَ بَاطِنُهُمْ تَرٰی فِیْ قُلُوْبِهِمْ يَـقِيْـنًـا كَـطَبَـقَـاتِ السَّمَآءِ مُنَضَّدَا

اور اگر ان کا باطن کھولا جائے تو تُو ان کے دلوں میں پائے گا یقین کو آسمان کے طبقوں کی طرح تہہ بتہہ۔

تَــدَارَكَهُـــمْ لُـطْفُ الْاِلٰــهِ تَـفَـضُّلًا وَ زَكّٰـی بِـرُوْحٍ مِّـنْـــهُ فَضْلًا وَّ اَيَّدَا

خدا کی مہربانی نے از راہِ احسان انہیں آ لیا اور اپنے فضل سے اپنی روح القدس کے ذریعہ انہیں پاک اور موئیّد کیا۔

فَـفَـاقُوْا بِـفَـضْـلِ اللّٰهِ خَلْقَ زَمَانِهِمْ بِـعِـلْـمٍ وَّ اِيْـمَـانٍ وَّ نُوْرٍ وَّ بِالْهُدٰی

پس وہ اللہ کے فضل سے اپنے زمانے کی مخلوق پر علم و ایمان اور نور و ہدایت میں سبقت لے گئے۔

وَهٰـذَا مِـنَ الـنُّـوْرِ الَّـذِیْ هُوَ اَحْمَدُ فِدًی لَّـكَ رُوْحِیْ يَا مُحَمَّدُ سَرْمَدَا

یہ سب کچھ اس کے نور کی برکت سے تھا جو کہ احمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ میری روح اے محمّدؐ! آپ پر ہمیشہ قربان ہے۔

اُمِـرْتَ مِـنَ اللّٰهِ الَّذِیْ كَانَ مُرْشِدًا فَاَحْرَقْتَ بِدْعَاتٍ وَّ قَوَّمْتَ مَرْصَدَا

تو اس اللہ کی طرف سے مامور کیا گیا جو رُشد عطا کرنے والا ہے۔ سو تو نے بدعتوں کو مٹا ڈالا اور راستہ کو سیدھا کر دیا۔

وَ جِئْتَ لِتَنْجِیَۃِ الْاَنَامِ مِنَ الْھَوٰی فَوَاھًا لِّمُنْجِی خَلَّصَ الْخَلْقَ مِنْ رَدٰی

اور تُو مخلوق کو خواہشاتِ نفس سے نجات دینے کے لئے آیا۔ سوآفرین ہے ایسے نجات دہندہ پر جس نے خلقت کو ہلاکت سے بچالیا۔

وَ تَوَرَّمَتْ قَدَمَاکَ لِلّٰہِ قَائِمًا وَ مِثْلُکَ رَجُلًا مَا سَمِعْنَا تَعَبُّدَا

خدا کے حضور قیام میں تیرے قدم متورّم ہو گئے اور عبادت کرنے میں تیرے جیسا آدمی ہمارے سننے میں نہیں آیا۔

جَذَبْتَ اِلَی الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ بِقُوَّۃٍ وَ مَا ضَاعَتِ الدُّنْیَا اِذَا الدِّیْنُ شُیِّدَا

تُو نے سچے دین کی طرف (لوگوں کو) قوت کے ساتھ کھینچ لیا اور (ان کی) دنیا بھی ضائع نہ ہوئی جب کہ (ان کا) دین مضبوط کیا گیا۔

وَ اَرْسَلَکَ الْبَارِیْ بِاٰیَاتِ فَضْلِہٖ لِکَیْ تُنْقِذَ الْاِسْلَامَ مِنْ فِتَنِ الْعِدَا

اور خدا نے تجھے اپنے فضل کے نشانوں کے ساتھ بھیجا تا کہ تو اسلام کو دشمنوں کے فتنوں سے چھڑا لے۔

یُحِبُّ جَنَانِیْ کُلَّ اَرْضٍ وَطِئْتَھَا فَیَالَیْتَ لِیْ کَانَتْ بِلَادُکَ مَوْلِدَا

میرا دل ہر اس زمین سے محبت رکھتا ہے جس پر تو چلا۔ پس کاش تیرا ملک میری جائے پیدائش ہوتا۔

﴿۵۲﴾ وَ اَکْفَرَنِیْ قَوْمِیْ فَجِئْتُکَ لَاھِفًا وَ کَیْفَ یُکَفَّرُ مَنْ یُّوَالِیْ مُحَمَّدًا

اور میری قوم نے میری تکفیر کی تو میں تیرے پاس مظلوم ہو کر آیا۔ اور کیسے کافر قرار پا سکتا ہے وہ شخص جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھے۔

عَجِبْتُ لِشَیْخٍ فِی الْبَطَالَۃِ مُفْسِدٍ اَضَلَّ کَثِیْرًا بِالشُّرُوْرِ وَ بَعَّدَا

مجھ کو بٹالہ کے مُفسد شیخ پر تعجب ہے۔ بہتوں کو اس نے شرارتوں سے گمراہ اور (حق سے) دور کر دیا ہے۔

سَلُوْهُ يَمِيْنًا هَلْ اَتَانِیْ مُبَاهِلًا وَ قَدْ وَعَدَ جَزْمًا ثُمَّ نَكَثَ تَعَمُّدَا

اسے قسم دے کر پوچھو کیا وہ میرے پاس مباہلہ کے لئے آیا؟ حالانکہ اس نے پکا وعدہ کیا تھا پھر اس نے عمداً اسے توڑ ڈالا۔

فَخُذْ يَا اِلٰهِیْ مِثْلَ هٰذَا الْمُكَذِّبِ كَاَخْذِكَ مَنْ عَادٰی وَلِيًّا وَّ شَدَّدَا

اے میرے خدا! اس جیسے مکذب کو گرفت میں لے۔ جیسے تو گرفت میں لیتا ہے اس شخص کو جس نے ولی سے دشمنی کی اور اس پر سختی کی۔

اَضَلَّ كَثِيْرًا مِّنْ صِرَاطٍ مُّنَوَّرٍ تَبَاعَدَ مِنْ حَقٍّ صَرِيْحٍ وَ اَبْعَدَا

بہت سے لوگوں کو اس نے منوّر راستہ سے گمراہ کر دیا۔ وہ حقِ صریح سے دور رہا اور (لوگوں کو بھی) دور کیا۔

قَدِ اخْتَارَ مِنْ جَهْلٍ رِضَآءَ خَلَائِقٍ وَ كَانَ رِضَى الْبَارِیْ اَهَمَّ وَ اَوْكَدَا

اس نے نادانی سے مخلوق کی خوشنودی کو ترجیح دی حالانکہ اللہ کی رضا اہم اور زیادہ ضروری تھی۔

وَ مَا كَانَ لِیْ بُغْضٌ وَّ رَبِّیْ شَاهِدٌ وَ فِی اللّٰهِ عَادَيْنَاهُ اِذْ حَالَ مَرْصَدَا

مجھے اس سے کوئی (ذاتی) دشمنی نہ تھی اور میرا رب گواہ ہے۔ اور ہم اللہ کی خاطر ہی اس کے دشمن ہوئے جب کہ وہ (ہمارے) راستے میں روک بن گیا۔

يَسُبُّ وَمَا اَدْرِیْ عَلٰی مَا يَسُبُّنِیْ أَيُلْعَنُ مَنْ أَحْيٰی صَلَاحًا وَّ جَدَّدَا

وہ گالیاں دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کس بات پر مجھے گالیاں دیتا ہے۔ کیا ایسا آدمی بھی لعنت کیا جا سکتا ہے جس نے نیکی کو زندہ کیا اور دین کی تجدید کی؟

نَعَمْ نَشْهَدَنْ اَنَّ ابْنَ مَرْيَمَ مَيِّتٌ أَ هٰذَا مَقَالٌ يَّجْعَلُ الْبَرَّ مُلْحِدَا

ہاں! ہم ضرور گواہی دیتے ہیں کہ ابنِ مریم مر چکا ہے۔ تو کیا یہ کوئی ایسی بات ہے جو ایک نیک کو ملحد بنا دے؟

وَ هَلْ مِنْ دَلَائِلَ عِنْدَكُمْ تُؤْثِرُوْنَهَا فَاِنْ كَانَ فَاْتُوْنِیْ بِتِلْكَ تَجَلُّدَا

کیا تمہارے پاس (حیاتِ مسیح پر) کوئی ایسے دلائل ہیں جنہیں تم اختیار کررہے ہو؟ اگر کوئی ایسی دلیل ہے تو اسے دلیری سے میرے سامنے لاؤ۔

أَ نَحْنُ نُخَالِفُ سُبُلَ دِيْنِ نَبِيِّنَا وَ قَدْ ضَلَّ سَعْيًا مَنْ قَلٰى دِيْنَ اَحْمَدَا

کیا ہم اپنے نبی کے دین کی راہوں کے مخالف ہیں؟ حالانکہ وہ اپنی کوشش میں بھٹک گیا جس نے دینِ احمد سے دشمنی کی۔

سَيُكْشَفُ سِرُّ صُدُوْرِنَا وَ صُدُوْرِكُمْ بِيَوْمٍ يُّسَوِّدُ وَجْهَ مَنْ كَانَ مُفْسِدَا

جلد ہی ہمارے سینوں اور تمہارے سینوں کا راز کھل جائے گا اس دن کہ جو سیاہ کردے گا اس شخص کا چہرہ جو مُفسِد تھا۔

فَمَنْ كَانَ يَسْعَى الْيَوْمَ فِي الْاَرْضِ مُفْسِدَا فَيُحْرَقُ فِیْ يَوْمِ النُّشُوْرِ مُزَوَّدَا

جو شخص آج زمین میں مفسد ہو کر دوڑتا پھرتا ہے پس وہ قیامت کے دن زادِ (فساد) رکھنے کی وجہ سے جلایا جائے گا۔

أَ لَيْسَ تُقَاتُ اللّٰهِ فِيْكُمْ كَذَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَ لَوْمَةَ حَيِّكُمْ وَ مُفَنِّدَا

کیا اللہ کا ڈر تم میں ذرہ برابر بھی نہیں؟ کیا تم اپنے قبیلے کی ملامت کرنے والے اور کم عقل سے ڈرتے ہو؟

وَ قَدْ كَانَ رَبِّیْ قَدَّرَ الْاَمْرَ رَحْمَةً فَحُصْتُ بِاِذْنِ اللّٰهِ ثَوْبًا مُّقَدَّدَا

اور میرے ربّ نے یہ امر (اپنی) رحمت سے مقدّر کر رکھا تھا۔ پس میں نے اللہ کے اِذن سے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے کپڑے کو سی دیا ہے۔

رَأَيْتُ تَغَيُّظَكُمْ فَلَمْ آلُ حُجَّةً وَ وَطِئْتُ ذَوْقًا اَمْعَزًا مُّتَوَقِّدَا

میں نے تمہارا غصّہ دیکھا سو میں نے حجت پوری کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور میں نے پتھریلی اور بھڑکتی ہوئی زمین کو ذوق وشوق سے پامال کیا۔

وَ لَسْتُ بِذِیْ عِلْمٍ وَ لٰکِنْ اَعَانَنِیْ عَلِیْمٌ رَاٰنِیْ مُسْتَهَامًا فَاَیَّدَا

اور میں کوئی ظاہری علم والا نہیں تھا پر مجھے مدد دی ہے خدائے علیم نے۔اس نے مجھے سرگردان متلاشی دیکھا تو میری تائید کی۔

وَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ صَادِقٌ غَیْرُ مُفْتَرٍ وَ اَیَّدَنِیْ رَبِّیْ وَ مَا ضَاعَنِیْ سُدٰی

اور اللہ کی قسم! میں سچا ہوں۔مفتری نہیں ہوں۔اور میرے رب نے میری تائید کی اور مجھے یونہی ضائع نہیں کیا۔

وَ مَا قُلْتُ اِلَّا مَا اُمِرْتُ بِوَحْیِهٖ وَمَا کَانَ هَجْسٌ بَلْ سَمِعْتُ مُنَدَّدَا

اور میں نے وہی بات کہی جس کا مجھے خدا کی وحی سے حکم دیا گیا اور وہ کوئی نا قابلِ فہم دھیمی آواز نہ تھی بلکہ میں نے تو ایک پُر شوکت آواز سنی ہے۔

﴿۵۳﴾ أَ أَکْتُمُ حَقًّا کَالْمُدَاجِی الْمُخَامِرِ مَخَافَةَ قَوْمٍ لَایُرِیْدُوْنَ مَرْصَدَا

کیا میں منافق طبع حق پوش کی طرح حق کو چھپاؤں ان لوگوں سے ڈرتے ہوئے جو (سیدھا) راستہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

تَعَالٰی مَقَامِیْ فَاخْتَفٰی مِنْ عُیُوْنِهِمْ وَ رَبِّیْ یَرٰی هٰذَا الْجَنَانَ الْمُجَرَّدَا

میرا مقام تو بلند ہے اس لئے ان کی آنکھوں سے مخفی ہوگیا ہے اور میرا پروردگار اس یکتا دل کو دیکھ رہا ہے۔

وَ فِی الدِّیْنِ اَسْرَارٌ وَّ سُبُلٌ خَفِیَّةٌ یُلَاحِظُهَا مَنْ زَادَهُ اللّٰهُ فِی الْهُدٰی

اور دین میں کچھ اَسرار اور مخفی راہیں ہیں۔انہیں وہی دیکھتا ہے جسے اللہ نے ہدایت میں ترقی دی ہو۔

وَ هٰذَا عَلَى الْإِسْلَامِ اَدْهٰى مَصَائِبِ يُكَفَّرُ مَنْ جَآءَ الْاَنَامَ مُجَدِّدَا

اور یہ اسلام پر شدید ترین مصیبت ہے کہ اُس کی تکفیر کی جاتی ہے جو مخلوق کے لئے مُجدّد ہو کر آیا۔

أَ تُكْفِرُ رَجُلًا قَدْ اَنَارَ صَلَاحُهٗ وَ مِثْلُكَ جَهْلًا مَا رَاَيْتُ ضَفَنْدَدَا

کیا تو ایسے آدمی کی تکفیر کرتا ہے جس کی نیکی روشن ہے؟ اور جہالت میں تیرے جیسا احمق میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

أَ تُكْفِرُ رَجُلًا اَيَّدَ الدِّيْنَ حُجَّةً وَ دَافَ رُءُوْسَ الصَّائِلِيْنَ وَ اَرْجَدَا

کیا تو ایسے آدمی کی تکفیر کرتا ہے جس نے دلیل کے ساتھ دین کی تائید کی اور حملہ کرنے والوں کے سروں کو توڑ دیا اور کچل ڈالا۔

أَ نَحْنُ نَفِرُّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَ دِيْنِهٖ وَ يَبْدُوْ لَكُمْ آيَاتُنَا الْيَوْمَ اَوْ غَدَا

کیا ہم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے دین سے دور بھاگ سکتے ہیں جب کہ تمہارے لئے آج یا کل ہمارے نشان ظاہر ہو جائیں گے۔

وَ وَاللّٰهِ لَوْ لَا حُبُّ وَجْهِ مُحَمَّدٍ لَمَا كَانَ لِيْ حَوْلٌ لِاَمْدَحَ اَحْمَدَا

اور خدا کی قسم! اگر مجھے محمدؐ کے چہرے کی محبت نہ ہوتی تو مجھے کوئی طاقت نہ ہوتی کہ احمد کی مدح کر سکوں۔

فَفِيْ ذَاكَ اٰيَاتٌ لِّكُلِّ مُكَذِّبٍ حَرِيْصٍ عَلٰى سَبٍّ وَ اَلْوٰى كَالْعِدَا

اس میں ہر اس تکذیب کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں جو گالیاں دینے پر حریص اور دشمنوں کی طرح پیچھے پڑنے والا جھگڑالو ہے۔

وَ كَمْ مِّنْ مَّصَائِبَ لِلرَّسُوْلِ اَذُوْقُهَا وَ كَمْ مِّنْ تَكَالِيْفٍ سَئِمْتُ تَوَدُّدَا

اور بہت سی مصیبتیں ہیں کہ رسول اللہ کی خاطر مَیں انہیں چکھ رہا ہوں اور بہت سی تکلیفیں ہیں جو میں نے محبت کی وجہ سے برداشت کی ہیں۔

وَ غَـمٍّ یَّفُـوْقُ ظَـــلَامَ لَیْـلٍ مُّـظْلِمٍ وَ هَوْلٍ کَلَیْلِ السَّلْخِ یُبْدِیْ تَهَدُّدَا

اور بہت سے غم ہیں جو تاریک رات کی ظلمت سے بھی زیادہ ہیں اور بہت سی دہشتیں ہیں جو قمری مہینے کی آخری رات کی طرح ڈراونی ہیں۔

وَ ضُرٍّ کَضَرْبِ الْفَاْسِ اَصْلَتَ سَیْفَهٗ وَ خَوْفٍ کَاَصْوَاتِ الصَّرَاصِرِ قَدْ بَدَا

اور بہت سے دکھ ہیں جو کلہاڑی کی ضرب کی طرح ہیں اور انہوں نے اپنی تلوار سونت رکھی ہے اور آندھیوں کی آوازوں کی طرح بہت سے ڈر ہیں جو ظاہر ہوئے۔

فَاَسْئَمُ تِلْکَ الْمِحَنَ مِنْ ذَوْقِ مُهْجَتِیْ وَ أَسْـئَـلُ رَبِّـیْ اَنْ یَّـزِیْـدَ تَشَـدُّدَا

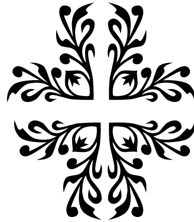
یہ سب مصیبتیں میں اپنے دلی ذوق سے سہ رہا ہوں۔اور میں اپنے رب سے طالب ہوں کہ وہ تشدّد میں اور زیادتی کرے۔

وَمَـوْتِیْ بِسُبُلِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ مِیْتَةٍ فَـاِنْ فُـزْتُهَا فَسَاُحْشَرَنْ بِالْمُقْتَدٰی

اور مصطفٰی کی راہ میں میری موت بہترین موت ہے۔اگر میں اس (موت کے حاصل کرنے) میں کامیاب ہو جاؤں تو میں ضرور اپنے پیشوا کیساتھ اٹھایا جاؤنگا۔

سَـاُدْخَـلُ مِـنْ عِشْـقِیْ بِرَوْضَةِ قَبْرِهٖ وَ مَا تَعْلَمُ هٰذَا السِّرَّ یَا تَارِکَ الْهُدٰی

میں اپنے عشق کی وجہ سے آپ کی قبر کے باغ میں داخل کیا جاؤں گا اور اے تارکِ ہدایت؟ تو اس راز کو نہیں جانتا۔



﴿۵۴﴾

القصيدة الرابعة

چوتھا قصیدہ

اَلا أَيُّهَا الْوَاشِیْ اِلَامَ تُكَذِّبُ ۔۔۔ وَ تُكْفِرُ مَنْ هُوَ مُؤْمِنٌ وَّ تُؤَنِّبُ

اے دروغ گو! تو کب تک تکذیب اور تکفیر کرتا رہے گا اس کی جو مومن ہے اور اسے دھمکی آمیز ملامت کرتا رہے گا۔

وَ اٰلَيْتُ اَنِّیْ مُسْلِمٌ ثُمَّ تُكْفِرُ ۔۔۔ فَاَيْنَ الْحَيَا اَنْتَ امْرُؤٌ اَوْ عَقْرَبُ

اور میں قسم کھا چکا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تُو پھر بھی (مجھے) کافر کہتا ہے۔حیا کہاں گئی؟ تو آدمی ہے یا بچھو۔

اَلا اِنَّنِیْ تِبْرٌ وَّ اَنْتَ مُذَهَّبٌ ۔۔۔ اَلا اِنَّنِیْ اَسَدٌ وَّ اِنَّکَ ثَعْلَبُ

سن لے! کہ میں تو خالص سونا ہوں اور تجھ پر سونے کا ملمّع کیا گیا ہے۔سن لے! کہ میں تو شیر ہوں اور تو یقیناً لومڑی ہے۔

اَلا اِنَّنِیْ فِیْ كُلِّ حَرْبٍ غَالِبٌ ۔۔۔ فَكِدْنِیْ بِمَا زَوَّرْتَ وَالْحَقُّ يَغْلِبُ

سن لے! کہ یقیناً میں ہر لڑائی میں غلبہ پانے والا ہوں سو تو اپنے جھوٹ کے ساتھ میرے متعلق تدبیر کرتا رہ اور (یاد رکھ کہ) حق ہی غالب ہوگا۔

وَ بَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَ قَالَ مُبَشِّرًا ۔۔۔ سَتَعْرِفُ يَوْمَ الْعِيْدِ وَالْعِيْدُ اَقْرَبُ

اور میرے ربّ نے مجھے بشارت دی ہے اور بشارت دیتے ہوئے کہا ہے۔تو عید کے دن کو جان لے گا اس حال میں کہ (مسلمانوں کی عام) عید (اسکے) قریب تر ہوگی۔

وَ نَعَّمَنِیْ رَبِّیْ فَکَیْفَ اَرُدُّہٗ وَ ھٰذَا عَطَاءُ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ یَعْجَبُ

اور خدا نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں اسے کیسے ردّ کر دوں۔ اور یہ تو اللہ کی عطا ہے اور لوگ (اس پر) تعجب کر رہے ہیں۔

وَ سَوْفَ تَرٰی اَنِّیْ صَدُوْقٌ مُّؤَیَّدٌ وَ لَسْتُ بِفَضْلِ اللّٰہِ مَا اَنْتَ تَحْسَبُ

اور تو جلد دیکھ لے گا کہ یقیناً میں سچا (اور) تائید یافتہ ہوں۔ اور خدا کے فضل سے میں ایسا نہیں جیسا کہ تو خیال کر رہا ہے۔

وَ یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمَانُ اَمْرِیْ فَیَنْجَلِیْ اَ ھٰذَا ظَلَامٌ اَوْ مِنَ اللّٰہِ کَوْکَبُ

اور خدا تجھ پر میرا معاملہ کھول دے گا تو ظاہر ہو جائے گا کہ یہ تاریکی ہے یا اللہ کی طرف سے روشن ستارہ ہے۔

یَرَی اللّٰہُ مَا ھُوَ مُخْتَفٍی فِیْ قُلُوْبِنَا فَیَفْضَحُ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ وَّ یُکَذِّبُ

اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ ہمارے دلوں میں مخفی ہے۔ پس رسوا ہوگا وہ جو جھوٹا ہے اور تکذیب کر رہا ہے۔

وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ مَنْ ھُوَ الشَّرُّ مَنْزِلًا وَ مَنْ ھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ بَرٌّ مُّقَرَّبُ

اور میرا رب جانتا ہے کہ مرتبہ میں کون بدترین ہے اور کون خدا کے نزدیک نیک اور مقرّب ہے۔

اِلَامَ تَرٰی زُوْرًا کَصِدْقٍ مُّمَحَّضٍ وَ تَسْتَجْلِبُ الْحَمْقٰی اِلَیْہِ وَ تَجْذِبُ

تو کب تک اپنے جھوٹ کو خالص سچائی کی طرح خیال کرتا رہے گا اور احمقوں کو اس کی طرف لانا چاہے گا اور (انہیں اس کی طرف) کھینچے گا۔

وَ قَاسَمْتَھُمْ اَنَّ الْفَتَاوٰی صَحِیْحَۃٌ وَ عَلَیْکَ وِزْرُ الْکِذْبِ اِنْ کُنْتَ تَکْذِبُ

اور تو نے ان سے قسم کھائی کہ وہ فتوے صحیح ہیں حالانکہ اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو جھوٹ کا وبال تجھ پر پڑے گا۔

وَ ھَلْ لَّکَ مِنْ عِلْمٍ وَّ نَصٍّ مُّحْکَمٍ عَلٰی کُفْرِنَا اَوْ تَخْرِصَنَّ وَ تَتْغَبُ

اور کیا تیرے پاس کوئی علمِ حقیقی اور پختہ نص ہمارے کفر پر موجود ہے یا تو ضرور اٹکل سے کام لے رہا ہے اور فساد کر رہا ہے۔

کَمِثْلِکَ اُمَمٌ قَدْ اُبِیْدُوْا بِذَنْبِھِمْ فَتَحَسَّسَنْ مِّنْ نَّبَأِھِمْ مَّا اُعْقِبُوْا

تیرے جیسی کئی قومیں اپنے گناہ کی وجہ سے ہلاک کی گئیں ہیں۔تو ان کی خبروں سے پتہ لگا کہ وہ کیسا عذاب دیئے گئے۔

اَتُغْدِفُ فِیْ حَرْبِیْ قِنَاعًا دُوْنَنَا وَ تَتْرُکُ مَا اَمَّمْتَ جُبْنًا وَّ تَھْرُبُ

کیا تو مجھ سے لڑنے میں میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیتا ہے اور تو چھوڑ دیتا ہے بزدلی سے اس امر کو جس کا تو نے قصد کیا (یعنی مباہلہ ومناظرہ) اور بھاگ جاتا ہے۔

﴿۵۵﴾

وَ مَا الْبَحْثُ اِلَّا مَا عَلِمْتَ وَ ذُقْتَہٗ وَ تِلْکَ وِھَادٌ لِّلْمَنَایَا تُقَوِّبُ

اور بحث تو وہی ہے جسے تو جانتا ہے اور چکھ چکا ہے اور یہ تو موتوں کے گڑھے ہیں جو تو کھود رہا ہے۔

وَ مَا فِیْ یَدَیْکَ بِغَیْرِ فَلْسٍ مُّذَھَّبٍ تُضِلُّ اُمَیْمًا بِالسَّرَابِ وَ تَخْلُبُ

اور تیرے ہاتھوں میں ملمّع شدہ پیسوں کے سوا کچھ نہیں۔تو نام نہاد لیڈر بن کر ایک سراب کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرتا اور دھوکہ دیتا ہے۔

وَ شَاھَدْتُّ اَنَّکَ لَسْتَ اَھْلَ مَعَارِفٍ وَ تَلْھُوْ وَ تَھْذِیْ کَالسُّکَارٰی وَ تَلْعَبُ

اور میں دیکھ چکا ہوں کہ تو صاحبِ معرفت نہیں ہے اور لہو ولعب میں مبتلا اور نشہ والوں کی طرح بکواس کر رہا ہے۔

مَتٰی نُبْدِ اَخْلَاقًا فَتُبْدِ ذَمِیْمَۃً وَ تَتْرُکُ مَا ھُوَ مُسْتَطَابٌ وَّ اَطْیَبُ

جب ہم اخلاق ظاہر کرتے ہیں تو تُو بدخلقی ظاہر کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے اس شَے کو جو پاک اور ستھری ہے۔

وَ عَادَیْتَنِیْ وَ طَوَیْتَ کَشْحًا عَلَی الْاَذٰی وَ رَمَیْتَ حِقْدًا کُلَّمَا کُنْتَ تَجْعَبُ
اور تو نے مجھ سے عداوت کی اور دکھ دینے پر مستعد ہو گیا اور تو کینے سے پھینک چکا ہے وہ سب تیر جو تُو ترکش میں رکھتا تھا۔

وَ کُنْتَ تَقُوْلُ سَاَغْلِبَنَّ بِحُجَّتِیْ وَ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ اَنَّکَ الْیَوْمَ تُغْلَبُ
اورتو کہتا تھا کہ میں حجت سے ضرور غالب آ جاؤں گا اور تو نہیں جانتا تھا کہ آج تُو مغلوب ہوگا۔

وَ لَسْتُ بِعَادٍ مُّسْرِفٍ بَلْ اِنَّنِیْ عَرُوْفٌ عَلٰی اِیْذَائِکُمْ اَتَحَبَّبُ
اور میں حد سے گذرنے والا مسرف نہیں ہوں۔ بہت نیک سلوک کرنے والا ہوں۔ تمہارے دکھ دینے پر بھی محبت رکھتا ہوں۔

وَ اِنِّیْ اَمَامَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ وَ یَنْظُرُ رَبِّیْ کُلَّمَا ھُوَ اَکْسِبُ
اور میں ہر گھڑی خدا کے سامنے ہوں اور جو کچھ میں کر رہا ہوں میرا ربّ اسے دیکھ رہا ہے۔

فَاِنْ کُنْتَ عَادَیْتَ الْخَبِیْثَ تَدَیُّنًا فَتُکْرَمُ عِنْدَ مَلِیْکِنَا وَ تُقَرَّبُ
اگر تو دیانتداری سے خبیث (چیز) سے عدوات رکھ رہا ہے تو تُو ہمارے مالک کے سامنے عزّت پائے گا اور مقرّب ہوگا۔

وَ اِنْ کُنْتَ قَدْ جَاوَزْتَ حَدَّ تَوَرُّعٍ وَ قَفَوْتَ مَالَمْ تَعْلَمَنَّ فَتُعْتَبُ
اور اگر تو ایسا ہے کہ پرہیز گاری کی حد سے تجاوز کر چکا ہے اور تو اس چیز کے پیچھے پڑ گیا ہے جسے تو نہیں جانتا۔ تو تُو مَعْتُوب ہوگا۔

فَسَوْفَ تَرٰی فِیْ ھٰذِہٖ ضَرْبَ ذِلَّۃٍ وَ یَوْمُ نَکَالِ اللّٰہِ اَخْزٰی وَ اَعْطَبُ
تو جلد اسی دنیا میں ذلّت کی مار دیکھ لے گا اور اللہ کے عذاب کا دن تو بہت رسوا کرنے والا اور بہت ہی مہلک ہے۔

وَ مَنْ کَانَ لَاعِنَ مُؤْمِنٍ مُّتَعَمِّدًا فَعَلَیْہِ ذِلَّۃُ لَعْنَۃٍ لَّا تَنْکُبُ
اور جو شخص مومن کو عمداً لعنت کرنے والا ہو۔ پس اس پر لعنت کی ذلت پڑے گی جو نہیں ہٹے گی۔

أَتَـأْمُـرُ بِـالتَّـقْـوٰی وَ تَـفْعَلُ ضِدَّہٗ وَ تَنْکُثُ عَھْـدًا بَعْدَ عَھْدٍ وَّ تَھْرُبُ

کیا تو تقویٰ کا حکم دیتا ہے اور خود تُو اس کے مخالف عمل کرتا ہے اور عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑ دیتا ہے اور بھاگ جاتا ہے۔

وَ لِیْ لَکَ فِیْ اَعْشَـارِ قَلْبِیْ لَوْعَۃٌ فَـکَـفِّرْ وَ کَذِّبْ اِنَّنِیْ لَسْتُ اَغْضَبُ

اور میرا حال تو یہ ہے کہ میرے دل کے گوشوں میں تیری محبت کی جلن رچی ہوئی ہے پس تو تکفیر کر اور تکذیب کرتا رہ۔ یقیناً میں غضب میں نہیں آؤں گا۔

أَلَا اَیُّھَـا الشَّیْـخُ اتَّـقِ اللّٰـہَ الَّـذِیْ یَھُـدُّ عَـمَـارَاتِ الْھَـوٰی وَ یُخَـرِّبُ

سن اے شیخ! اس اللہ سے ڈر جو حرص وہوا کی عمارتوں کو ڈھادیتا اور ویران کر دیتا ہے۔

اِذَا مَـا تَـوَقَّـدَ قَھْـرُہٗ یُھْلِکُ الْوَرٰی فَـمَـا حِیْـصَ مِنْ اِبْنِ حُسَامٍ یَعْضِبُ

جب اس کا قہر بھڑکتا ہے تو مخلوق کو ہلاک کر دیتا ہے پس نہیں بچایا گیا اس سے کوئی تیز دھار تلوار کا دھنی بھی۔

أَتَعْـوِیْ کَـمِثْـلِ الـذِّئْبِ وَاللّٰہِ اِنَّنِیْ اَرَاکَ کَـاَنَّکَ اَرْنَـبٌ اَوْ ثَعْلَبُ

کیا تو بھیڑیئے کی طرح آواز نکالتا ہے۔ بخدا میں تجھ کو پاتا ہوں گویا کہ تو خرگوش ہے یا لومڑی۔

وَ مَا اِنْ اَرٰی فِیْ خَیْطِ کَبْدِکَ قُوَّۃً وَ یُصْـلِـحُ رَبِّـیْ مَـا تَھُدُّ وَ تَشْغَبُ

اور میں تیرے جگر کے عصبے میں کوئی قوّت نہیں پاتا اور میرا ربّ درست کر دے گا اس عمارت کو جسے تو گرانا چاہتا ہے اور پھر اشتعال پیدا کرتا ہے۔

أَلَـمْ تَعْـرِفَـنْ رُؤْیَایَ کَیْفَ تَحَقَّقَتْ وَ اَصْـدَقُ رُؤْیَـا مُـؤْمِـنٌ لَّا یُکَذَّبُ

کیا تو نے نہیں جانا کہ میری خواب کیسی سچی ہوئی اور جس کی خوابیں سچی ہوں وہ مومن ہوتا ہے (اور) جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

﴿۵۶﴾ وَ یَاْتِیْکَ مِـنْ آثَـارِ صِـدْقِیْ بِکَثْرَۃٍ فَـلْیَـرْقَبَـنْ اَوْقَـاتَھَـا الْـمُتَـرَقِّبُ

اور میری سچائی کے آثار کثرت سے تیرے پاس آئیں گے پس چاہیئے کہ انتظار کرنے والا ضرور اس کے وقتوں کا انتظار کرے۔

فَـاِنْ کُـنْـتُ کَـذَّابًـا فَـاَنْـتَ مُنَعَّمٌ وَ اِنْ کُـنْـتُ صِدِّیْقًا فَسَوْفَ تُعَذَّبُ

سو اگر میں کذّاب ہوں تو تُو انعام پائے گا اور اگر میں سچا ہوں تو تُو ضرور عذاب دیا جائے گا۔

اَ تُـکْـفِـرُنِیْ فِیْ اَمْرِ عِیْسٰی تَجَاسُرًا وَ کَـذَّبْـتَـنِیْ خِطْأً وَّ لَسْـتَ تُصَوِّبُ

کیا تو عیسیٰ کے معاملہ میں جسارت سے میری تکفیر کرتا ہے۔ اور تو نے غلطی سے میری تکذیب کی ہے اور تو درست راہ پر نہیں۔

تُـوُفِّـیَ عِیْسٰـی هٰـکَـذَا قَـالَ رَبُّنَـا صَـرِیْـحًـا فَـصَـدَّقْـنَـا وَ لَا نَتَرَیَّبُ

عیسیٰ تو وفات پا گیا ہے۔ اسی طرح ہمارے ربّ نے صراحت سے کہا ہے سو ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور شک نہیں کرتے۔

وَ کَیْفَ نُـکَـذِّبُ آیَةً هِـیَ قَـوْلُـهٗ وَ تَـصْـدِیْـقُ کَـلِـمَـتِـهٖ اَهَمُّ وَ اَوْجَبُ

اور کیسے جھٹلا سکتے ہیں ہم اس آیت کو جو خدائی قول ہے اور خدا کی باتوں کی تصدیق تو بہت ہی ضروری اور بہت ہی واجب ہے۔

نَهٰی خَـالِـقِـیْ اَنْ نُـحْیِیَنَّ ابْنَ مَرْیَمَ وَ تِلْکَ الَّتِیْ کَفَّرْتَ مِنْهَا وَ تَنْصَبُ

میرے خالق نے منع کر دیا ہے کہ ہم ابنِ مریم کو زندہ قرار دیں۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس کی وجہ سے تو نے تکفیر کی ہے؛ اور تو یونہی مشقت اٹھا رہا ہے۔

وَ لَـمْ یَبْـقَ لِـیْ فِـیْ مَـوْتِـهٖ رِیْحُ رِیْبَةٍ لِـمَـا اَلْهَمَنِیْ مَلِکٌ صَدُوْقٌ مُّئَوِّبُ

اور میرے لئے تو اس کی موت میں شک کی بُو تک باقی نہیں رہی اس وجہ سے کہ مجھے الہام کیا ہے سچے بادشاہ نے جو متوجہ ہونے والا ہے۔

اَ قُـوْلُ وَ لَا اَخْشٰـی فَـاِنِّـیْ مَثِیْـلُـهٗ وَ لَوْ عِنْدَ هٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّیْفِ اُضْرَبُ

میں کہتا ہوں اور ڈرتا نہیں کہ بے شک میں اس کا مثیل ہوں خواہ یہ بات کہنے پر مجھے تلوار سے بھی مار دیا جائے۔

وَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ جِئْتُ حِیْنَ مَجِیْئِہٖ وَ ھُوَ فَارِسٌ حَقًّا وَّ اِنِّیْ مُحْقِبُ

اورخدا کی قسم! میں آیا ہوں اس کی آمد کے وقت پر۔ سوار تو وہ یقیناً ہے لیکن میں اسے اپنے پیچھے سوار کر کے لایا ہوں۔

وَ قَدْ جَاءَ فِی الْقُرْآنِ ذِکْرُ وَفَاتِہٖ وَ مَا جَاءَ فِیْہِ ھُوَ الَّذِیْ ھُوَ اَصْوَبُ

اورقرآن میں اس کی وفات کا ذکر آ چکا ہے اور جو کچھ اس میں آیا ہے وہی زیادہ صحیح ہے۔

وَ لَوْ کَانَ فِی الْقُرْآنِ اَمْرٌ خِلَافُہٗ لَآثَرْتُہٗ دِیْنًا وَّ لَا اَتَجَنَّبُ

اور اگر قرآن میں اس کے برخلاف کوئی امر ہوتا تو میں دین کے طور پر اسے ہی اختیار کرتا اور اجتناب نہ کرتا۔

وَ لٰکِنْ کِتَابُ اللّٰہِ یَشْھَدُ اَنَّہٗ تَنَاوَلَ مِنْ کَاْسِ الْمَنَایَا فَتَعْجَبُ

لیکن اللہ کی کتاب یہ گواہی دیتی ہے کہ یقیناً وہ موتوں کا پیالہ پی چکا ہے۔ پھر بھی تو حیران ہو رہا ہے۔

اَمِنْ غَیْرِ مَنْبَعِ ھَدْیِہٖ نَطْلُبُ الْھُدٰی وَ کُلٌّ مِّنَ الْفُرْقَانِ یُعْطٰی وَ یُوْھَبُ

کیا ہم اس کی ہدایت کے چشمے کے سوا ہدایت طلب کریں حالانکہ ہر ایک شخص کو (ہدایت) قرآن کریم سے ہی دی اور بخشی جاتی ہے۔

فَنُؤْمِنُ بِاللّٰہِ الْکَرِیْمِ وَ کُتْبِہٖ فَاَیْنَ بِحِقْدِکَ یَا مُکَفِّرُ تَذْھَبُ

پس ہم خدائے کریم اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ پس اے مکفّر! تو اپنے کینے کے ساتھ کدھر جا رہا ہے؟

وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ کُلَّمَا فِیْ عَیْبَتِیْ عَلِیْمٌ فَلَا یَخْفٰی عَلَیْہِ مُغَیَّبُ

اور میرا رب جانتا ہے جو کچھ میرے صندوقِ سینہ میں ہے۔ وہ بہت جاننے والا ہے۔ سو اس پر کوئی امرِ غیب مخفی نہیں۔

وَ ھٰذَا ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ رَبُّنَا فَاِنْ کُنْتَ تَرْغَبُ عَنْ ھُدًی لَا نَرْغَبُ

اور یہ اس اللہ کی ہدایت ہے جو ہمارا ربّ ہے سو اگر تو ہدایت سے اعراض کرتا ہے تو ہم تو اعراض نہیں کریں گے۔

وَ اِنَّ سِرَاجِیْ قَوْلُہٗ وَ کِتَابُہٗ فَاِنْ اَعْصِہٖ فَسَنَاہُ مِنْ اَیْنَ اَطْلُبُ

اور میرا چراغ تو اس کا فرمودہ اور اس کی کتاب ہے اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اس کی روشنی کہاں سے طلب کروں۔

وَ اِنَّ کِتَابَ اللّٰہِ بَحْرُ مَعَارِفٍ وَ نَجِدَنَّ فِیْہِ عُیُوْنَ مَانَسْتَعْذِبُ

اور بے شک اللہ کی کتاب تو معارف کا سمندر ہے اور ہم اس میں ضرور ایسے چشمے پاتے ہیں جنہیں ہم شیریں پاتے ہیں۔

وَ کَمْ مِّنْ نِّکَاتٍ مِثْلَ غِیْدٍ تَمَتَّعَتْ بِھَا مُھْجَتِیْ مِنْ ھَدْیِ رَبِّیْ فَجَرِّبُوْا

اور بہت سے نکتے نازک اندام دلرباؤں کی طرح ہیں کہ ان سے میری جان اپنے ربّ کی رہنمائی سے لطف اندوز ہوئی۔ پس تم بھی تجربہ کرو۔

اِذَا مَا نَظَرْتُ اِلٰی ضِیَاءِ جَمَالِہٖ فَاِذَا الْجَمَالُ عَلٰی سَنَا الْبَرْقِ یَغْلِبُ ﴿۵۷﴾

جب میں نے اس کے جمال کی روشنی کو دیکھا تو ناگاہ اس کا حسن بجلی کی روشنی پر بھی غالب آ رہا تھا۔

رَأَیْتُ بِنُوْرٍ نُوْرَہٗ فَتَبَیَّنَتْ عَلَیَّ حَقَائِقُہٗ فَفِیْھَا اُقَلَّبُ

میں نے نورِ (بصیرت) کے ذریعہ قرآن کا نور دیکھا تو ظاہر ہو گئے مجھ پر اس کے حقائق اور انہی پر میں غور کرتا رہتا ہوں۔

یَصُدُّ عَنِ الطَّغْوٰی وَ یَھْدِیْ اِلَی التُّقٰی خَفِیْرٌ اِلٰی طُرَقِ السَّلَامَۃِ یَجْلِبُ

وہ سرکشی سے روکتا ہے اور تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وہ پناہ دینے والا ہے (اور) سلامتی کی راہوں کی طرف کھینچتا ہے۔

یَجُرُّ اِلَی الْعُلْیَا وَ جَاءَ مِنَ الْعُلٰی کَمَا هُوَ اَمْرٌ ظَاهِرٌ لَیْسَ یُحْجَبُ
وہ بلندی کی طرف کھینچتا ہے اور بلندی سے آیا ہے جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے پردہ میں نہیں۔
وَ سِرٌّ لَطِیْفٌ فِیْ هُدَاهُ وَ نُکْتَةٌ کَنَجْمٍ بَعِیْدٍ نُوْرُهَا تَتَغَیَّبُ
وہ اپنی ہدایت میں ایک لطیف بھید اور ایک نکتہ ہے دور کے ستارے کی طرح جس کا نور چھپا رہتا ہے۔
وَ مَنْ یَّاْتِهٖ یُقْبَلْ وَ مَنْ یُهْدَ قَلْبُهٗ اِلٰی مَأْمَنِ الْفُرْقَانِ لَا یَتَذَبْذَبُ
اور جو اس کے پاس آتا ہے قبول کیا جاتا ہے اور جس کے دل کی رہنمائی کی جائے وہ فرقان کی امن گاہ کی طرف (آنے میں) مذبذب نہیں ہوتا۔
یُضِیْءُ الْقُلُوْبَ وَیَدْفَعَنَّ ظَلَامَهَا وَ یَشْفِی الصُّدُوْرَ سَوَادُهٗ وَ یُهَذِّبُ
وہ دلوں کو روشن کرتا اور ان کی تاریکیوں کو دور کرتا ہے اور اس کی تحریر سینوں کو شفا دیتی ہے اور مہذّب کرتی ہے۔
فَقُلْتُ لَهٗ لَمَّا شَرِبْتُ زُلَالَهٗ فِدًی لَّکَ رُوْحِیْ اَنْتَ عَیْنِیْ وَ مَشْرَبُ
پس میں نے قرآن سے کہا جب میں نے اس کا شیریں اور صاف پانی پیا۔ تجھ پر میری جان قربان ہو کہ تُو میرا چشمہ اور گھاٹ ہے۔
وَ کَمْ مِّنْ عَمِیْنٍ قَدْ کَشَفْتَ غِطَاءَ هُمْ وَ نَجَّیْتَهُمْ عَمَّا یُعَفِّیْ وَ یَشْغَبُ
اور بہت سے اندھے ہیں جن کا پردہ تو نے ہٹا دیا۔ اور انہیں اس چیز سے تو نے نجات دی جو مٹا دیتی ہے اور فتنہ اٹھاتی ہے۔
اَلَا رُبَّ خَصْمٍ خَاضَ فِیْهِ عَدَاوَةً فَاَلْهَاهُ عَنْ خَوْضٍ سَنَاهُ الْمُؤَنِّبُ
سنو! بہت سے دشمن ہیں جنہوں نے عداوت سے اس میں نازیبا بحث کی۔ برائی سے نفرت دلانے والی اس کی روشنی نے انہیں نازیبا بحث سے ہٹا دیا۔

وَ اِنْ یَّفْتَحَنْ عَیْنَیْکَ وَھَّابُ الْھُدٰی فَکَاَیِّنْ تَرٰی مِنْ سِرِّہٖ لَکَ مُعْجِبُ

اور ہدایت کا عطا کرنے والا اگر تیری دونوں آنکھوں کو کھول دے تو تُو اس کے کس قدر بھید دیکھے گا جو تیرے لئے عجیب ہونگے۔

وَ اَنّٰی لِعَقْلِ النَّاسِ نُوْرٌ کَنُوْرِہٖ وَ اِنَّ النُّھٰی بِبَیَانِہٖ یَتَھَذَّبُ

لوگوں کی عقل میں اس جیسا نور کہاں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عقلیں تو اس کے بیان سے ہی سنورتی ہیں۔

وَ وَاللّٰہِ یَجْرِیْ تَحْتَہٗ نَھْرُ الْھُدٰی وَ مَنْ اَکْثَرَ الْاِمْعَانَ فِیْہِ فَیَشْرَبُ

اور خدا کی قسم! اس کے نیچے تو ہدایت کی نہر بہتی ہے اور جو اس کی گہرائی میں بار بار جائے وہ (اس سے) پیئے گا۔

وَ مَنْ یُّمْعِنِ الْاَنْظَارَ فِیْ اَلْفَاظِہٖ فَاِلٰی سَنَاہُ التَّامِ یَصْبُ وَ یُسْحَبُ

اور جو اس کے الفاظ میں گہری نگاہیں ڈالے گا تو وہ اس کی کامل روشنی کی طرف مائل ہو گا اور کھینچا جائے گا۔

وَ مَنْ یَّطْلُبِ الْخَیْرَاتِ فِیْہِ یَنَلْنَہٗ وَ یَرَی الْیَقِیْنَ التَّامَ وَالشَّکُّ یَھْرُبُ

جو اس (قرآن) میں نیک باتوں کا طالب ہو وہ اس کو مل جائیں گی اور وہ پورا یقین پالے گا اس حال میں کہ شک بھاگ جائے گا۔

وَ مَنْ یَّطْلُبَنْ سُبُلَ الْھُدٰی فِیْ غَیْرِہٖ یَکُنْ سَعْیُہٗ لَعْنًا عَلَیْہِ فَیُعْطَبُ

اور جو اس کے غیر میں ہدایت کی راہیں تلاش کرے گا۔ اس کی کوشش اس پر لعنت بن جائے گی اور وہ ہلاک کیا جائیگا۔

وَ مَنْ یَّعْصِ فُرْقَانًا کَرِیْمًا فَاِنَّہٗ یُطِعِ السَّعِیْرَ وَ فِی الْجَحِیْمِ یُقَلَّبُ

اور جو قرآن کریم کی نافرمانی کرے تو وہ جہنم کی راہ پر چلتا ہے اور جہنم میں ہی پلٹ دیا جائے گا۔

وَ مَا الْعَقْلُ اِلَّا خَبْطُ عَشْوَاءَ مَایُصِبْ یَجِدْہُ وَمَا یُخْطِیْ فَیَھْذِیْ وَ یَلْغَبُ

اور عقل تو صرف کم نظر والی اونٹنی کی طرح ٹلک ٹوئے کھاتی ہے۔جس میں وہ درست ہوا سے پا لیتی ہے اور جس میں وہ غلطی کرتی ہے تو وہ بکتی اور تھکتی رہتی ہے۔

وَ مَھْمَا تَکُنْ مِنْ عَیْنِ مَاءٍ بَارِدٍ تَرَاہُ حَثِیْثًا عَیْنُ صَادٍ فَیَشْرَبُ

اور جہاں کہیں ٹھنڈے پانی کا چشمہ موجود ہواس کو جلدی سے پیاسے کی آنکھ پا لیتی ہے پس وہ پی لیتا ہے۔

﴿۵۸﴾

وَ قَدْ جِئْتُ بِالْمَاءِ الْمَعِیْنِ وَعَذْبِہٖ فَاَیْنَ النُّھٰی لَا تَشْرَبَنْ وَ تُثَرَّبُ

اور میں تو خالص اور میٹھا پانی لایا ہوں پس عقلیں کہاں گئیں کہ تو پیتا نہیں اور مورَدِ ملامت ہو رہا ہے۔

وَ سَوْفَ یُرِیْکَ اللّٰہُ نُوْرَ تَطَھُّرِیْ وَ یُرِیْکَ مَنْ مِّنَّا صَدُوْقٌ وَّ طَیِّبُ

اور جلد ہی خدا تجھے میری طہارت کا نور دکھا دے گا کہ کون ہم میں سے بہت سچا اور پاک ہے۔

خَفِ اللّٰہَ عِنْدَالطَّعْنِ فِیْ اَوْلِیَآئِہٖ اُولٰئِکَ قَوْمٌ مَّنْ قَلَاھُمْ فَیُشْجَبُ

اس کے اولیاء پر طعن کرتے وقت اللہ سے ڈر۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان سے دشمنی کی تو وہ ہلاک کیا جائے گا۔

تَعَالَ وَ تُبْ مِمَّا صَنَعْتَ فَاِنَّنِیْ اُصَانِعُ مَنْ یَّتَلَقَّ حُبًّا وَّ اَصْحَبُ

تو آ اور توبہ کر اس سے جو کچھ تو نے کیا ہے کیونکہ میں تو اس سے نیکی کرتا ہوں جو محبت سے پیش آئے اور اس کا دوست بن جاتا ہوں۔

وَ لَسْتُ مُدَعْثِرَ مَنْ جَفَا بَلْ اِنَّنِیْ عَرُوْفٌ عَلٰی اِیْذَائِکُمْ اَتَحَبَّبُ

اور نہیں ہوں میں پامال کرنے والا اس کو جس نے ظلم کیا بلکہ یقیناً میں تو بہت نیکی کرنے والا ہوں اور تمہارے ایذاء دینے پر بھی محبت رکھتا ہوں۔

وَ فِی السِّلْمِ وَالْاِسْلَامِ اِنِّیْ سَابِقٌ وَاِذَا تَرَامَیْتُمْ فَسَهْمِیْ مُثَقِّبُ

صلح اور سلامتی میں یقیناً مَیں پہل کرنے والا ہوں اور جب تم تیر چلاؤ تو میرا تیر چھید دینے والا ہے۔

وَاِذَا تَضَارَبْتُمْ فَسَیْفِیْ قَاطِعٌ وَاِذَا تَطَاعَنْتُمْ فَرُمْحِیْ مُذَرَّبُ

اور جب تم شمشیرزنی کروتو میری تلوار قاطع ہےاور جب تم نیزہ زنی کروتو میرا نیزہ بھی تیز ہے۔

وَ اِنَّ الْمُزَوِّرَ لَا یُنَجِّیْهِ مَکْرُهٗ وَ اِنْ یَّخْفَ فِیْ غَارٍ عَمِیْقٍ فَیُتْغَبُ

مکّار کو اس کا مکر بچا نہیں سکتا اور اگر چہ وہ گہرے غار میں بھی مخفی ہو جائے تو بھی وہ ہلاک کیا جائے گا۔

تَذَکَّرْ نَصِیْحَةَ غَزْنَوِیٍّ صَالِحٍ وَعَلَیْکَ سُبُلَ الرِّفْقِ وَالرِّفْقُ اَعْذَبُ

صالح غزنوی (مولوی عبداللہ صاحب) کی نصیحت کو یاد کر اور نرمی کی راہوں کو لازم پکڑ اور نرمی ہی بہت شیریں ہوتی ہے۔

وَ کَمْ مِّنْ اُمُوْرِ الْحَقِّ قَلَّبْتَ جُرْأَةً فَسَوْفَ تَرٰی یَوْمًا اِلٰی مَا تُقَلَّبُ

اور بہت سی سچی باتوں کو تو نے جرأت سے الٹ پلٹ کیا سوضرورتو ایک دن دیکھ لے گا کہ تُو کس چیز کی طرف پلٹایا جا رہا ہے۔

وَ اِنْ کُنْتَ ذِیْ عِلْمٍ فَاَرِنِیْ کَمَالَهٗ وَ مَا یَنْفَعَنْ بَعْدَ الْغَزَاةِ تَصَیُّبُ

اور اگر تو صاحبِ علم ہے تو مجھے تُو اس کا کمال دکھا اور لڑائی کے بعد ہتھیاروں کا درست کرنا کوئی نفع نہیں دے گا۔

وَ اِنِّیْ عَلٰی عِلْمٍ وَّ زِدْتُّ بَصِیْرَةً مِّنَ اللّٰهِ فِیْ اَمْرِیْ وَ اَنْتَ مُکَذِّبُ

اور میں علم پر قائم ہوں اور اپنے معاملہ میں اللہ کی طرف سے بصیرت میں بڑھ گیا ہوں اور تو تکذیب کر رہا ہے۔

خَفِ اللّٰہَ حَزْمًا یَا ابْنَ مَرْءٍ اَحَبَّنِیْ فَدَعْ مَا یُلَازِمُہٗ عَدُوٌّ مُّخَیَّبُ

از راہِ دانائی اللہ سے ڈر۔ اَے اس شخص کے بیٹے! جو مجھ سے پیار کرتا تھا اور چھوڑ دے اس بات کو جس کو نامراد دشمن اختیار کرتا ہے۔

وَ مَا یَمْنَعَنَّکَ مِنْ رُجُوْعٍ وَّ تَوْبَۃً اَٰ اِ لَیْتَ جَھْلًا حِلْفَۃً فَتُثَرَّبُ

اور کون سی چیز تجھے رجوع اور توبہ سے روک رہی ہے؟ آیا تُو نے نادانی سے قسم کھا رکھی ہے (اگر ایسا ہے تو) تُو ملامت کیا جائے گا۔

وَ اِنْ کُنْتَ ذَا عُسْرٍ وَّ ضَمْرٍ مُّعَیَّلًا فَاِنْ شَآءَ رَبِّیْ تُرْزَقَنَّ فَتُحْظَبُ

اور اگر تو تنگدست اور لاغر عیال دار ہے تو اگر میرا رب چاہے تو تجھے رزق دے اور تو سیر ہو جائے گا۔

وَ وَاللّٰہِ اِنَّ شِقَاکَ ھَیَّجَ لِی الْبُکَا لَدٰی عَیْنِ اِحْیَآءٍ تَمُوْتُ وَ تُتْعَبُ

اور خدا کی قسم! تیری شقاوت نے مجھ میں آہ وبُکا کا جوش پیدا کر دیا ہے۔ تُو زندگی دینے والے چشمے کے پاس مر رہا اور ہلاک ہو رہا ہے۔

اَلَا تَعْرِفَنْ قِصَصَ الَّذِیْنَ تَمَرَّدُوْا فَمَالَکَ تَدْرِیْ سَمَّ ذَنْبٍ وَّ تُذْنِبُ

کیا تو ان لوگوں کے واقعات نہیں جانتا جنہوں نے سرکشی اختیار کی۔ پس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو گناہ کے زہر کو تو جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

اَتُدَامُ بَیْنَ الْاَقْرَبِیْنَ کَبَاطِرٍ وَ اِنَّ غَدَاۃَ الْبَیْنِ اَدْنٰی وَ اَقْرَبُ

کیا تو ہمیشہ اپنے قریبیوں میں اترانے والے کی طرح ہی بنا رہے گا حالانکہ جدائی کی صبح بہت نزدیک اور بہت ہی قریب ہے۔

وَمِثْلُکَ جَافٍ قَدْ خَلَا وَ مُکَذِّبُ فَاَبَادَھُمْ رَبٌّ قَدِیْرٌ مُّعَذِّبُ

اور تیرے جیسے بہت سے ظالم گزر چکے ہیں اور مکذّب بھی۔ سو ہلاک کر دیا ان کو ربّ قدیر عذاب دینے والے نے۔

﴿۵۹﴾ سَیَسْلُبُ مِنْکَ الضُّعْفُ وَالشَّیْبُ قُوَّۃً وَ مَا اِنْ اَرٰی عَنْکَ الْغَوَایَۃُ تُسْلَبُ

عنقریب تجھ سے ضعف اور بڑھاپا قوت چھین لے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ گمراہی تجھ سے چھینی جائے گی۔

فَاَکْفِرْ وَ کَذِّبْ اَیُّھَا الشَّیْخُ دَائِمًا وَ اِنِّیْ بِفَضْلِ اللّٰہِ رَجُلٌ مُّھَذَّبُ

پس اے شیخ! تو ہمیشہ کافر کہتا اور تکذیب کرتا رہ اور مَیں تو اللہ کے فضل سے ایک شائستہ مزاج آدمی ہوں۔

وَ اَلْھَمَنِیْ رَبِّیْ وَ اَعْطٰی مَعَارِفًا فَبِنُوْرِہِ الْاَجْلٰی اِلَی الْحَقِّ اَنْدُبُ

اورمیرے رب نے مجھے الہام کیا ہےاورمعارف عطا کئے ہیں۔سواسی کے روشن نور سے میں حق کی طرف زور سے دعوت دے رہا ہوں۔

اَتَغْفُلُ مِنْ قَھْرِ الْحَسِیْبِ وَاَخْذِہٖ وَ تُذْعِرُنَا مِنْ جَوْرِ خَلْقٍ وَّتُرْعِبُ

کیا تو محاسبہ کرنے والے خدا کے قہر اور گرفت سے غافل ہے اور تو ہم کومخلوق کے ظلم سے ڈراتا اور مرعوب کرنا چاہتا ہے؟

نَجَاتُکَ مِنْ جَذْبَاتِ نَفْسِکَ مُشْکِلٌ یُزِلُّ الْغُلَامَ الْخَفِرَ بَکْرٌ ھَوْزَبُ

تیرا اپنے جذباتِ نفس سے نجات پانا مشکل بات ہے۔شرمیلے (ناتجربہ کار) لڑکے کو تیز رو اونٹ پھسلا کر گرا دیتا ہے۔

اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُنَا فَیُظْھِرُ خَبْأَنَا عَلَی الْأَشْقِیَاءِ وَکُلُّ أَمْرٍ مُّرَتَّبُ

اللہ کی طرف ہماری بازگشت ہے وہ ہمارے پوشیدہ راز کو اشقیاء پر ظاہر کردے گا اور ہر کام کے لئے ایک ترتیب ہے۔

فَقَدْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَ ھُمْ فَسَوْفَ یُرِیْھِمْ رَبُّنَا مَا کَذَّبُوْا

سوانہوں نے سچ کوجھٹلا دیا ہے جب وہ ان کے پاس آیا سوضرور انہیں دکھا دے گا ہمارا ربّ کہ انہوں نے کس چیز کوجھٹلایا ہے۔

وَ قَدْ کُذِّبَتْ قَبْلِیْ عِبَادٌ ذَوُوا التُّقٰی فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا کُذِّبُوْا وَ تَرَقَّبُوْا

مجھ سے پہلے کئی تقویٰ شعار بندے جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا تکذیب کیا جانے پر اور انجام کا انتظار کیا۔

فَلَمَّا نَسُوْا فَحْوَاءَ مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ اُسِفَّ وُجُوْہُ قُلُوْبِھِمْ مَّا قَلَّبُوْا

جب وہ (مخالف) اس بات کا مطلب' جس کے ذریعہ نصیحت کئے گئے تھے' بھول گئے تو ان کے دلوں کی صورت جو انہوں نے بدل دی تھی متغیر کر دی گئی۔

تَحَامَوْنِ بِالْحِقْدِ الْمُدَمِّرِ کُلُّھُمْ وَ اَمَّھُمُ الشَّیْخُ السَّفِیْہُ الْمُعْجَبُ

انہوں نے مجھ سے اجتناب کیا ہلاک کرنے والے کینے کی وجہ سے سب کے سب نے۔ اور ایک کم عقل مغرور شیخ ان کا پیشوا بنا ہے۔

وَ کَیْفَ اَخَافُ عِنَادَ قَوْمٍ مُّفْنِدٍ وَ یَعْتَامُنِیْ رَبِّیْ عَلَیْھِمْ وَ یَصْحَبُ

اور میں جھوٹی قوم کے عناد سے کیسے ڈروں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو ان پر فضیلت دے رہا ہے اور میرا ساتھ دے رہا ہے۔

فَاَبْغِیْ رِضَا رَبِّیْ وَمَا اَخْشَی الْعِدَا وَ لِحَرْبِ اَعْدَاءِ الْھُدٰی اَتَاَھَّبُ

پس میں اپنے رب کی رضا چاہتا ہوں اور دشمنوں سے ڈرتا نہیں اور ہدایت کے دشمنوں سے جنگ کے لئے میں تیاری کر رہا ہوں۔

وَ لِکُلِّ نَبَأٍ مُّسْتَقَرٌّ مُّعَیَّنٌ وَ مَا تُبْسَلُ نَفْسٌ قَبْلَ وَقْتٍ یُّکْتَبُ

ااور ہر خبر کے لیے ایک وقتِ معیّن ہے اور کوئی نفس بھی مقدر وقت سے پہلے ہلاک نہیں کیا جاتا۔

وَ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ الْعَلِیْمِ ھُوَ الْھُدٰی وَ یَعْلَمُ مَا نَدَعَنْ وَمَا نَحْنُ نَکْسِبُ

اور اللہ علیم کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور وہ جانتا ہے جو بات ہم چھوڑ دیتے ہیں اور جو کرتے ہیں۔

وَ یَدۡرِیۡ اُنَاسًا کَفَّرُوۡنَا وَ کَذَّبُوۡا اِذَا ادَّارَکُوۡا لِنِضَالِهِمۡ وَ تَحَزَّبُوۡا
اور وہ ان لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے ہماری تکفیر اور تکذیب کی۔ جب وہ اپنی لڑائی کے لیے جمع ہو گئے اور ٹولیاں بنالیں۔

قَلَانِی الۡوَرٰی حَتَّی الۡاَقَارِبَ کُلُّهُمۡ فَمِنۡهُمۡ کَثُعۡبَانٍ وَّمِنۡهُمۡ عَقۡرَبُ
مخلوق نے مجھ سے دشمنی کی حتیٰ کہ سب اقرباء نے بھی۔ بعض تو ان میں سے اژدھا کی طرح ہیں اور بعض ان میں سے بچھو ہیں۔

وَ مَا نَتَّقِیۡ حَرًّا بِتِلۡکَ الۡهَوَاجِرِ وَ فِی اللّٰهِ مَا نُؤۡذٰی وَ نُرۡمٰی وَ نُجۡذَبُ
اور ہم گرمی سے نہیں بچاؤ کرتے ان دو پہروں میں۔ اور خدا کی راہ میں ہی ہے جو ہمیں تکلیف دی جاتی ہے اور تیر مارے جاتے ہیں اور ہمیں گھسیٹا جاتا ہے۔

وَ اِنِّیۡ بِحَضۡرَتِهٖ اَمُوۡتُ بِفَضۡلِهٖ فَاِنۡ لَّمۡ یَنَلۡنَا الۡعِزُّ فَالذُّلُّ اَطۡیَبُ
اور میں تو خدا کے فضل سے اس کے حضور ہی مروں گا اگر ہمیں عزّت نہ ملی تو ذلّت ہی اچھی ہے۔

اَلَا کُلَّ مَجۡدٍ قَدۡ طَرَحۡتُ کَجِیۡفَةٍ وَ فِیۡ کُلِّ اَوۡقَاتِیۡ اِلَی اللّٰهِ اُجۡلَبُ
سنو! ہر عزت کو میں نے مردار کی طرح پھینک دیا ہے اور اپنے تمام وقتوں میں خدا کی طرف ہی کھنچا چلا جاتا ہوں۔

وَ اِلَیۡهِ اَسۡعٰی مِنۡ جَنَانِیۡ وَمُهۡجَتِیۡ وَ لِغَیۡرِهٖ مِنِّی الۡقَلَا وَ التَّجَنُّبُ ﴿۶۰﴾
اور اسی کی طرف میں اپنے دل و جان سے دوڑ رہا ہوں اور اس کے غیر سے مجھے ناراضگی اور کنارہ کشی ہے۔

وَ اِنِّیۡ اَعِیۡشُ بِهٰذِهٖ کَمُسَافِرٍ وَ فِیۡ کُلِّ آنٍ مِنۡ هَوٰی اَتَغَرَّبُ
میں اس دنیا میں مسافر کی طرح زندگی بسر کر رہا ہوں اور ہر لحظہ ہوائے نفسانی سے دور رہتا ہوں۔

وَ مَا لِیۡ اِلٰی غَیۡرِ الۡمُهَیۡمِنِ رَغۡبَةٌ وَ عَنۡ کُلِّ مَا هُوَ غَیۡرُ رَبِّیۡ اَرۡغَبُ
اور مجھے خدائے نگہبان کے غیر کی طرف کوئی رغبت نہیں اور ہر اس چیز سے جو میرے رب کا غیر ہے میں بے رغبت ہوں۔

اَلا اَیُّھَا الشَّیْخُ الَّذِیْ یَتَجَنَّبُ تَرٰی اِنْ تَتُبْ مِنِّی الْھَوٰی وَالتَّحَبُّبُ

سن اَے شیخ! جو (مجھ سے) کنارہ کش ہے اگر تُو توبہ کرے تو میری طرف سے الفت اور محبت پائے گا۔

وَ لَسْتُ بِرَاضٍ اَنْ اُلَاعِنَ لَاعِنًا فَاخْتَارُ نَھْجَ الْعَفْوِ وَالْقَلْبُ مُغْضِبُ

اور میں اس بات پر خوش نہیں کہ لعنت کرنے والے پر لعنت کروں۔ میں عفو کا طریق ہی اختیار کرتا ہوں حالانکہ دل غضبناک ہے۔

رَأَیْتُ بَسَاتِیْنَ الْھُدٰی مِنْ تَذَلُّلٍ وَ اِنِّیْ بِآ لَامِیْ عُذَیْقٌ مُّرَجَّبُ

میں نے فروتنی کے ذریعہ ہدایت کے باغ دیکھے ہیں اور باوجود اتنی تکلیفوں کے میں کھجور کی ایسی پھلدار ٹہنی ہوں جسے کثرتِ ثمر کی وجہ سہارا دیا گیا ہے۔

تَسُبُّ وَ اِنْ اَعْذِرْکَ فِیْمَا تَسُبُّنِیْ وَ لٰکِنْ اَمَامَ اللّٰہِ تَعْصِیْ وَ تُذْنِبُ

تو مجھے گالیاں دیتا ہے اور اگر میں ان گالیوں میں تجھے معذور بھی سمجھوں پھر بھی اللہ کے سامنے تو نافرمانی کر رہا ہے اور گنہگار ہو رہا ہے۔

تَصُوْلُ عَلَیَّ لِھَتْکِ عِرْضِیْ وَ اَعْتَلِیْ وَ اَعْطَانِیَ الرَّحْمٰنُ مَا کُنْتُ اَطْلُبُ

تُو تو میری ہتکِ عزت کے لیے مجھ پر حملہ کرتا ہے اور میں بلند ہوتا ہوں اور مجھے رحمان نے وہ کچھ دیا ہے جو میں طلب کرتا ہوں۔

تَرٰی عِزَّتِیْ یَوْمًا فَیَوْمًا فَتَنْشَوِیْ وَ تَھْذِیْ کَاَنَّکَ بِالْھَرَاوِیْ تُضْرَبُ

تو میری عزت کو دن بدن ترقی پر پاتا ہے سو تُو جلتا بھُنتا ہے اور بکواس کرتا ہے جیسے کہ تجھے لاٹھیوں سے مارا جا رہا ہے۔

أَرٰی اَنَّ نَشْزِیْ فِیْکَ کَالرُّمْحِ لَاعِجٌ وَ یُلَاعِجَنَّکَ شَأْنُنَا الْمُتَرَقَّبُ

میں دیکھتا ہوں کہ میری ترقی تجھ میں نیزے کی طرح درد پیدا کرنے والی ہے اور ضرور دردناک کرے گی تجھے ہماری وہ حالت جس کا انتظار ہے۔

وَ لَوْ لَمْ یَکُنْ فِی الْقَلْبِ غَیْرُ تَغَیُّظٍ فَـلا الْقَلْبُ اِلَّا جَمْرَۃٌ تَتَلَھَّبُ

اوراگر دل میں سوائے غصّہ کے اور کچھ نہ ہوتو پھر دل نہ ہوا بھڑکتی ہوئی چنگاری ہی ہوئی۔

وَلا تَحْسَبَنْ قَلْبِیْ اِلَی الضِّغْنِ مَائِلًا تَعَاشِیْبُ اَرْضِیْ خُلَّۃٌ وَّ تَحَبُّبُ

تو میرے دل کو کینے کی طرف مائل خیال نہ کر۔میری زمین کے گھاس تو دوستی اور محبت ہیں۔

کَمِثْلِکَ عَادٍ مَّارَأَیْتُ وَلَاعِنًا أَ قَوْلُکَ قَوْلٌ اَوْسِنَانٌ مُّذَرَّبُ

تیرے جیسا دشمن اور لعنت کرنے والا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔کیا تیرا کوئی قول ہے یا کہ تیز کیا ہوا نیزہ؟

أَرَدْتَّ وَبَالِیْ لٰکِنِ اللّٰہُ صَانَنِیْ تَنَدَّمْ فَقَدْ فَاتَ الَّذِیْ کُنْتَ تَطْلُبُ

تو نے میرا وبال چاہا لیکن اللہ نے مجھے محفوظ رکھا۔ پشیمان ہو کہ جو کچھ تو طلب کرتا تھا وہ ہونے سے رہ گیا ہے۔

وَ لَسْتَ عَلَیَّ مُسَیْطِرًا وَّ مُحَاسِبًا وَ مَا یُعْطِیَنَّ الرَّبُّ أَ فَأَنْتَ تَسْلُبُ

تو مجھ پر کوئی داروغہ اور محاسب نہیں ہے۔ جو کچھ مجھے (میرا) رب دے رہا ہے کیا تو (اسے) چھین سکتا ہے؟

تَرَفَّقْ فَاِنَّ الرِّفْقَ لِلنَّاسِ جَوْھَرٌ وَ مَا یَتْرُکَنْ سَیْفٌ فَبِالرِّفْقِ یُجْلَبُ

نرمی اختیار کر کیونکہ نرمی لوگوں کی خوبی ہے اور جو کام تلوار سے نہ ہو سکے وہ نرمی سے حاصل ہوسکتا ہے۔

وَلَا تَشْرَبَنْ جَھْلًا اُجَاجَ عَدَاوَۃٍ وَ وَاللّٰہِ اِنَّ السِّلْمَ اَحْلٰی وَ اَعْذَبُ

اور نادانی سے عداوت کا کھاری پانی نہ پی اور خدا کی قسم! صلح بہت شیریں اور بہت میٹھی ہے۔

وَ مَنْ کَانَ لَایَتَاَدَّبَنْ مِنْ نَّاصِحٍ فَلَہٗ دَوَاھِی الدَّھْرِ نِعْمَ الْمُؤَدِّبُ

اور جو ناصح سے ادب حاصل نہیں کرتا تو اس کے لیے حوادثِ زمانہ اچھے مؤدِّب ہیں۔

أَيَا لَاعِنِیْ مَا کُنْتَ بِدْعًا مِّنَ الْهَوٰی لِکُلٍّ مِّنَ الْعُلَمَاءِ رَأْیٌ وَّ مَذْهَبُ

اے مجھے لعنت کرنے والے! تو ہوائے نفس میں کوئی نیا شخص نہیں ہے۔ عالموں میں سے ہر ایک کے لیے رائے اور مذہب ہے۔

﴿ ۶۱ ﴾ عَلَیَّ لِرَبِّیْ نِعْمَةٌ بَعْدَ نِعْمَةٍ فَلَا زِلْتُ فِیْ نُعْمَائِهٖ اَتَقَلَّبُ

مجھ پر میرے خدا کی نعمت پر نعمت ہے۔ میں ہمیشہ اس کی نعمتوں میں لوٹ پوٹ رہتا ہوں۔

وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمْسٌ مُّنِیْرَةٌ وَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَدْرٌ وَّ کَوْکَبُ

اور بے شک رسول اللہ ﷺ تو روشنی دینے والے سورج ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد چودھویں کا چاند اور ستارے ہیں۔

جَرَتْ عَادَةُ اللّٰهِ الَّذِیْ هُوَ رَبُّنَا یُرِیْ وَجْهَ نُوْرٍ بَعْدَ نُوْرٍ یَّذْهَبُ

اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے اس کی یہ عادت جاری ہے کہ وہ ایک نور کے جانے کے بعد دوسرے نور کا چہرہ دکھا دیتا ہے۔

کَذٰلِکَ فِی الدُّنْیَا نَرٰی قَانُوْنَهٗ نُجُوْمُ السَّمَا تَبْدُوْ اِذَا الشَّمْسُ تَغْرُبُ

اسی طرح دنیا میں ہم اس کا قانون پاتے ہیں کہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو آسمان کے ستارے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

خَفِ اللّٰهَ یَا مَنْ بَارَزَ اللّٰهَ مِنْ هَوٰی وَ اِنَّ الْفَتٰی عِنْدَ التَّجَاسُرِ یَرْهَبُ

اللہ سے ڈر۔ اے شخص! جس نے ہوائے نفسانی سے خدا کا مقابلہ کیا اور بے شک جواں مرد ایسی دیدہ دلیری دکھاتے ہوئے خوف کھاتا ہے۔

وَ لَا تَطْلُبَنْ رَیْحَانَ دُنْیَاکَ خِسَّةً وَ شَوْکُ الْفَیَافِیْ مِنْهُ اَشْهٰی وَ اَطْیَبُ

تو اپنی دنیا کی خوشبو کو کمینگی سے طلب مت کر حالانکہ جنگلوں کے کانٹے بھی اس کی نسبت زیادہ مرغوب اور اچھے ہیں۔

يَـزِيْـدُ الشَّـقِـيَّ شَقَاوَةً طُـوْلُ اَمْنِـهٖ وَ يُرْخِي الْمُهَيْمِنُ حَبْلَهٗ ثُمَّ يَجْذِبُ

بد بخت کا لمبے عرصہ تک بےخوف رہنا اسے بدبختی میں بڑھا دیتا ہے اور خدائے مُہیمن اس کی رسی کو ڈھیلا کرتا ہے اور پھر اسے کھینچ لیتا ہے۔

اِذَا مَاقَصَدْتُّ اِشَاعَةَ الْحَقِّ فِي الْوَرٰى صَـدَدْتَّ وَ تُبْدِئُ كُلَّ خُبْثٍ وَّ تَثْلُبُ

اور جب میں نے مخلوق میں حق کی اشاعت کا ارادہ کیا تُو روک بنا اس حال میں کہ تو خباثت ظاہر کر رہا اور عیب لگا رہا ہے۔

وَ اَنْـتَ تَـرَى الْاِسْلَامَ قَفْرًا كَـأَنَّـهٗ مَـقَـابِـرُ أَمْـوَاتٍ وَّ أَرْضٌ سَبْسَـبُ

اور تو اسلام کو چٹیل میدان خیال کر رہا ہے گویا کہ وہ قبرستان ہے اور ایک بے آب و گیاہ زمین ہے۔

تَـصُـوْلُ الْعِدَا مِنْ جَهْلِهِمْ وَعِنَادِهِمْ عَـلٰـى صُـحُفِ مَوْلَانَا وَكُلٌّ يُكَذِّبُ

دشمن اپنی نادانی اور عناد سے حملہ کر رہے ہیں ہمارے مولا کے صحیفوں پر۔ اور ہر ایک (دشمن) انہیں جھٹلا رہا ہے۔

وَ هَـدًى كَسِـمْـطَيْ لُؤْلُؤٍ وَّ زَبَرْجَدٍ بِـهِ الـطِّـفْلُ يَلْهُوْ مِنْ عِنَادٍ وَّ يَجْدِبُ

اورقرآن تو ایک ہدایت ہے۔(خوبصورتی میں) موتیوں اور زبرجد کی دولڑیوں کی طرح ہے۔ پر طفلانہ ذہن بوجہ عناد اس سے کھیلتا اور اس پر عیب لگاتا ہے۔

وَ مِـنْ كُـلِّ طَـرْفٍ تَمْطُرَنَّ سِهَامُهُمْ فَهٰـذَا عَـلَـى الْاِسْلَامِ يَوْمٌ عَصَبْصَبُ

اور ہر طرف سے ان کے تیر برس رہے ہیں۔ سو یہ اسلام پر ایک سخت دن ہے۔

نَـرٰى هٰذِهٖ مِـنْ كُـلِّ قَـوْمٍ بِـعَيْـنِـنَـا فَتَذْرِفُ عَيْنُ الرُّوْحِ وَالْقَلْبُ يَشْجَبُ

یہ بات ہم ہر قوم کی طرف سے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ سو روح کی آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل کڑھ رہا ہے۔

فَقُمْتُ فَعَادَانِیْ عِدَایَ وَ مَعْشَرِیْ   فَلِیْ مِنْ جَمِیْعِ النَّاسِ لَعْنٌ مُّرَکَّبُ
سو میں (جواب کے لئے) اٹھا تو دشمنی کرنے لگے مجھ سے میرے دشمن بھی اور میرا خاندان بھی۔ پس مجھے ایسے تمام لوگوں کی طرف سے اکٹھی لعنت پہنچی۔

وَ لَمْ یَبْقَ اِلَّاحَضْرَۃُ الْوِتْرِ مَلْجَأٌ   وَ مِنْ بَابِ خَلَّاقِ الْوَرٰی اَیْنَ اَذْھَبُ
اور خدائے واحد کی ذات کے سوا کوئی جائے پناہ نہ رہی اور مخلوق کے پیدا کرنے والے کے دروازے سے میں جا بھی کہاں سکتا ہوں۔

فَاِنَّ مَلَاذِیْ مُسْتَعَانٌ یُحِبُّنِیْ   وَ یَسْقِیْنِ مِنْ کَأْسِ الْوِصَالِ فَأَشْرَبُ
سو یقیناً میری پناہ تو وہ وجود ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے (اور) وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھے وصال کا پیالہ پلاتا ہے۔ سو میں پیتا ہوں۔

غَیُوْرٌ فَیَأْخُذُ رَأْسَ خَصْمِیْ اِذَا اعْتَدٰی   غَفُوْرٌ فَیَغْفِرُ زَلَّتِیْ حِیْنَ أُذْنِبُ
وہ غیرت مند ہے وہ میرے دشمن کو سر سے پکڑ لیتا ہے جب وہ حد سے بڑھتا ہے وہ بخشنہار ہے وہ میری لغزش کو ڈھانپ دیتا ہے جب میں قصور کرتا ہوں۔

وَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْ رَیَاحِیْنَ غَیْرِہٖ   وَ عَذَابُ شَوْکٍ مِّنْہُ عَذْبٌ وَّ طَیِّبُ
میں اس کے غیر کی (طرف سے آنے والی) خوشبوؤں سے بھی بیزار ہوں اور اسکی طرف سے کانٹے کی تکلیف بھی (میرے نزدیک) شیریں اور عمدہ ہے۔

یُحِبُّ التَّذَلُّلَ وَالتَّوَاضُعَ رَبُّنَا   وَ مَنْ یَّنْزِلَنْ عَنْ فَرْسِ کِبْرٍ یَّرْکَبُ
ہمارا رب تو عاجزی اور انکساری کو پسند کرتا ہے۔ جو تکبر کے گھوڑے سے نیچے اتر آئے وہی شاہسوار بن جاتا ہے۔

﴿۶۲﴾

وَ لِلصَّابِرِیْنَ یُوَسِّعُ اللّٰہُ رَحْمَہٗ   وَ یَفْتَحُ اَبْوَابَ الْجَدَا وَ یُقَرِّبُ
اور صبر کرنے والوں کے لئے خدا اپنے رحم کو وسیع کرتا ہے اور عطا کے دروازے کھول دیتا اور قُرب بخشتا ہے۔

تَـعَـرَّفْتُـهُ حَتّٰـى اَتَتْـنِـىْ مَعَـارِفٌ وَ اِنَّ الْـفَتٰـى فِـىْ سُـؤْلِـهٖ لَايَـلْـغَـبُ

میں نے پے درپے اس سے معرفت مانگی یہاں تک کہ میرے پاس معارف آ گئے اور یقیناً باہمت انسان سوال کرنے میں نہیں تھکتا۔

رَأَيْـنَـاهُ مِـنْ نُّـوْرِ لِـنَّبِـيِّ الْمُصْطَفٰى وَ لَـوْلَاهُ مَـا تُبْـنَـا وَلَانَتَـقَـرَّبُ

ہم نے اس (خدا) کو نبی مصطفیٰ ﷺ کے نور کے ذریعہ پالیا۔ اگر وہ نبی نہ ہوتا تو نہ ہم رجوع (الی اللہ) کرتے اور نہ ہم (خدا کے) مقرب بنتے۔

لَـهٗ دَرَجَـاتٌ فِـى الْـمَـحَبَّةِ تَـآمَّةٌ لَـهٗ لَـمَعَـاتٌ زَالَ مِـنْهَـا الْغَيْهَـبُ

اس نبی کو محبت الٰہی میں کامل درجات حاصل ہیں۔ اس کو ایسی شعاعیں ملی ہیں جن کے ذریعہ تاریکی دور ہوگئی ہے۔

ذُكَـاءٌ مُّـنِيْـرٌ قَـدْ اَنَـارَ قُـلُـوْبَـنَـا وَ لَـهٗ اِلٰى يَـوْمِ الـنُّشُـوْرِ مُـعَـقِّـبُ

وہ روشنی کرنے والا آفتاب ہے اس نے ہمارے دلوں کو روشن کر دیا ہے اور اسکا قیامت کے دن تک کوئی نہ کوئی جانشین ہوتا رہیگا۔

وَ فِـى الـلَّيْلِ بَعْدَ الشَّمْسِ قَمَرٌ مُّنَوَّرٌ كَـمَا فِى الزَّمَانِ نُشَاهِدَنْ وَ نُجَرِّبُ

اور رات کو سورج کے بعد روشن چاند ہوتا ہے جیسا کہ ہم زمانہ میں مشاہدہ کرتے اور تجربہ رکھتے ہیں۔

وَ لِـلّٰـهِ اَلْـطَـافٌ عَـلٰـى مَـنْ اَحَبَّـهٗ فَـوَابِـلُـهٗ فِـىْ كُـلِّ قَـرْنٍ يَّسْـكَـبُ

اور خدا کی اس شخص پر مہربانیاں ہیں جو آپ سے محبت کرے پس آپ کی موسلا دھار بارش ہر صدی میں برسا کرتی ہے۔

وَ شِيْـمَتُـهٗ قَـدْ اُفْـرِدَتْ فِـىْ فَضَائِلٍ وَ قَـدْ فَـاقَ أَحْلَامَ الْـوَرٰى أَ فَتَعْجَبُ

اور آپ کا خُلق فضائل میں یکتا ہوگیا ایسے حال میں کہ آپ (اپنے اخلاق میں) مخلوق کی عقلوں (کے اندازے) پر بھی فوقیت لے گئے۔ پس کیا تو حیران ہو رہا ہے۔

وَ رَعٰی وَاٰتَی الصَّحْبَ لَبَنًا سَائِغًا وَ لَیْسَ کَرَاعِی الْغَنَمِ یَرْعٰی وَ یَحْلِبُ

وہ چوپان بنا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو خوشگوار شیریں دودھ عطا کیا۔ وہ بکریوں کے چوپان کی طرح نہیں جو بکریاں چراتا اور دودھ دوہ لیتا ہے۔

وَ لَیْسَ التُّقٰی فِی الدِّیْنِ اِلَّا اتِّبَاعُہٗ وَ کُلُّ بَعِیْدٍ مِّنْ ھُدَاہُ یُقَرَّبُ

اور دین میں تقویٰ صرف آپ کی اتّباع کا نام ہے اور ہر وہ جو ہدایت سے دور ہے آپ کی راہنمائی سے ہی (خدا کا) قرب پاتا ہے۔

وَ لَوْ کَانَ مَآءٌ مِّثْلَ عَسْلٍ بِطَعْمِہٖ فَوَاللّٰہِ بَحْرُ الْمُصْطَفٰی مِنْہُ اَعْذَبُ

اور اگر پانی اپنے مزے میں شہد کی طرح بھی (میٹھا) ہو تو خدا کی قسم! مصطفٰی کا سمندر تو اس سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

مَدَحْتُکَ یَامَحْبُوْبُ مِنْ صِدْقِ مُھْجَتِیْ وَ لَوْلَاکَ مَاکُنَّا اِلَی الشِّعْرِ نَرْغَبُ

اے محبوب! میں نے اپنے صدقِ دل سے تیری مدح کی ہے اور اگر تُو نہ ہوتا تو ہم شعر کی طرف راغب نہ ہوتے۔

وَ اِنَّا لَجِئْنَا فِیْ عَطَائِکَ رَاغِبًا وَ مَنْ جَآءَ بَابَکَ سَائِلًا لَّا یُثَرَّبُ

اور ہم تیری عطا میں رغبت کرتے ہوئے آئے ہیں اور جو تیرے دروازے پر سائل بن کر آئے وہ ملامت نہیں کیا جاتا (محروم نہیں رہتا)۔

وَ وَاللّٰہِ حُبُّکَ لِلنَّجَاۃِ لِمُؤْمِنٍ دَلِیْلٌ وَّ عُنْوَانٌ فَکَیْفَ نُخَیَّبُ

اور خدا کی قسم! تیری محبت مومن کی نجات کے لئے ایک راہنما اور علامت ہے تو پھر ہم کس طرح نامراد رہ سکتے ہیں۔

وَ اٰثَرْتُ حُبَّکَ بَعْدَ حُبِّ مُھَیْمِنِیْ وَ تُصْبِیْ جَنَانِیْ مِنْ سَنَاکَ وَ تَجْلِبُ

اور (اے نبی) میں نے تیری محبت کو اپنے خدائے مُھَیمن کی محبت کے بعد اختیار کر لیا ہے اور (اے نبی) تو میرے دل کو اپنے نور کے ذریعہ گرویدہ اور جذب کر رہا ہے۔

وَ نَسْتَصْغِرُ الدُّنْيَا وَخَضْرَائَهَا مَعًا　　فَـلَا نَجْتَنِي مِنْهَا وَ لَا نُسْتَخْلَبُ

اور ہم دنیا اور اس کی رونق وخوبصورتی کو ایک ساتھ ہی حقیر سمجھتے ہیں سو ہم اس کا کوئی پھل نہیں توڑتے اور نہ ہی اس کے کانٹوں سے مجروح ہونا چاہتے ہیں۔

اَلَا اَيُّهَا الشَّيْخُ الَّذِيْ اَكْفَرْتَنِيْ　　وَ اِنِّيْ بِزَعْمِكَ كَافِرٌ ثُمَّ هَيْدَبُ

سُن لے اے شیخ کہ جس نے مجھے کافر کہا ہے! اور میں تیرے خیال میں کافر بھی ہوں پھر عاجز بھی۔

فَتِلْكَ بِعَوْنِ اللّٰهِ مِنِّيْ قَصِيْدَةٌ　　مُحَبَّرَةٌ وَّ نَظِيْرَهٗ مِنْكَ اَطْلُبُ

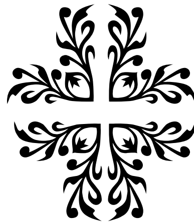
سو اللہ کی مدد سے میری طرف سے یہ قصیدہ لکھا ہوا موجود ہے اور میں اس نظم کی نظیر تجھ سے طلب کرتا ہوں۔

وَ هٰذِيْ ثَلٰثٌ قَدْ نَظَمْنَا وَ هِدْيَةٌ　　بِبَحْرٍ خَفِيْفٍ لِلْاَحِبَّاءِ أَنْسَبُ

اور یہ تین قصیدے ہم نے نظم کئے ہیں اور یہ لوگوں کے لئے راہنمائی ہیں۔ ہلکے پھلکے بحر میں جو دوستوں کے لئے بہت مناسبِ حال ہے۔

فَاِنْ كُنْتَ ذِيْ عِلْمٍ فَاْتِ نَظِيْرَهَا　　وَ اِنْ تَعْجَزَنْ جَهْلًا فَكِبْرُكَ اَعْجَبُ　﴿۶۳﴾

پس اگر تو صاحبِ علم ہے تو اس کی نظیر لا۔ اور اگر تو جہالت کی وجہ سے عاجز آ جائے تو تیرا تکبر بہت حیران کن ہے۔



﴿۶۳﴾



الحمد للّٰہ الذی خضعت الأعناقُ لکبریائہ وتحَیَّرت الأبصارُ من مجدہ وعلائہ. المقدَّس عن الأنداد والأضداد والشرکاء. المنزَّہ عن الأشباہِ والأقران والنُظراء . ھو الذی أرسل رسلا لإصلاح الوریٰ ونَجّٰی کل مَن قفا أثرھم واقتدٰی واختار من اختار مَھْیَعَھم وتَبِعَھم وما انثنی. فرضِی عنہ وثَنَی. والصلاۃ والسلام علٰی سید الرسل وخاتم الأنبیاء محمدنِ المصطفی الذی ھو سیّد قوم

ہر حقیقی تعریف کا مستحق وہ اللہ ہے جس کی کبریائی کے سامنے تمام گردنیں خَم اور جس کی بزرگی اور علو شان سے سب آنکھیں خیرہ ہیں جو تمام ہمسروں، ہمتاؤں اور شریکوں سے پاک اور مثیلوں، ہم پلہ اور ہم نظیروں سے منزہ ہے۔ وہی ذات ہے جس نے مخلوق کی اصلاح کے لئے رسول بھیجے اور اس نے ہر اس شخص کو نجات دی جو ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی پیروی کی، اور خدا نے اسے چن لیا جس نے ان کی کشادہ راہوں کو اختیار کیا۔ اُن کی اتباع کی اور اُن کی راہ سے انحراف نہ کیا۔ اور اللہ سے راضی ہو گیا اور اس کی حمد وثنا کی۔ اور درود اور سلام ہو تمام رسولوں کے سردار خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ایسے گروہ کے سردار ہیں جن کے بشری ارادے ختم ہو گئے اور

انكسرت إراداتهم البشرية وأُزيلت حركاتهم الطبعية وجرَتْ فى بواطنهم الأبحر الروحانية ونفخ الله فيهم روحه ووالا وصافا. هو إمامُ مَصاليت اللّٰه الذين خيَّبوا شيطانا ذا المكايد حتى أَخفق إخفاقَ الصائد وهو الذى كفَّ عن العَيث والنَّزْءِ ذِيبًا أكَل غنم أنبياء بنى إسرائيل ونَسَأَ إلى الحق وعصم وهَدَى فالسلام على هذا الجَرِىّ البطل المظفَّر فى الأولى والأخرى.

أما بعد فاعلم أرشدك الله تعالٰى أن هذا الكتاب بُلْغةٌ لكل من أراد أن يسلك فى حدائق فاتحة الكتاب ويعلم حقائق نِكاتِه وشاجنةَ معارفه على نهج الصواب. وكل ما أودعتُه من درر البيان فإنى تفردتُ به من مواهب الله الرحمن وفُهِّمتُ من

اُن کی طبعی حرکات زائل کر دی گئیں اور اُن کے باطن میں روحانیت کے سمندر جاری ہو گئے اور اللہ نے اُن میں اپنی روح پھونکی اوران سے دوستی کی اور خالص محبت کی۔ آپؑ اللہ کے ان بہادر پہلوانوں کے امام ہیں جنہوں نے سازشی مکّار شیطان کو ناکام و نامراد کیا یہاں تک کہ وہ ناکام شکاری کی طرح ناکام ہو گیا۔ اور وہ آپؑ (کی ذاتِ گرامی ہی ہے) جس نے اس بھیڑیئے کو فساد اور تباہ کاری سے روکا جس نے انبیاء بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو کھا لیا تھا۔ اور آپؑ ہی (لوگوں کو) حق کی طرف لائے اور انہیں بچایا اور ہدایت دی۔ پس سلام ہو اس کامیاب جری بطل جلیل پر۔ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔

امابعد، اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی فرمائے، یہ خوب جان لے کہ یہ کتاب (کرامات الصادقین) ہر اس شخص کے لئے جو فاتحة الکتاب کے باغوں میں سیر کرنا چاہے اور اس کے نکات کے حقائق اور اس کے معارف کے دریا کو صحیح طریق پر جاننے کا ارادہ رکھتا ہے، کافی و وافی ہے۔ اور میں نے اس (کتاب) میں بیان کے جتنے بھی موتی رکھے ہیں ان میں اللہ رحمٰن کی عنایات سے میں منفرد ہوں اور

﴿۶۴﴾

الـمُـلهِـمِ الـمنّان وليس فيه شيء من لُـفـاظـات مـوائد المتقدمين ولا مـن خُشـارة مـلـفـوظـات السـابـقـيـن وخُشارِ الـمـاضيـن إلا الـنـادر الـذى هـو كالمعدوم ومـا عـدا ذلک فهـو مـن ربّـى الـذى أسبغَ عـلـيَّ مِـن بـاكورة العـطـاء وألهـمـنى من نِكـاتٍ مـا لـم تـعـط أحـد من العلمـاءِ ليشـدّ أزْرِى ويـضـع عنى وِزْرى ويـؤيّـدنـى فـى إزْرَاءِ الـقـادحين ويُتـمّ حـجّتـى عـلـى الـمـنكرين الـمستكبرين. فالحمد للّٰه الذى هـدانـا لهـذا ومـا كـنـا لنهتدىَ لـولا أن هـدانـا الـلّٰـه هـو ربـنـا ومـلـجـأنـا إنّـا تُبْـنـا إليـه وهو أرحم الراحمين.

واعـلـم أيهـا الـنـاظـر فـى هذا الكتاب أنا تركنا تفسير البسملة ولـم نـكـتـب فيه شيئا لأن تفسير

مجھے الہام کرنے والے منّان خدا کی طرف سے اس کا فہم دیا گیا ہے۔ اس میں نہ تو متقدمین کے کسی خوانِ نعمت کے پس خوردہ کا دخل ہے اور نہ ہی ائمہ سابقہ کی خوشہ چینی کی گئی ہے اور نہ ہی اس میں گذشتہ (اہل علم) کا تلچھٹ ہے۔ سوائے شاذونادر کے جو معدوم کی طرح ہے۔ ماسوا اس کے جو کچھ بھی ہے وہ میرے اس رب کی طرف سے ہے جس نے اپنے تازہ عطیات کامل طور پر مجھے عنایت فرمائے۔ اور مجھے ایسے عظیم الشان نکات الہام فرمائے جو علماء میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیئے گئے۔ تا وہ ان کے ذریعے میری پشت مضبوط کرے، میرا بوجھ مجھ سے اتار دے اور جرح قدح کرنے والوں کے ناروا سلوک کے مقابلے میں میری تائید فرمائے اور متکبر منکروں پر میری حجت تمام کرے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں اس کا راستہ دکھایا جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ وہ ہمارا رب ہے اور ہماری جائے پناہ۔ ہم اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ اَرحم الرَّاحمین ہے۔

اے وہ جو اس کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے تجھے معلوم ہو کہ ہم نے بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم کی تفسیر چھوڑ دی ہے اور اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔

الفاتحةِ قد أحاطت بتفسيرها وأغنى عنها ببيان مبين. والآن نشرع فی المقصود متوكّلين على الله النصير المعين.

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴾

هو الثّناء باللسانِ على الجميلِ للمقتدر النبيل على قصد التبجيل والكامل التام من افراده مختصٌّ بالربّ الجليل وكل حمدٍ من الكثير والقليل يرجع إلى ربّنا الذی هو هادی الضال ومُعِزّ الذليلِ وهو محمود المحمودين.

والشكر يُفارق الحمدَ بخصوصيّته بالصفات المتعدية عند أكثر العلماء والمدحُ يفارقه فی جميلٍ غير اختياریٍّ كما لا يخفى على البُلغاء والأدباء الماهرين.

کیونکہ (سورۃ) فاتحہ کی تفسیر اس کی تفسیر پر محیط ہے اور اس تفسیر نے بیان مبین کے ذریعہ ہمیں بِسْمِ اللّٰہ کی تفسیر سے مستغنی کر دیا ہے۔ اب ہم معین و مددگار اللہ پر توکّل کرتے ہوئے اصل مقصود کا آغاز کرتے ہیں۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴾

حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی صاحبِ اقتدار شریف ہستی کے اچھے کاموں پر اس کی تعظیم وتکریم کے ارادہ سے زبان سے کی جائے اور کامل ترین حمد ربّ جلیل سے مخصوص ہے اور ہر قسم کی حمد کا مرجع خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہمارا وہ ربّ ہے جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا اور ذلیل لوگوں کو عزت بخشنے والا ہے۔ اور وہ محمودوں کا محمود ہے (قابلِ حمد ہستیوں کا بھی محمود ہے)۔

اکثر علماء کے نزدیک لفظ شکر حمد سے اس پہلو میں فرق رکھتا ہے کہ وہ ایسی صفات سے مختص ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی ہوں اور لفظ مدح کا حمد سے فرق یہ ہے کہ مدح کا غیر اختیاری خوبیوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور یہ امر فصیح و بلیغ علماء اور ماہر اُدباء سے مخفی نہیں۔

﴿۶۵﴾

وإن اللّٰه تعالى افتتح كتابه بالحمد لا بالشكر ولا بالثناء لأن الحمد يُحيط عليهما بالاستيفاء وقد ناب منابَهما مع الزيادة فی الرِّفاء وفی التزئين والتحسين. ولأن الكُفّار كانوا يحمدون **طواغيتهم** بغير حق ويؤثرون لفظ الحمد لمدحهم ويعتقدون أنهم منبع المواهب والجوائز ومن الجوّادين؛ وكذالک كان **موتاهم** يُحمَدون عند تعديد النوادب بل فی الميادين والمآدب كحمد اللّٰه الرازق المتولی الضمين؛ **فهذا ردٌّ** عليهم وعلى كل من أشرک باللّٰه وذكرٌ للمتوسّمين. وفی ذلک يلوم اللّٰه تعالى عَبَدَةَ الأوثان واليهود والنصارى وكل من كان من المشركين. فكأنه يقول أيها المشركون لِمَ تحمدون شركائكم وتُطرُون كبراءكم. أهم أربابكم الذين

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حمد سے شروع کیا ہے نہ کہ شکر اور ثنا سے کیونکہ لفظ حمد ان دونوں الفاظ کے مفہوم پر پوری طرح حاوی ہے۔ اور وہ ان کا قائمقام ہوتا ہے مگر اس میں اصلاح، آرائش اور زیبائش کا مفہوم مستزاد ہے۔ چونکہ کفّار بلا وجہ اپنے بتوں کی حمد کیا کرتے تھے اور وہ ان کی مدح کے لئے حمد کے لفظ کو اختیار کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ معبود تمام عطایا اور انعامات کے سرچشمہ ہیں اور سخیوں میں سے ہیں۔ اسی طرح ان کے مُردوں کی ماتم کرنے والیوں کی طرف سے مفاخر شماری کے وقت بلکہ میدانوں میں بھی اور ضیافتوں کے مواقع پر بھی اسی طرح حمد کی جاتی تھی جس طرح اس رازق، متولّی اور ضامن اللہ تعالیٰ کی حمد کی جانی چاہیے۔ اس لئے یہ (الحمدللّٰہ) ایسے لوگوں اور دوسرے اللہ کا شریک ٹھہرانے والوں کی تردید ہے اور فراست سے کام لینے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ اور ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ بُت پرستوں، یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے تمام مشرکوں کو سرزنش کرتا ہے۔ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اے مشرکو! تم اپنے شرکاء کی کیوں حمد کرتے ہو اور اپنے بزرگوں کی تعریف بڑھا چڑھا کر کیوں کرتے ہو؟ کیا وہ تمہارے ربّ ہیں جنہوں نے تمہاری اور

ربّـوكـم وأبـنـاءَكـم. أم هـم **الـراحمون** الـذيـن يـرحـمـونكم ويـردّون بـلاء كـم ويـدفعـون مـا سـاء كـم وضـرّاء كـم و يـحـفـظـون خيـرًا جـاء كـم ويَـرحَـضـون عـنـكـم قَشفَ الشـدائـد ويـداوون داء كـم أم هـم مالِكُ **يـوم الدين** . بـل اللّٰـه يُـربّـي ويـرحـم بتـكـميل الرفـاء وعـطـاء أسبـاب الاهتـداء واستـجـابة الـدعـاء والتـنجية مـن الأعـداء وسيـعطـي أجـر العاملين الصالحين.

وفـي لفظ الحمد إشارة أُخرٰى وهـي أن اللّٰـه تبـارك وتعـالى يـقـول أيهـا العبـاد اعـرفـونـي بـصـفـاتـي وتـعـرّفـونـي بكمالاتي فـإنـي لسـت كالناقصين بل يزيد حـمـدي عـلـى إطـراء الحامدين ولـن تـجـد مـحـامـدًا لا فـي السـمـاوات ولَا فـي الأرضين إلا وتـجـدهـا فـي وجـهـي وإن أردتَ

تمہاری اولاد کی پرورش کی ہے یا وہ ایسے رحم کرنے والے ہیں جو تم پر رحم کرتے ہوئے تمہاری مصیبتوں کو دور کرتے ہیں اور تمہارے دکھوں اور تکلیفوں کی روک تھام کرتے ہیں۔ یا جو بھلائی تمہیں مل چکی ہے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یا مصائب کی مَیل کچیل تمہارے وجود سے دھوتے ہیں اور تمہاری بیماری کا علاج کرتے ہیں۔ یا وہ جزا سزا کے دن کے مالک ہیں؟ نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خوشیوں کی تکمیل کرنے، ہدایت کے اسباب مہیا کرنے، دُعائیں قبول کرنے اور دشمنوں سے نجات دینے کے ذریعہ تم پر رحم فرماتا اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو ضرور اجر عطا کرے گا۔

اور لفظ حمد میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے (میرے) بندو! میری صفات سے مجھے شناخت کرو اور میرے کمالات سے مجھے پہچانو۔ میں ناقص ہستیوں کی مانند نہیں بلکہ انتہائی مبالغہ سے حمد کرنے والوں سے بھی میری حمد بڑھ کر ہے اور تم آسمانوں اور زمینوں میں کوئی قابلِ تعریف صفات نہیں پاؤ گے جو تمہیں میری ذات میں نہ مل سکیں۔ اور اگر تم میری

﴿٦٦﴾

إحصاء محامدي فلن تحصيها وإن فكّرتَ بشقّ نفسك وكلفت فيها كالمستغرقين. فانظر هل ترى مِن حمد لا يوجد في ذاتي. وهل تجد من كمال بُعِّدَ مني ومن حضرتي. فإن زعمت كذالك فما عرفتني وأنت من قوم عمين. بل إنني أُعرَف بمحامدي وكمالاتي ويُرَى وابلي بسُحُبِ بركاتي فالذين حسبوني مستجمِعَ جميعِ صفات كاملة وكمالاتٍ شاملةٍ وما وجدوا من كمال وما رأوا من جلال إلى جولانِ خيال إلا ونسبوها إليَّ وعزوا إليّ كل عظمة ظهرت في عقولهم وأنظارهم وكلَّ قدرة تراءت أمام أفكارهم فهم قوم يمشون على طرق معرفتي والحق معهم وأولئك من الفائزين.

قابل حمد صفات کو شمار کرنا چاہو تو تم ہرگز انہیں نہیں گن سکو گے۔ اگرچہ تم کتنا ہی جان توڑ کر سوچو اور مستغرق رہنے والوں کی طرح ان صفات کے بارہ میں کتنی ہی تکلیف اٹھاؤ۔ خوب سوچو ! کیا تمہیں کوئی ایسی حمد نظر آتی ہے جو میری ذات میں نہ پائی جاتی ہو؟ کیا تمہیں ایسے کمال کا سراغ ملتا ہے جو مجھ سے اور میری بارگاہ سے بعید ہو؟ اور اگر تم ایسا گمان کرتے ہو تو تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور تم اندھوں میں سے ہو۔ بلکہ یقیناً میں (اللہ تعالیٰ) اپنی ستودہ صفات اور اپنے کمالات سے پہچانا جاتا ہوں اور میری موسلادھار بارش کا پتہ میری برکات کے بادلوں سے ہوتا ہے۔ پس جن لوگوں نے مجھے تمام صفاتِ کاملہ اور تمام کمالات کا جامع یقین کیا اور انہوں نے جہاں جو کمال بھی دیکھا اور اپنے خیال کی انتہائی پرواز تک انہیں جو جلال بھی نظر آیا انہوں نے اُسے میری طرف ہی نسبت دی۔ اور ہر عظمت جو اُن کی عقلوں اور نظروں میں نمایاں ہوئی اور ہر قدرت جو اُن کے افکار کے آئینہ میں انہیں دکھائی دی، انہوں نے اُسے میری طرف ہی منسوب کیا۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں جو میری معرفت کی راہوں پر گامزن ہیں۔ حق ان کے ساتھ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔

فقوموا عافاكم الله واستقروا محامده عزَّ اسمه وانظروا وأمعِنوا فيها كالأكياس والمتفكرين. واستنفِضوا واستشِفّوا أنظاركم إلى كل جهة كمال وتَحسَّسوا منه فى قَيْض العالم ومُخِّه كما يتحسس الحريص أمانيه بشُحّه فإذا وجدتم كماله التام وريّاه فإذا هو إيّاه وهذا سرّ لا يبدو إلا على المسترشدين.

فذالكم ربكم ومولاكم الكامل المستجمِع لجميع الصفات الكاملة والمحامد التامة الشاملة ولا يعرفه إلا من تدبر فى الفاتحة واستعان بقلب حزين. وإن الذين يُخلصون مع الله نيّةَ العقد ويعطونه صفقة العهد ويُطهّرون أنفسهم من الضغن والحقد تُفتح عليهم أبوابها فإذا هم من المبصرين.

پس اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت سے رکھے۔ اُٹھو! خدائے ذوالجلال کی صفات کی تلاش میں لگ جاؤ اور دانشمندوں اور غور وفکر کرنے والوں کی طرح ان میں سوچ و بچار اور امعانِ نظر سے کام لو۔ اچھی طرح دیکھ بھال کرو اور کمال کے ہر پہلو پر گہری نظر ڈالو۔ اور اس عالم کے ظاہر میں اور اس کے باطن میں اسے اس طرح تلاش کرو جیسے ایک حریص انسان بڑی رغبت سے اپنی خواہشات کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ پس جب تم اس کے کمالِ تام کو پہنچ جاؤ اور اس کی خوشبو پالو تو گویا تم نے اسی کو پالیا اور یہ ایسا راز ہے جو صرف ہدایت کے طالبوں پر ہی کھلتا ہے۔

پس یہ تمہارا ربّ اور تمہارا آقا ہے جو خود کامل ہے اور تمام صفاتِ کاملہ اور محامدِ تامّہ کا جامع ہے۔ اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سورۃ فاتحہ میں تدبّر کرے اور دردمند دل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مدد مانگے۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے عہد باندھتے وقت اپنی نیّت کو خالص کر لیتے ہیں اور اس سے عہدِ بیعت باندھتے ہیں اور اپنے نفوس کو ہر قسم کے بُغض اور کینہ سے پاک کرتے ہیں ان پر اس سورۃ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ فوراً صاحبِ بصیرت بن جاتے ہیں۔

ومع ذلک فیہ إشارة إلی أنہ مَن ھلَک بخطاہ فی أمر معرفة اللّٰہ تعالی أو اتخذ إلٰھا غیرہ فقد ھلک مِن رفضِ رعایة کمالاتہ وترکِ التأنق فی عجائباتہ والغفلةِ عما یلیق بذاتہ کما ھو عادة المبطلین. ألا تنظر إلی النصاری أنھم دُعوا إلی التوحید فما أھلکھم إلا ھذہ العلّة وسوّلتْ لھم النفسُ المضلّة والشھوة المُزِلّة أن اتخذوا عبدًا إلٰھًا وارتضعوا عُقار الضلالة والجھالة ونسوا کمال اللّٰہ تعالی وما یجب لِذاتہ ونحتوا للّٰہ البنات والبنین. ولو أنھم أمعنوا أنظارھم فی صفات اللّٰہ تعالی وما یلیق لہ من الکمالات لما أخطأ توسُّمُھم وما کانوا من الھالکین. فأشار اللّٰہ تعالی ھٰھنا أن القانون العاصم من الخطأ فی معرفة البارئ

﴿۶۷﴾

اوراس کے ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں ایک یہ اشارہ بھی ہے کہ جو معرفت باری تعالیٰ کے معاملہ میں اپنے بد اعمال سے ہلاک ہوا یا اس کے سوا کسی اور کو معبود بنا لیا تو سمجھو کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کے کمالات کی طرف سے اپنی توجہ پھیر لینے، اس کے عجائبات کا نظارہ نہ کرنے اور جو اُمور اس کے شایانِ شان ہیں ان سے باطل پرستوں کی طرح غفلت برتنے کے نتیجہ میں ہلاک ہوگیا۔ کیا تُو نصاریٰ کو نہیں دیکھتا کہ انہیں توحید کی دعوت دی گئی تو انہیں اسی بیماری نے ہلاک کیا اور ان کے گمراہ کرنے والے نفس اور پھسلا دینے والی خواہشات نے ان کے لئے (یہ گمراہ کن) خیال خوبصورت کرکے دکھا دیا کہ انہوں نے ایک (عاجز) بندے کو خدا بنا لیا اور گمراہی اور جہالت کی شراب پی لی۔ اللہ تعالیٰ کے کمال اور اس کی صفاتِ ذاتیہ کو بھول گئے اور اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے شایانِ شان کمالات پر گہری نظر ڈالتے تو ان کی عقل خطا نہ کرتی اور وہ ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہو جاتے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچانے والا قانون یہ ہے کہ

عــز اسـمــه إمـعــانُ النظـر فـى كـمــالاتــه وتتبُّـعُ صفـات تليق بـذاتــه وتـذكُّـر مـا هو أولى من جــدوٰى وأحــرىٰ مــن عـدوىٰ وتـصـوُّرُ مــا أثبـتَ بـأفعـالـه من قـوّتــه وحـولــه وقهــره وطَوْلـه فـاحـفَـظْـه ولا تكنْ من اللافتين. واعــلــم أن الــربـوبية كـلهــا لـلّٰــه والـرحـمــانية كـلها للّٰـه والـرحيـمية كـلهـا للّٰه والحكم فـى يـوم الـمجازاة كـلـه لـلّٰـه فـإيـاک وتَـأَبِّيک مِـن مـطاوعةِ مُـربّيک وكُـنْ مـن الـمسـلمين الــمـوحّـديـن. وأشـار فـى الآية إلـى أنـه تـعـالـى مُنـزّه مِن تجدُّد صــفةٍ وحُـؤول حــالةٍ ولُـحـوق وصـــمةٍ وحَـــوْرٍ بـعـد كَـوْرٍ بــل قـد ثبَـت الـحـمـد لــه أوّلا وآخــرًا وظــاهـرًا وبـاطنـا إلـى أبـد الآبـديـن. ومـن قـال خلاف ذلک فــقــد اخْـرَوْرَف وكـــان من الكافرين.

اس کے کمالات میں پورا غور کیا جائے اور اس کی ذات کے لائق صفات کی جستجو کی جائے اور ان صفات کا ورد کیا جائے جو ہر مادی عطیہ سے بہتر اور ہر مدد سے مناسب تر ہیں اور اس نے اپنے کاموں سے جو صفات ثابت کی ہیں یعنی اس کی قوت اس کی طاقت اس کا غلبہ اور اس کی سخاوت کا تصور کیا جائے۔ پس اس بات کو یاد رکھو اور لاپروا مت بنو۔ اور جان لو کہ ربوبیت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے۔ اور رحمانیت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے۔ اور رحیمیت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے اور جزا سزا کے دن کامل حکومت اللہ کے لئے ہے پس اے مخاطب اپنے پرورش کنندہ کی اطاعت سے انکار نہ کر اور موحد مسلمانوں میں سے بن جا۔ پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ تجدید صفت، حالت کی تبدیلی، کسی عیب کے الحاق اور خوبی کے بعد نقص کے پانے سے پاک ہے۔ بلکہ اس کے لئے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن میں ابدالآباد تک حمد ثابت ہے۔ اور جو اس کے خلاف کہے وہ حق سے برگشتہ ہو کر کافروں میں سے ہو گیا۔

وقد علمت أن هذه الآية ردٌّ على النصارى وعَبَدةِ الأوثان فإنهم لا يوفون اللّٰه حَقّه ولا يرجون له بَرْقَه بل يُغدِفون عليه ستارة الظلام ويلقونه فى سبل الآلام ويُبعدونه من الكمال التام ويُشركون به كثيرا من المخلوقين. فهذا هو الظن الذى أرْداهم و التقليد الذى أبادهم وأهلكهم بما عوّلوا على أقوال المفترين وزعموا أنهم من الصادقين. وقالوا إن هذه فى الآثار المنتقاة المدوَّنة عن الثقات ﴿۶۸﴾ وما تَوجَّهوا إلى عثر آبائهم وجهلِ عُلمائهم وتشريقهم وتغريبهم من مراكز تعاليم النبيّين وتَيْهِهم فى كل وادٍ هائمين. والعجب من فهمهم وعقلهم أنهم يعلمون أن اللّٰه كامل تام لا يجوز فيه نقصٌ وشُنْعَة وشحوب وذهول

آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ آیت نصاریٰ اور بُت پرستوں کی تردید کرتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق پوری طرح ادا نہیں کرتے اور اس کی روشنی کے پھیلنے کی امید نہیں رکھتے بلکہ اس پر اندھیرے کا پردہ پھیلا دیتے ہیں۔ اور اس کو دُکھوں کی راہوں میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اس کو پورے کمال سے دور رکھتے ہیں۔ اور مخلوق میں سے ایک کثیر حِصّہ کو اس کا شریک قرار دیتے ہیں۔ پس یہ ایسا غلط خیال ہے جس نے ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور وہ اندھی تقلید ہے جس نے ان کو برباد کر دیا ہے۔ مفتریوں کے اقوال پر بھروسہ کرنے نے ان کو ہلاک کر دیا اور انہوں نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ وہ سچے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں احادیث کی منتخب مدوّن کتابوں میں ثقہ راویوں سے درج ہیں۔ انہوں نے اپنے آباء کے ٹھوکریں کھانے اور اپنے علماء کے ناواقف ہونے اور انبیاء کی تعلیموں کے مراکز سے مشرق ومغرب کی طرف دور اور ہر وادی میں حیران و پریشان بھٹکنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ اُن کے عقل وفہم پر تعجب ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پوری طرح کامل ہے اس میں کسی کمی یا قباحت یا میلا پن یا فروگذاشت

وتـغيُّـرٌ وحُـؤول ثـم يُـجـوِّزون فيـه كثيـرا مـنهـا وينسبـون إليـه كـلَّ شقـوة و خسـران وعيـب ونـقـصـان ويكـذّبـون مـا كـانـوا صـدّقوه أوّلًا ويهذون كالمجانين.

وفـي لـفـظ الـحـمـد للّٰه تعليم لـلـمسلمين أنهم إذا سُئلوا وقيل لهـم مـن إلهكـم فـوجَـب علـى الـمسـلم أن يجيبه أن إلهي الذی له الحمد كله وما مِن نوعٍ كمال وقـدرة إلا وله ثابت فلا تكن من الـنـاسين. ولو لاحظَ المشركين حـظُّ الإيـمـان وأصـابهم طلٌّ من الـعرفان لما طاحَ بهم ظنُّ السوء بالذی هو قيّوم العالمين. ولكنهم حسبوه كرجل شاخَ بعد الشباب واحتـاج بـعـد صـمـديّتـه إلـى الأسبـاب ووقـعـت عـليه شدائدُ نُـحـولٍ وقُـحـول وقَشَفُ مُحول ووقـع فـی الإتـراب بـل قـرب من التباب وكان من المتربين.

یا تغیر وتبدل کا کوئی جواز نہیں۔ پھر وہ اس میں بہت سی ایسی باتوں کو روا رکھتے ہیں اور اس کی طرف ہر بدبختی، گھاٹے، عیب اور نقصان کو منسوب کرتے ہیں اور اس بات کی خود ہی تکذیب کر رہے ہیں جس کی انہوں نے پہلے تصدیق کی تھی اور پاگلوں کی طرح بکواس کرتے رہتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے الفاظ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب اُن سے سوال کیا جائے اور اُن سے پوچھا جائے کہ اُن کا معبود کون ہے تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ یہ جواب دے کہ میرا معبود وہ ہے جس کے لئے سب حمد ہے اور کسی قسم کا کوئی کمال اور قدرت ایسی نہیں مگر وہ اس کے لئے ثابت ہے۔ پس تو بھولنے والوں میں سے نہ بن۔ اگر مشرکوں پر ایمان کی کچھ بھی جھلک پڑ جاتی اور ان پر عرفان کی ہلکی سی بارش بھی ہو جاتی تو انہیں قیومِ عالمین پر بدظنی کرنا تباہ نہ کرتا۔ لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی مانند سمجھ لیا جو جوانی کے بعد بوڑھا ہو گیا ہو اور اپنی بے نیازی کے بعد اسباب کا محتاج ہو گیا ہو اور اس پر بڑھاپا اور لاغری کی مصیبتیں اور قحط کی سختیاں وارد ہوئی ہوں اور وہ مٹی میں مل گیا بلکہ تباہی کے کنارے جا لگا ہو اور بالکل محتاج ہو گیا ہو۔

﴿رَبِّ العَالَمِيْنَ . الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

اعـلـم أوّلًا أن العـالـم مـا يُعلَم ويُخبَر عنـه ومـا يدل علـى الصـانـع الكامل الواحد المدبّر بـالإرادة و يلتَحِص الطالبَ إلى الإيمان به وينصّه إلى المؤمنين.

وأمـا خبـايـا أسرارِ أسمـاءٍ ذكَـرهـا اللّٰـه تعـالـى فـي هـذه الآيـات وأودعَهـا أنـواعَ النِّكات فأَصْغِ إلـيّ أكشِفُ لك قِنـاعهـا إن كنتَ استمحتَنـي وجئتنـي كـالمخلصين. فاعلم أن هذه الصـفـات عيـون لفيـوض اللّٰـه الكـاملة النـازلة على أهـل الأرض والسمـاء وكـلُّ صـفة منبعٌ لقسمِ فيضٍ بترتيبٍ أودع اللّٰـه آثارهـا فـي العـالـم ليُرى توافُقَ قولِـه بفعلـه وليكون

﴿رَبِّ العَالَمِيْنَ . الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

سب سے پہلے تجھے یہ معلوم ہو کہ عالَم وہ ہے کہ جس کے متعلق علم حاصل کیا جائے اور خبر دی جائے اور جو ایک کامل صانع مدبر بالارادہ پر دلالت کرے اور وہ ہر طالب حق کو اس پر ایمان لانے پر مجبور کرے اور مومنوں کے مقام تک بلند کرے۔

جہاں تک ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ اسماء کے پوشیدہ اسرار اور اس میں ودیعت مختلف النوع نکات کا تعلق ہے تو میری طرف توجہ کر۔ میں تیرے لئے ان کی نقاب کشائی کروں گا۔ بشرطیکہ تو مجھ سے پوچھے اور مخلصوں کی طرح میرے پاس آئے۔ واضح ہو کہ یہ (چاروں) صفات (یعنی ربُّ العالمین، الرحمٰن، الرحیم اور مالک یوم الدین) اللہ تعالیٰ کے کامل فیوض کے چشمے ہیں جو زمین وآسمان میں رہنے والوں پر نازل ہوئے اور ہر صفت ایک خاص قسم کے فیض کا منبع ہے (اور یہ صفات) ایک ایسی ترتیب کے ساتھ (بیان کی گئی ہیں) جس طرح اُن کے آثار خدا تعالیٰ نے (اس کارخانہء) عالم میں ودیعت کر رکھے ہیں۔ تا وہ اپنے قول کا اپنے فعل سے توافق دکھائے اور تا غور وفکر کرنے

آية لـلـمتفكرين. **فـالقسم الأوّل** مـن أقسـام الـصـفـات الفيضانية صفةٌ يسمّيها ربّنا رب العالمين. وهـذه الـصفة أوسعُ الصفات فى الإفـاضة ولا بـد مـن أن نسمّـى فيـضـانهـا فيـضـانا أعمَّ لأن صفة الـربـوبية قد أحاطت الحيوانات وغيـر الـحيـوانـات بـل أحاطت السـماوات والأرضين وفيضانها أعـمُّ من كل فيض ما غادر إنسانًا ولا حيـوانًـا ولا شجرًا ولا حجرًا ولا سماءً ولا أرضا بل نزل ماء ه عـلـى كـل شـىء فـأحياه وأحاط بـالـكـائـنـات كلها ظواهرِها وبـواطـنهـا فكلُّ شىء صنيعةٌ من الـلّٰـه الذى أعطى كلَّ شىء خَلْقَه وبـدأ خَـلْـقَ الإنسـان مـن طين. واسـم ذلک الـفيض ربوبيةٌ وبه يبـذر الـلّٰه تعالٰى بذر السعادة فى كـل سعيد وعليه يتوقف استثمار الـخيرات وبروز مادة السعادات وآثـار الـورع والـحـزامة والتقاة

والوں کے لئے یہ ایک نشان ہو۔ ان فیضانی صفات کی اقسام میں سے پہلی قسم وہ صفت ہے جس کا نام ہمارا پروردگار ربّ العالمین رکھتا ہے ﴿۶۹﴾ اور یہ صفت فیض رسانی میں دوسری تمام صفات سے زیادہ وسیع ہے اسی لئے ضروری ہے کہ ہم اس صفت کے فیضان کا نام فیضانِ اعم رکھیں۔ کیونکہ صفتِ ربوبیّت تمام حیوانوں اور غیر حیوانوں پر ہی حاوی نہیں بلکہ آسمانوں اور زمینوں پر محیط ہے اور اس کا فیضان ہر فیض سے زیادہ عام ہے جس نے نہ کسی انسان کو چھوڑا اور نہ کسی حیوان کو، نہ کسی درخت کو اور نہ کسی پتھر کو اور نہ کسی آسمان کو اور نہ کسی زمین کو۔ بلکہ اس کی رحمت کا پانی ہر چیز پر نازل ہوا اور اسے زندگی عطا کی۔ اس فیضان نے تمام کائنات کی آشکارہ اور پوشیدہ اشیاء کا احاطہ کر رکھا ہے۔ پس ہر چیز اُسی اللہ کی صنعت ہے۔ جس نے ہر چیز کو (اس کی ضرورت کے مطابق) بناوٹ دی۔ اور انسان کی پیدائش کا آغاز گیلی مٹی سے کیا۔ اس فیضان کا نام ربوبیت ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہر سعید انسان میں سعادت کی تخم ریزی کرتا ہے۔ نیکیوں کے ثمرات، نیک بختی کے مادے کا ظہور پارسائی اور حزم وتقویٰ کے آثار اور ہر وہ خوبی جو

وكل ما يوجد في الرشيدين. وكل شقي وسعيد وطيّب وخبيث يأخذ حَظّه كما شاء ربُّه في المرتبة الربوبية فهذا الفيض يجعل من يشاء إنسانًا ويجعل من يشاء حمارًا ويجعل ما يشاء نُحاسا ويجعل ما يشاء ذهبًا وما كان اللّٰه من المسؤولين. واعلم أن هذا الفيض جار على الاتصال بوجه الكمال ولو فُرض انقطاعه طرفةَ عين لفسدت السماوات والأرض وما فيهن ولكن أحاط صحيحًا ومريضًا ويَفاعًا وحضيضًا وشجرًا وحجرًا وكل ما في العالمين. وقدّم اللّٰه هذا الفيض في كتابه وضعًا لتقدُّمِه في عالم أسبابه طبعًا فليس هذا التقديم محدودًا في توشية الكلام ومحصورا في رعاية الصفاء التام بل هي بلاغة حِكمية لإراءة النظام من حيث إنه تعالى جعل أقواله مرآةً لرؤية

صاحبِ رشد لوگوں میں پائی جاتی ہے اسی فیض ربوبیت پر موقوف ہے۔ اور ہر بد بخت و نیک بخت اور پاک و ناپاک اپنا حِصّہ اسی طرح پاتا ہے۔ جس طرح اس کے ربّ نے اپنے مرتبہ ربوبیت میں اس کے لئے چاہا۔ پس یہ فیضان جسے چاہے انسان بنا دیتا ہے اور جسے چاہے گدھا بنا دیتا ہے۔ جس چیز کو چاہے پیتل بنا دیتا ہے اور جسے چاہے سونا بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ یہ فیضان لگاتار پورے کمال کے ساتھ جاری ہے اور اگر ایک لحظہ کے لئے بھی اس کا انقطاع فرض کر لیا جائے تو زمین و آسمان اور ان کی موجودات تباہ و برباد ہو جائیں۔ لیکن یہ فیضان ہر تندرست اور مریض، بلندی اور پستی، درخت اور پتھر اور جو کچھ سب جہانوں میں ہے سب پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس فیض کو سب سے پہلے اس لئے بیان فرمایا کہ عالم اسباب میں وہ طبعًا تقدّم رکھتا ہے۔ پس یہ تقدیم محض کلام کو سجانے اور سلاست و روانی کے پیشِ نظر ہی نہیں بلکہ اس میں تو حکیمانہ بلاغت سے نظامِ کائنات کو دکھانا مقصود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اقوال کو مخلوق کے مختلف طبقات میں موجود اپنے افعال کے دکھانے کے

أفعالـه الـموجـودة فی طبقات الأنام لتطمئن به قلوب العارفين . **والقسم الثانی** من الصفات الـفيضـانية صفة يسمّيها ربُّنا الرحمن. ولا بد من أن نسمّی فيضانه فَيضانًا عاما ورحمانية ولـه مرتبةٌ بعد مرتبة الفيضان الأعمّ وهو أخصّ من الفيضان الأول ولا ينتفع منه إلا ذوو الروح من أشياء السماء والأرضين. وإن اللّٰه فی وقت هذا الفيض لا ينظر الاستحقاقَ والعمل والشكر بل يُنزله فضلا منه على كلّ ذی روحٍ إنسانا كان أو حيوانًا مجنونًا كان أو عاقلا مؤمنًا كان أو كافرًا ويُنجّی كلَّ روح من هلكةٍ دانت منها بعد ما كادت تهوی فيها ويُعطی كلَّ شیء خَلقًا ينفعه لأن اللّٰه جوّاد بالذات وليس بضنين. فكل ما ترٰی فی السماءِ من

لئے آئینہ بنایا ہے تا اس سے عارفوں کے دل تسلّی پائیں ۔ ان صفاتِ فیضانیہ کی **دوسری قسم** وہ صفت ہے جس کا نام ہمارا پروردگار اَلرَّحْمٰن رکھتا ہے ۔ پس ضروری ہے کہ ہم بھی اس (صفت) کے فیضان کو فیضانِ عام اور رحمانیت کے نام سے پکاریں ۔ اس کا مرتبہ فیضانِ اَعَم (ربوبیّت) کے بعد ہے اور اس فیضان کا دائرہ عمل اُس پہلے فیضان سے اَخَص ہے اور اس سے آسمان اور زمینوں کی صرف جاندار اشیاء ہی نفع حاصل کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اس فیض کے وقت کسی خاص حق، عمل اور شکر کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ محض اپنے فضل سے ہر ذی روح پر اس فیضان کو نازل فرماتا ہے چاہے وہ انسان ہو یا حیوان ۔ دیوانہ ہو یا عاقل، مومن ہو یا کافر، اور ہر روح کو اُس ہلاکت سے بچاتا ہے جو اس کے قریب پہنچ چکی ہو اور وہ (روح) اس میں گرنے ہی لگی ہو اور ہر شے کو ایسی شکل و صورت عطا کرتا ہے جو اس کے لئے مفید ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بالذّات سخی ہے اور ہرگز بخیل نہیں اور جو کچھ تمہیں آسمان میں نظر آتا ہے مثلاً

﴿۷۰﴾

الشمس والقمر والنجوم والمطر و الهواء وما ترى فى الأرض من الأنهار والأشجار و الأثمار والأدوية النافعة والألبان السائغة والعسل المصفّى فكلها مِن رحمانيته عزّوجلّ لا مِن عمل العاملين. و إلى هذا الفيضان أشار الله تعالى فى قوله وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ. وفى قوله تعالىٰ: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. وفى قوله تعالىٰ: مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ. وفى قوله تعالىٰ : مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ. تذكرة للمتّقين ولو لم يكن هذا الفيضان لما كان لِطيرٍ أن يطير فى الهواء ولا لحوتٍ أن يتنفس فى الماء ولأبادَ كلَّ مُعِيل ضَفَفُه وكلَّ ذى قَشَفٍ شَظَفُه وما بقِى

سورج، چاند، ستارے، بارش اور ہوا اور جو کچھ زمین میں نظر آ رہا ہے مثلاً نہریں، درخت اور پھل، نفع مند دوائیں، خوش ذائقہ دودھ اور مصفّا شہد، یہ سب خدائے عزّ و جلّ کی رحمانیت سے ہیں نہ کسی عامل کے عمل کی وجہ سے۔ اس فیضان کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی اِن آیات میں اشارہ فرمایا ہے۔ وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ۔[1] اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔[2] مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ۔[3] مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ۔[4] یہ سب (آیات) متقیوں کے لئے بطور یاددہانی کے ہیں۔ اور اگر یہ فیضان نہ ہوتا تو نہ کوئی پرندہ ہوا میں اُڑ سکتا اور نہ کوئی مچھلی پانی میں سانس لے سکتی۔ اور ہر عیال دار کو اس کے مال کی قلّت اور اولاد کی کثرت اور ہر تنگ دست کو اس کی روزی کی تنگی ہلاک کر دیتی۔ اور اس کے ازالہ کی کوئی صورت باقی

۱؎ اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ (الاعراف:۱۵۷)
۲؎ بے انتہا رحم کرنے والا اور بن مانگے دینے والا۔ اس نے قرآن کی تعلیم دی۔ (الرحمٰن:۲،۳)
۳؎ کون ہے جو رات کو اور دن کو تمہیں رحمٰن کی گرفت سے بچا سکتا ہے؟ (الانبیاء:۴۳)
۴؎ رحمٰن کے سوا کوئی نہیں جو انہیں روکے رکھے۔ (الملک:۲۰)

سبيل لإماطته كما لا يخفى على المستطلعين.

ألا ترى كيف يحيى اللّٰه الأرض بعد موتها ويكوّر الليلَ على النهار ويكوّر النهارَ على الليل وسخّر الشمس والقمر كلٌّ يجرى لأجل مسمّى إن فى ذٰلك لآياتٍ رحمانية للمتدبرين. وجعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهارَ مبصِرًا وجعل لكم الأرض قرارًا والسمآء بناءً وصَوَّرَكم فأحسَنَ صُوركم ورزَقكم من الطيبات فذالكم الرحمن ربكم مُربِّى المساكين. والذين كفروا برحمانيته فجعلوا للّٰه عليهم سلطانا مبينا وما قدروا اللّٰه حق قدره وكانوا من الغافلين.

نہ رہ جاتی۔ جیسا کہ واقفِ حال لوگوں پر ظاہر ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مرجانے کے بعد اس کوکس طرح زندہ کرتا ہے اور رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے اور دن کو رات پر اوڑھا دیتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو خدمت پر لگا رکھا ہے (چنانچہ) ہر ایک (سیّارہ) ایک معیّن میعاد تک (اپنے مقررہ راستہ پر) چلا جارہا ہے۔ اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے کھلے کھلے نشانات ہیں۔ پھر اس نے تمہارے لئے رات کو اس لئے بنایا ہے کہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا ہے اسی طرح اُس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قیام بنایا ہے اور آسمان کو تمہاری (بقا کی) بنیاد بنایا ہے اور اس نے تمہیں صورتیں بخشیں اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا۔ اور تم کو پاکیزہ رزق بخشا ہے۔ پس یہی رحمان تمہارا پروردگار ہے جو مسکینوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ جو لوگ اس کی رحمانیت کے منکر ہیں انہوں نے اپنے خلاف اللہ تعالیٰ کو ایک کھلا کھلا ثبوت مہیّا کر دیا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا اندازہ اس طرح نہیں کیا جس طرح کرنا چاہیے تھا وہ

﴿۱۷﴾

ألا يــرون إلــى الشــمــس التــى تجرى من المشرق إلى المغرب. أ كـان خَلقها وجريها مِن عملهم أو مِـن تـفـضُّل الـرحـمـن الذى وسـعـتْ رحـمـانيتـه الصالحين والـظالمين. وكذلك يُنزل اللّٰه مـاءً فى أوقاته فيُنشىء به زروعًا وأشـجـارا فيهـا فـواكـه كثيرة أفهذه الـنـعماء مِن عمل عامل أو رحمانية خـالـصة مـن اللّٰه تعالى الـذى نـجـانـا مِن كل اعتيـاص الـمعيشة وأعـطـانـا سُلّمًا لـكل حــاجة نــحتــا ج فيهــا إلــى الارتــقــاء وأرشِيةً نــحتــا ج إليهـا لـلاستسـقـاء . فسبحـان اللّٰـه الذى أنعم علينا برحمانيته ومـا كـان لـنـا من عمل نستحق بــه بــل خـلَق نـعـمـاء ه قبـل أن نُـخـلَـق فـانـظـر هـل تـرى مثلـه فـى الـمنعِمين. فـحاصل الـكـلام أن الـرحـمـانية رحمة عـامة لـنـوع الإنسـان والحيوان

غافل ہی رہے۔ کیا وہ سورج کو نہیں دیکھتے جو مشرق سے مغرب کو چلا جا رہا ہے۔ کیا اس کی پیدائش اور اس کی یہ حرکت ان کے کسی اپنے عمل کا نتیجہ ہے؟ یا محض اس خدائے رحمان کے فضل سے ہے جس کی رحمانیت نیکوکاروں اور ظالموں پر (یکساں) حاوی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ پانی کو اس کی ضرورت کے وقتوں پر برساتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ کھیتیاں اور درخت اُگاتا ہے۔ جن میں بڑی کثرت سے پھل (لگتے) ہیں۔ کیا یہ (ساری) نعمتیں کسی عامل کے عمل کے نتیجہ میں ہیں یا اس خدا تعالیٰ کی خالص رحمانیت سے ہیں جس نے ہمیں سامان زیست کی تنگی سے نجات دی ہے۔ ہمیں ہر ضرورت میں ارتقا کے لئے ایک سیڑھی دی ہے اور رسیاں بھی دی ہیں۔ جن کی ہمیں پانی حاصل کرنے کے لئے ضرورت پڑتی ہے۔ پس پاک ہے اللہ جس نے اپنی رحمانیت کے نتیجہ میں ہم پر انعام کیا۔ ورنہ ہمارا ایسا کوئی عمل نہیں تھا، جو ہمیں اس کا مستحق بنا دیتا۔ بلکہ اس نے اپنی یہ نعمتیں ہماری پیدائش سے بھی پہلے پیدا کر رکھی ہیں۔ پس خوب غور کرو کیا تمہیں اس شان کا کوئی منعم کہیں نظر آتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ رحمانیت بنی نوع انسان اور

ولــكــل ذى روح وكــل نـفــس مـنـفـوسة مِـن غيــر إرادةِ أجرِ عـمـلٍ ومِن غير لحاظِ استحقاقِ عبدٍ بصلاحه وتورُّعه فى الدين.

والـقسـم الثالث مـن الـصفات الـفيـضــانية صـفة يُسمّيهـا ربُّنـا الــرحيـم ولا بـد مـن أن نسمّـى فيـضـانها فيضانا خاصًا ورحيميةً مـن الـلّـه الـكريم للذين يعملون الــصــالــحات ويشـمّـرون ولا يـقـصّرون ويذكرون ولا يغفلون ويبــصــرون ولا يتــعـــامــون ويستـعدّون ليوم الرحيل ويتّقون سـخـط الـربّ الـجـليل ويبيتون لـربهـم سُـجّدًا وقيامًا ويصبحون صــائـمـيـن. ولا يـنسـون مـوتهم ورجـوعهم إلى مولاهم الحق بل يـعتبـرون بـنعيٍ يُسمَع ويرتاعون لإلفٍ يُفقَد ويذكرون مناياهم من مـوت الأحبــاب ويهـولُهـم هَيْلُ التـراب عـلـى الأتراب فيلتاعون ويتنبهـون ويُريهم اخترامُ الأحبّة

حیوان کے لئے اور ہر جاندار اور ہر پیدا شدہ جان کے لئے ایک عام رحمت ہے جو کسی عمل پر اجر دینے کے ارادہ کے بغیر ہے نیز کسی شخص کے دین میں تقویٰ اور نیکی پر بطور حق کے نہیں۔

فیضانی صفات میں سے تیسری قسم وہ صفت ہے جس کا نام ہمارے پروردگار نے الرَّحِیم رکھا ہے۔ اور ضروری ہے کہ ہم اس فیضان کو فیضانِ خاص اور خدائے کریم کی طرف سے رحیمیت کے نام سے پکاریں یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو نیک کام کرتے ہیں۔ ہر وقت نیک کاموں کے لئے تیار رہتے ہیں اور کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں کبھی غافل نہیں ہوتے۔ آنکھوں سے کام لیتے ہیں، اندھے نہیں بنتے۔ کوچ کے دن کے لئے تیار رہتے ہیں اور ربِّ جلیل کی ناراضگی سے بچتے ہیں۔ اپنے ربّ کے لئے سجدہ اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اپنی موت اور اپنے مالک حقیقی کی طرف واپس لوٹنے کو نہیں بھولتے۔ بلکہ کسی کی موت کی خبر سُن کر عبرت حاصل کرتے ہیں اور کسی دوست کے اس جہان سے اُٹھ جانے پر کانپ اُٹھتے ہیں۔ دوستوں کی موت سے اپنی موتوں کو یاد کرتے ہیں۔ اپنے ہم عمر ساتھیوں پر مٹی ڈالنا انہیں خوف دلاتا ہے۔ پس وہ ان کے غم سے جلتے ہیں اور خود ہوشیار ہو جاتے ہیں۔

موتَ أنفسهم فيتوبون إلى اللّٰه وهم من الصالحين. فلعلّك فهمتَ أن هذا الفيضان ينزل من السمآء على شريطة العمل والتورّع والسِّمَت الصالحة والتقوى والإيمان ولا وجودَ له إلا بعد وجود العقل والفهم وبعد وجود كتاب اللّٰه تعالى وحدوده وأحكامه وكذلك المحرّومون من هذه النعمة لا يستحقون عتابا ومؤاخذة من قَبْل هذه الشرائط. فظهَر أن الرحيمية تَوْءَمٌ لكتاب اللّٰه وتعليمه وتفهيمه فلا يؤخذ أحدٌ قبله ولا يُدرِك أحدا عطبُ القهر إلا بعد ظهور هذه الرحيمية ولا يُسأل فاسق عن فسقه إلا بعدها. فخُذْ هذا السرّ منى وهو ردٌّ على المتنصرين. فإنهم قائلون بلسع الذنب من آدم إلى انقطاع الدنيا ويقولون إن

﴿۷۲﴾

دوستوں کی مفارقت انہیں اپنی موت (کا نظارہ) دکھا دیتی ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور نیکوکار بن جاتے ہیں۔ اب شاید تم سمجھ گئے ہو گے کہ اس فیضان کا آسمان سے نازل ہونا عمل (صالح)، پرہیزگاری، راست روی، پارسائی اور ایمان کے ساتھ مشروط ہے اس فیض کا وجود عقل اور فہم کے وجود اور کتاب اللہ اور اس کی حدود اور احکام کے نزول کے بعد ہی ممکن ہے۔ اسی طرح جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں وہ ان شرائط (کے پورا ہونے) سے قبل کسی عتاب یا مؤاخذہ کے مستحق نہیں ٹھہرتے۔ لہٰذا ظاہر ہو گیا کہ رحیمیّت کی صفت اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کی تعلیم و تفہیم کی توام ہے۔ اور اس (کتاب اللہ کے نزول) سے قبل کسی پر گرفت نہیں ہوتی اور نہ کسی پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوتا ہے جب تک یہ رحیمیّت ظاہر نہ ہو۔ کسی بدکار انسان سے اس کی بدکاری کے متعلق مؤاخذہ اس کے بعد ہی ہوگا۔ پس یہ بھید کی بات مجھ سے سمجھ لے اور یہ عیسائیوں کی زبردست تردید ہے کیونکہ وہ تو آدم سے لے کر دنیا کے خاتمہ تک گناہ کی

كل عبد مذنبٌ سواء عليه بلَغه كتابٌ من اللّٰه تعالى وأُعطىَ له عقل سليم أو كان من المعذورين. وزعموا أن اللّٰه تعالى لا يغفر أحدًا إلا بعد إيمانه بالمسيح وزعموا أن أبواب النجاة مغلقة لغيره ولا سبيل إلى المغفرة بمجرد الأعمال فإن اللّٰه عادل والعدل يقتضي أن يعذّب من كان مذنبا وكان من المجرمين. فلما حصحص اليأس من أن تُطهَّر الناسُ بأعمالهم أرسلَ اللّٰه ابنَه الطاهر ليَزِرَ وِزْرَ الناس على عنقه ثم يُصلَب ويُنجّي الناس من أوزارهم فجاء الابن وقُتل ونجّى النصارى فدخلوا في حدائق النجاة فرحين. هذه عقيدتهم ولكن من نَقَدَها بعين المعقول و

نیش زنی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر انسان گنہ گار ہے خواہ اُسے خدا تعالیٰ کی کتاب پہنچی ہو اور اُسے عقلِ سلیم عطا ہوئی ہو یا وہ معذوروں میں سے ہو اور ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام (کی صلیبی موت) پر ایمان لائے بغیر کسی کو نہیں بخشتا اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مسیحؑ پر ایمان نہ لانے والے پر نجات کے دروازے بند ہیں۔ اور محض اعمال سے مغفرت تک پہنچنے کا کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور عدل اِس بات کا مقتضی ہے کہ جو بھی گنہ گار اور مجرم ہو اس کو سزا دی جائے۔ پس جب اس بارہ میں کامل مایوسی واضح ہوگئی کہ لوگ اپنے اعمال کے ذریعہ (گناہوں سے) پاک ہو سکیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاکیزہ بیٹے کو بھیجا تا وہ لوگوں کے (گناہ کے) بوجھ اپنی گردن پر اُٹھالے اور پھر صلیب دیا جائے۔ اور اس طرح لوگوں کو ان کے (گناہ کے) بوجھوں سے نجات دلائے۔ پس خدا کا بیٹا آیا اور وہ خود قتل ہوا اور عیسائیوں نے نجات پائی اور وہ نجات کے باغیچوں میں خوش وخرم داخل ہوگئے۔ یہ ان کا عقیدہ ہے لیکن جو شخص عقل کی آنکھ سے اِس عقیدہ کو پرکھے اور اُسے تحقیقات کی کسوٹی پر کسے تو وہ اُسے محض غیر معقول باتوں

وَضعها على معيار التحقيقات سلَكها مسلك الهذيانات. وإنْ تعجَب فما تجد أعجبَ من قولهم هذا. لا يعلمون أن العدل أهمُّ و أوجب من الرحم فمن ترك المذنب وأخذ المعصوم ففعَل فعلًا ما بقِي منه عدل ولا رحم وما يفعل مثل ذلك إلا الذى هو أضل من المجانين. ثم إذا كانت المؤاخذات مشروطة بوعد الله تعالى ووعيده فكيف يجوز تعذيب أحد قبل إشاعة قانون الأحكام وتشييده وكيف يجوز أخذُ الأولين والآخرين عند صدور معصية ما سبَقها وعيدٌ عند ارتكابها وما كان أحد عليها من المطّلعين. فالحق أن العدل لا يوجد أثره إلا بعد نزول كتاب اللّٰه ووعده ووعيده وأحكامه وحدوده وشرائطه. وإضافة العدل الحقيقى إلى الله تعالى

کا سلسلہ قرار دے گا۔ اگر تُو (اس عقیدہ پر) تعجب کرے (تو بجا ہے) کیونکہ تُو ان کے اس دعویٰ سے زیادہ عجیب بات اور کہیں نہیں پائے گا۔ وہ نہیں جانتے کہ عدل رحم سے بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ پس جو گنا ہگار کو چھوڑ دے اور بے گناہ کو سزا دے اس نے ایک ایسا فعل کیا جس سے نہ عدل باقی رہ گیا اور نہ رحم اور ایسا کام سوائے اس کے کوئی نہیں کر سکتا جو پاگلوں سے بھی گیا گزرا ہو۔ پھر جبکہ مؤاخذہ خدا تعالیٰ کے وعدہ اور وعید کے ساتھ مشروط ہے تو پھر ضابطہ احکام کی اشاعت اور اس کے استحکام سے قبل کسی کو سزا دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ کسی ایسی معصیت کے صادر ہونے پر جس کے ارتکاب کے وقت نہ کوئی وعید موجود ہوا اور نہ کسی کو اس کی اطلاع ہو پہلوں اور پچھلوں کا مؤاخذہ کیونکر جائز ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب اس کے وعدہ اور اس کی وعید اس کے احکام اور اس کی حدود اور اس کی شرائط کے نزول کے بعد ہی عدل کا وجود و نفوذ ممکن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف عدل حقیقی کی نسبت قطعاً غلط اور

باطل لا أصل لها لأن العدل لا يُتصوَّر إلا بعد تصوُّرِ الحقوق وتسليم وجوبها وليس لأحد حق على رب العالمين. ألا ترى أن اللّٰه سخّر كل حيوان لِلإنسان وأباح دماءها لأدنى ضرورته فلو كان وجوب العدل حقًّا على اللّٰه تعالى لما كان له سبيلٌ لإجراء هذه الأحكام وإلا فكان من الجائرين. ولكن اللّٰه يفعل ما يشاء في ملكوته يُعزّ من يشاء ويُذلّ من يشاء ويُحيي من يشاء ويميت من يشاء ويرفع من يشاء ويضع من يشاء. ووجود الحقوق يقتضي خلاف ذلك بل يجعل يداه مغلولة وأنت ترى أن المشاهدة تُكذّبها وقد خلق اللّٰه مخلوقه على تفاوُت المراتب فبعض مخلوقه أفراسٌ وحمير وبعضه جِمالٌ

بے بنیاد ہے۔ کیونکہ عدل کا تصوّر تب ہوسکتا ہے جب اس سے پہلے حقوق کا تصوّر کیا جائے اور ان کے وجوب کو تسلیم کر لیا جائے مگر ربّ العالمین پر تو کسی کا کوئی حق نہیں ہوسکتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُس نے ہر حیوان کو انسان کی خدمت میں لگایا ہوا ہے؟ اس کی ادنیٰ ضرورت کے لئے بھی ان کا خون بہانے کو جائز رکھا ہے۔ اگر عدل کو بطور حق کے اللہ کے ذمہ واجب قرار دیا جائے تو پھر اس کے لئے ایسے احکام کے جاری کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا ورنہ اس کا شمار ظالموں میں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ جسے چاہے عزّت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔ جسے چاہے زندہ رکھتا ہے اور جسے چاہے موت دیتا ہے جسے چاہے وہ بلند کرتا ہے اور جس کو چاہے پست کر دیتا ہے مگر حقوق کے وجود کا تقاضا اس سے اُلٹ ہے بلکہ یہ تو اس کے ہاتھ کو باندھ دیتا ہے اور تم دیکھتے ہو کہ تمہارا مشاہدہ حقوق کے دعویٰ کو جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو مختلف درجوں میں پیدا کیا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کچھ تو گھوڑے اور گدھے ہیں اور کچھ اونٹ اور اونٹنیاں ہیں۔ کچھ کُتّے اور

﴿۷۳﴾

ونوق وكلاب وذياب ونمور وجعل لبعض مخلوقه سمعًا وبصرًا وخلق بعضهم صُمًّا وجعل بعضهم عمين. فلأيّ حيوان حقٌّ أن يقوم ويخاصم ربَّه أنه لِم خلَقه كذا ولَم يخلقه كذا. نعمْ كتَب اللّٰه على نفسه حق العباد بعد إنزال الكتب وتبليغ الوعد والوعيد وبشَّر بجزاء العاملين. فمن تبع كتابه ونبيه ونهى النفسَ عن الهوى فإن الجنة هى المأوى ومن عصى ربه وأحكامه وأبى فسيكون من المعذَّبين. فلما كان مَلاكُ الأمر الوعد والوعيد لا العدل العتيد الذى كان واجبا على اللّٰه الوحيد انهدم من هذا الأصول المنيفُ الممرَّدُ الذى بناه النصارى من أوهامهم. فثبت أن إيجاب العدل الحقيقى

بھیڑیئے اور چیتے ہیں۔ اس نے کچھ مخلوق کو تو کان اور آنکھیں دی ہیں۔ بعض کو بہرا پیدا کیا ہے اور بعض کو اندھا بنایا ہے پس کس جاندار کو یہ حق ہے کہ وہ کھڑا ہو اور اپنے ربّ سے جھگڑا کرے کہ اُس نے اُسے اِس طرح کیوں پیدا کیا؟ اور اُس طرح کیوں پیدا نہیں کیا؟ ہاں اللہ تعالیٰ نے کتابیں بھیجنے اور تبشیر و انذار مکمل کرنے کے بعد خود اپنے اوپر بندوں کا حق قرار دے لیا ہے۔ اور اس نے عمل کرنے والوں کو مناسب جزا کی بشارت دی ہے۔ پس جو شخص اس کی کتاب اور اس کے نبی کی پیروی کرے اور اپنے نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکے رکھے تو یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے لیکن جو شخص اپنے ربّ اور اس کے احکام کی نافرمانی اور انکار کرے تو وہ ضرور سزا یافتہ ہوگا۔ پس جبکہ وعدہ وعید پر ہی جزا کا مدار ہے نہ کہ کسی خود ساختہ عدل پر جو خدائے وحید پر لازم قرار دیا جائے تو اس اصول سے عیسائیوں کے اوہام سے تعمیر کردہ بلند و بالا عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر

علی اللّٰہ تعالی خیال فاسد ومتاع کاسد لا یقبلہ إلا من کان من الجاھلین. ومن ھنا نجد أن بناء عقیدۃ الکفّارۃ علی عدل اللّٰہ بناءٌ فاسد علی فاسد فتدبَّرْ فیہ فإنہ یکفیک لکسر صلیب النصاری إن کنت من المناظرین. واسم ھذہ الصفۃ فی کتاب اللّٰہ تعالی رحیمیّۃ کما قال اللّٰہ تعالی فی کتابہ العزیز وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا وقال وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فھذا الفیضان لا یتوجہ إلا إلی المستحق ولا یَطلبُ إلا عامِلا وھذا ھو الفرق بین الرحمانیّۃ والرحیمیّۃ والقرآن مملوٌّ من نظائرہ ولکن کفاک ھذا القدر إن کنت من العاقلین.

القسم الرابع من الفیضان فیضان نسمّیہ فیضانًا أخصّ

عدل حقیقی واجب ٹھہرانا ایک فاسد خیال اور کھوٹی جنس ہے۔ جسے جاہلوں کے سوا اور کوئی قبول نہیں کر سکتا۔ اس (بحث) سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کفّارہ کے عقیدہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کے عدل پر رکھنا بناءِ فاسد علَی الفاسد ہے۔ پس اس بارہ میں خوب غور کرو کیونکہ اگر تم مناظرین اسلام میں سے ہو تو نصاریٰ کی صلیب کو توڑنے کے لئے یہی چیز تمہارے لئے کافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب میں اس صفت کا نام رحیمیّت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے۔ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا [1] اور پھر فرمایا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [2]۔ پس یہ فیضان صرف اس کے مستحق کی طرف ہی رُخ کرتا ہے اور صرف عمل کرنے والوں کا ہی متلاشی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیّت میں یہی فرق ہے اور قرآن کریم اس فرق کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن اس جگہ اتنا بیان ہی کافی ہے اگر تم عقلمندوں میں سے ہو۔

فیضان کی چوتھی قسم وہ فیضان ہے جسے ہم فیضانِ اَخصّ یا مَالکیّت کے مظہرِ تام کے نام

﴿۷۴﴾

[1] اور وہ مومنوں پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الاحزاب: ۴۴)

[2] اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (البقرۃ: ۲۱۹)

ومظهرًا تامًّا للمالكية وهو أكبر الفيوض وأعلاها وأرفعها وأتمّها وأكملها ومُنتهاها وثمرة أشجار العالمين و لا يظهر إلا بعد هدم عمارات هذا العالم الحقير الصغير ودروسِ أطلاله وآثاره و شحوبِ سحنته ونضوبِ ماء وَجنته وأفولِ نجمه كالمغرّبين. وهو عالم لطيف دقّتْ أسراره وكثرت أنواره يحارُ فيها فهمُ المتفكرين. وإن قلت لِم قال اللّٰه تعالى في هذا المقام مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وما قال عادلُ يوم الدين. فاعلم أن السِّر في ذلك أن العدل لا يتحقق إلا بعد تحقُّق الحقوق وليس لأحدٍ من حقٍّ على اللّٰه رب العالمين. ونجاة الآخرة موهبة من اللّٰه تعالى للذين آمنوا به

سے پکارتے ہیں اور وہ فیوض میں سب سے بڑا، سب سے اعلیٰ، سب سے بلند، جامع، سب سے زیادہ مکمل اور فیوض کا منتہٰی ہے۔اور تمام جہانوں کے درختوں کا پھل بھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فیضان کا ظہور کامل اِس حقیر اور صغیر عالم کی عمارتوں کے مسمار ہونے، اس کے کھنڈروں اور نشانات کے مٹ جانے، اس کے رنگ و روپ کے متغیر ہو جانے اور اس کے رخساروں کی آب و تاب زائل ہو جانے اور سب غروب ہونے والوں کی طرح اس کے ستارہ کے غروب ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔اور مالکیّت ایک لطیف عالَم ہے۔جس کے اسرار نہایت دقیق ہیں اور اس کے انوار بہت زیادہ ہیں۔اس میں غور وفکر کرنے والوں کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔اور اگر تم پوچھو کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کیوں کہا اور عَادِلِ يَوْمِ الدِّيْنِ (کیوں) نہیں کہا تو واضح ہو کہ اس میں بھید یہ ہے کہ عدل کا تصوّر اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک حقوق کو تسلیم نہ کر لیا جائے اور جہانوں کے پروردگار خدا پر تو کسی کا کوئی حق نہیں اور آخرت کی نجات خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے لئے محض ایک عطیہ ہے جو اس پر ایمان لائے اور

وسارعوا إلى امتثاله وتقبُّل أحكامه وعبادته ومعرفته بسرعة معجبةٍ كأنهم كانوا في نَجاء حركاتهم ومَسائحِ غَدَواتِهم ورَوحاتهم ممتطين على هوجاءَ شِمِلَّةٍ و نُوقٍ مُشْمَعِلَّةٍ وإن لم يُتِمّوا أمر الإطاعة وما عبدوا حق العبادة وما عرفوا حق المعرفة ولكن كانوا عليها حريصين. وكذلك الذين عصوا ربهم وإن لم تبلغ شقوتهم مداها ولكن كانوا إليها مسارعين وكانوا يعملون السيئات ويزيدون في جرائتهم وما كانوا من المنتهين. فكلٌّ يرىٰ ما كان في نيّته رحمةً من اللّٰه أو قهرًا فمَن ناوَحَ مَهَبَّ نسيمِ الرحمة فسيجد حظًّا منها خالدًا فيها ومَن قابَلَ صراصرَ

جنہوں نے اس کی اطاعت کرنے اور اس کے احکام کو قبول کرنے ، اس کی عبادت کو بجالانے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے لئے حیران کن تیزی سے قدم بڑھایا گویا وہ اپنی حرکات کی تیزی میں اور صبح وشام کے سفروں میں تیز رفتار اور تیز گام اُونٹنیوں پر سوار تھے اور گو وہ اطاعت کے معاملہ کو پورے کمال تک نہ پہنچا سکے اور نہ عبادت کا پورا حق ادا کر سکے ہوں اور نہ ہی معرفت کی حقیقت کو پوری طرح پا سکے ہوں لیکن ان باتوں کے حصول کے شدید خواہشمند رہے ہوں۔ اور اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی۔ اگر چہ ان کی بدبختی اپنی انتہا کو نہیں پہنچی لیکن وہ اس (بدبختی) کی طرف تیزی سے بڑھتے رہے، بُرے عمل کرتے رہے اور بدی کرنے پر اپنی جرأت میں ترقی کرتے گئے اور وہ (بدی کے کاموں سے) رُکنے والے نہ تھے۔ پس (ایسے لوگوں میں سے) ہر شخص اپنی اپنی نیّت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رحمت یا اس کا قہر دیکھے گا۔ پس جس نے اپنا رُخ اُدھر پھیرا جدھر سے نسیمِ رحمت آ رہی ہو تو وہ ضرور رحمت سے اپنا حِصّہ پائے گا۔ اور اس میں رہتا چلا جائے گا۔ اور جو قہر کی تند ہواؤں کی زد میں

القهر فسيقع في صدماتها. وما هذا إلا المالكية لا العدل الذي يقتضي الحقوق فتدبَّرْ ولا تكن من الغافلين.

واعلم أن في ترتيب هذه الصفات بلاغةٌ أخرىٰ نريد أَن نذكرها لتكتحل مِن كُحل المتبصّرين. وهو أن الآيات التي رصّع اللّٰهُ بعدَها كلها مقسومة على تلك الصفات بِرّعاية المحاذاة ﴿۷۵﴾ ووضعِ بعضها تحت بعض كطبقات السماوات والأرضين. وتفصيله أنه تعالى ذكر أوّلًا ذاتَه وصفاته بترتيب يوجَد في العالمين. ثم ذكَر كل ما هو يناسب البشريةَ بترتيب يُشاهَد في قانون اللّٰه ومع ذلك جعَل كل صفةٍ بشريةٍ تحت صفةٍ إلٰهيّة وجعل لكل صفة إنسانية مشرَبًا وسُقيًا من صفةٍ إلٰهية

آ گیا تو وہ ضرور اُن کے تھپیڑے کھائے گا اور یہ مالکیّت ہی ہے عدل نہیں جو حقوق کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس تم خوب غور کرو اور دیکھو کہیں غافلوں میں شامل نہ ہو جانا۔

واضح ہو کہ ان صفاتِ الٰہیہ کی ترتیب میں ایک اور بلاغت پائی جاتی ہے جسے ہم (یہاں) بیان کرنا چاہتے ہیں۔ تا صاحبِ بصیرت لوگوں (کی بینائی) کے سُرمہ سے آپ کی آنکھیں بھی روشن ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کے معاً بعد جو آیات سجائی ہیں وہ انہیں صفات پر منقسم ہیں۔ ہر آیت مذکورہ صفات کی ترتیب کے لحاظ سے بالمقابل اور مشابہ واقع ہونے کے اس صفت سے متعلق ہے اور ایک صفت کے تحت ایک آیت لائی گئی ہے جیسے کہ آسمانوں اور زمینوں کے طبقات اوپر تلے ہیں۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا اسی ترتیب کے ساتھ ذکر کیا جو کائناتِ عالَم میں پائی جاتی ہے۔ پھر ان تمام امور کو جو بشریّت کے مناسبِ حال ہیں اسی ترتیب کے ساتھ بیان کیا جو خدائی قانون میں نظر آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہر بشری صفت کو ایک الٰہی صفت کے تحت رکھ دیا۔ اور ہر انسانی صفت کے لئے ایک صفتِ الٰہیہ کو گھاٹ اور پینے کا

تستفیض منها وأریٰ التقابلَ بینهما بترتیب وضعی یوجَد فی الآیات فتبارک اللّٰه أحسن المرتّبین. وتشریحه التام أن الصفات مع اسم الذات خمسةُ أبحرٍ قد تقدّمَ ذکرُها فی صدر السورة أعنی ①اللّٰه ②ورب العالمین ③والرحمن④ والرحیم ⑤ومالک یوم الدین. فجعل اللّٰه کمثلها خمسة من المغترفات مما ذکر من بعد وقابلَ الخمسةَ بالخمسةِ وکل واحد من المغترفات یشرب مِن ماءِ صفةٍ تُشابهه وتُناوحه وتأخذ مما احتوت علی معان تسرُّ العارفین. مثلًا أوّلُها بحرُ اسم اللّٰه تعالٰی وتغترف منه جملةُ إِیَّاکَ نَعْبُدُ التی حذَتْه وصارت کالمحاذین. وحقیقة التعبد تعظیمُ المعبود بالتذلل التام والاحتذاء

مقام قرار دیا جس سے وہ مستفیض ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں پائی جانے والی وضعی ترتیب کا آپس میں تقابل دکھایا ہے پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو بہترین ترتیب دینے والا ہے۔ اس مضمون کی مکمل تشریح یوں ہے کہ یہ صفات (اللہ تعالیٰ کے) اسم ذات سمیت پانچ سمندر ہیں۔ جن کا ذکر اس سورت کے شروع میں آیا ہے یعنی ①الله، ②رَبِّ الْعَالَمِیْن . ③اَلرَّحْمَان ④الرَّحِیم اور ⑤مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعداد کے مطابق ان (سمندروں) سے مستفیض ہونے والے مابعد پانچ جملوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان پانچ کو اُن پانچ کے مقابل پر رکھا ہے۔ اور ان فیض یاب ہونے والوں میں سے ہر ایک ایسی صفت کے منبع سے مستفیض ہوتا ہے جو اس کے مشابہ اور اس کے مقابل ہے۔ اور اس سے وہ مطالب اخذ کرتا ہے جن پر وہ صفت حاوی ہے اور جو عارفوں کو بے حد پسندیدہ ہیں۔ مثلاً ان میں سے سب سے پہلا اللہ (اسم ذات) کا سمندر ہے۔ اس کے مقابل اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا جملہ ہے جو مقابل میں رکھی جانے والی اشیاء کی طرح ہو کر فیض حاصل کرتا ہے۔ اور پوری انکساری سے معبود کی تعظیم کرنا اور اس کے نمونہ کو

بمثاله والانصباغ بصبغه والخروج من النفس والأنانية كالفانين. وسِرُّه أن العبد قد خُلق كالمريض والعليل والعطشان وشفاؤه وتسكين غُلّته وإرواء كبده في ماءِ عبادت اللّٰه فلا يبرأ و لا يرتوى إلا إذا يَشنِى إليه انصبابَه ويُفرط صبابه ويسعى إليه كالمستسقين. ولا يُطهِّر قريحتَه ولا يلبِّد عَجاجَته ولا يُحلّى مُجاجَته إلا ذِكرُ اللّٰه ألا بذكر اللّٰه تطمئن قلوب الذين يعبدون اللّٰه و يأتونه مسلمين. ففي آية اِيَّاكَ نَعْبُدُ إقرارٌ لمعبودية اللّٰه الذى هو مستجمِع بجميع صفات الكاملية ولذٰلک وقعت هذه الجملة تحت جملة اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فانظر إن كنت من الناظرين.

اختیار کرنا۔ اس کے رنگ سے رنگین ہونا اور فانی فی اللہ لوگوں کی طرح نفسانیت اور انانیت سے الگ ہوجانا عبادت کی حقیقت ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ انسان کو بیمار اور روگی اور پیاسے کے مثل پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کی شفا، اس کی پیاس کی تسکین اور اس کے جگر کی سیرابی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے پانی سے ہوتی ہے۔ وہ تبھی صحت مند اور سیراب ہوسکتا ہے۔ جب وہ اللہ کی طرف اپنا رُخ موڑ لیتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے عشق کو بڑھاتا ہے اور وہ اس (معبودِ حقیقی) کی طرف پانی کے طالبوں کی طرح دوڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کوئی چیز نہ تو اس کی فطرت کو پاک کر سکتی ہے نہ اس کے غبارِ خاطر کو مجتمع کر سکتی ہے۔ اور نہ اس کے منہ کا ذائقہ شیریں بنا سکتی ہے۔ سنو! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان ہی لوگوں کے دل مطمئن ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے حضور فرمانبردار بن کر آتے ہیں۔ پس آیت مبارکہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں اللہ تعالیٰ کی معبودیت کا اعتراف ہے جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے اور اسی لئے یہ جملہ (اِیَّاکَ نَعْبُدُ) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے جملہ کے تحت ہے۔ پس تو غور کر! اگر تُو غور کرنے والوں میں سے ہے۔

وثانيها بحرُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وتغترف منها جملةُ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ. فإن العبد إذا سمع أن اللّٰه يُربّى العالمين كلها وما مِن عالم إلا هو مربّيه ورأى نفسَه أمّارةً بالسوء فتضرّعَ واضطرّ والتجأ إلٰى بابه وتعلّقَ بأهدابه ودخل فى مآدبه برعاية آدابه ليدركه بالربوبية ويُحسن إليه وهو خير المحسنين. فإن الربوبية صفةٌ تعطى كلَّ شيء خَلْقَه المطلوبَ لوجوده ولا يغادره كالناقصين.

وثالثها بحرُ اسم الرَّحْمٰنِ وتغترف منه جملةُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ليكون العبد من المهتدين المرحومين. فإن الرحمانية تُعطى كلَّ ما يحتاج

ان میں سے دوسرا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ کا سمندر ہے۔ اور اس سے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا جملہ مستفیض ہوتا ہے کیونکہ بندہ جب یہ بات سنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کی پرورش کرتا ہے اور ایسا کوئی عالَم نہیں جس کا وہ مربّی نہ ہو اور وہ (بندہ) اپنے نفس کو بدی کا حکم دینے والا دیکھتا ہے تو وہ گریہ وزاری کرتا ہے اور مجبور ہو کر اس کے دروازہ کی طرف پناہ ڈھونڈتا ہے۔ اس کے دامن سے لپٹ جاتا ہے اور اس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی (روحانی) ضیافت گاہ میں داخل ہو جاتا ہے تا وہ (پاک ذات) اپنی ربوبیّت سے اس کی دستگیری کرے اور اس پر احسان فرمائے اور وہ بہترین احسان کرنے والا ہے۔ پس ربوبیّت ایک ایسی صفت ہے جو ہر چیز کو اس کے وجود کے مناسبِ حال خلق عطا کرتی ہے۔ اور اس کو ناقص حالت میں نہیں رہنے دیتی۔

﴿۷۶﴾

ان میں سے تیسرا الرَّحْمٰن کا سمندر ہے اور اس سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا جملہ سیراب ہوتا ہے تا انسان ہدایت اور رحمت پانے والوں میں ہو جائے کیونکہ صفتِ رحمانیت ہر اُس وجود کو جو صفتِ ربوبیّت سے تربیت پا چکا ہے وہ

إليـه الـوجود الذى رُبِّيَ مِن صفة الـربـوبية فهـذه الـصـفة تـجعل الأسبـابَ موافقةً للمرحوم. وأثرُ الـربوبية تسويةُ الوجود وتخليقه كما يليق وينبغي وأثرُ هذه الصفة أنهـا تُكسِي ذلك الوجودَ لباسًا يـوارى سـوأتــه وتهَبُ لـه زينتَـه وتـكـحـل عيـنــه وتغسل وجهـه وتـعـطى له فرسًا للركوب وتُريه طـرق الـفـارسيـن. ومَرْتبتها بعد الـربـوبية وهـى تـعطى كلَّ شىء مـطـلـوبَ وجـوده وتـجـعلـه من الموفَّقين.

ورابعهـا بحـرُ اسـم الـرَّحِيمِ وتغترف منه جملةُ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ليكون العبد من الـمـنـعَـمين المخصوصين. فإن الـرحيـمية صـفة مُدْنِيةٌ إلـى الإنـعـامـات الـخـاصّة التـى لا شريك فيها للمطيعين. وإن كان الإنـعـام الـعام محيطة بكل شىء من الناس إلى الأفاعى و التنّين.

سب کچھ مہیّا کرتی ہے جس کی اسے حاجت ہو۔ پس یہ صفت تمام وسائل کو رحم پانے والے کے موافق بنا دیتی ہے اور ربوبیّت کا نتیجہ وجود کو کامل قویٰ دینا اور ایسے طور پر پیدا کرنا ہے جو اس کے لائق حال اور مناسب ہے۔ اسی صفت کا اثر یہ ہے کہ یہ ہر وجود کو اس کے عیوب کو چھپا دینے والا لباس پہناتی ہے۔ اُسے زینت عطا کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں سُرمہ لگاتی ہے۔ اس کے چہرہ کو دھوتی ہے۔ اس کو سواری کے لئے گھوڑا دیتی ہے۔ اور اس کو شاہسواروں کے طریق بتاتی ہے اور صفت (رحمانیت) کا درجہ ربوبیّت کے بعد ہے وہ ہر چیز کو اس کے وجود کا مطلوب عطا کر کے اسے توفیق یافتہ لوگوں میں سے بنا دیتی ہے۔

ان میں سے چوتھا صفت الرَّحِیْمِ کا سمندر ہے اور اس سے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کا جملہ مستفیض ہوتا ہے تا بندہ خاص انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہو جائے۔ کیونکہ رحیمیّت ایسی صفت ہے جو ان انعاماتِ خاصّہ تک پہنچا دیتی ہے جن میں فرمانبردار لوگوں کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔ گو (اللہ تعالیٰ کا) عام انعام انسانوں سے لے کر سانپوں، اژدہاؤں تک کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

وخامسها بحرُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ وتغترف منه جملةُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ولا الضَّالِّين. فإن غضب الله وتركه في الضلالة لا تَظهَر حقيقتُه على الناس على وجه الكامل إلا في يوم المجازات الذي يُجاليهم اللّٰه فيه بغضبه وإنعامه ويُجالحهم بتذليله وإكرامه ويُجلّي عن نفسه إلٰى حَدٍّ ما جلّٰى كمثله وتراءى السابقون كفرس مُجلّى وتراءت الجالية بِغَيِّهم المبين. وفيه يعلم الذين كفروا أنهم كانوا موردَ غضب اللّٰه وكانوا قومًا عمين. ومن كان في هذه أعمٰى فهو في الآخرة أعمٰى ولكن عَمَى هذه الدنيا مخفِيٌّ ويتبيّن في يوم الدّين. فالذين أبوا وما تبعوا هُدٰى

ان میں سے پانچواں سمندر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (کی صفت) ہے۔ اور اس سے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کا جملہ مستفیض ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے غضب اور اس کے (انسان کو) ضلالت اور گمراہی میں چھوڑ دینے کی حقیقت لوگوں پر مکمل طور پر جزا اور سزا کے دن ہی ظاہر ہوگی۔ جس دن اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور انعام کے ساتھ اُن پر جلوہ آراء ہوگا۔ اور ان کو اپنی طرف سے ذلّت دے کر یا عزّت دے کر ظاہر کردے گا۔ اور اس حد تک اپنے آپ کو ظاہر کردے گا کہ اس طرح کبھی اپنے وجود کو ظاہر نہیں کیا ہوگا۔ اور (خدا کی راہ میں) سبقت لے جانے والے یوں دکھائی دیں گے جیسے میدان میں آگے بڑھا ہوا گھوڑا اور گناہگار اپنی کھلی کھلی گمراہی میں نظر آئیں گے۔ اور اس دن کافروں پر واضح ہو جائے گا کہ وہ درحقیقت غضبِ الٰہی کے مورد تھے اور اندھی قوم تھے اور جو اس دنیا میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ لیکن اس دنیا کی نابینائی مخفی ہے اور جزا سزا کے دن وہ ظاہر ہو جائے گی۔ پس جن لوگوں نے انکار کیا اور ہمارے رسول کی

﴾۷۷﴿

رسولنا ونور كتابنا وكانوا لطواغيتهم متّبعين فسوف يرون غضب اللّٰه وتغيُّظَ النار وزفيرها ويرون ظلمتهم وضلالتهم بالأعين ويجدون أنفسهم كالظالع الأعور ويدخلون جهنم خالدين فيها وما كان لهم أحد من الشافعين. وفى الآية إشارة إلى أن اسم مَالِكِ يَوۡمِ الدِّينِ ذوالجهتين يُضلّ من يشاء ويهدى من يشاء فاسألوه أن يجعلكم من المهتدين.

هذا ما أردنا من بيان بعض نِكات هذه الآية ولطائفها الأدبية التى هى للناظرين كالآيات وبلاغتُها الرائعة المبتكرة المحبّرة المحتوية على محاسن الكنايات مع دُرر حِكَمية ومعارف نادرةٍ من دقائق الإلهيات فلا تجد نظيرها فى

ہدایت اور ہماری کتاب (قرآن کریم) کے نُور کی پیروی نہ کی اور اپنے باطل معبودوں کی اتباع کرتے رہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دیکھیں گے۔ اور جہنم کے جوش اور اس کی خوفناک آواز کو سنیں گے۔ اور اپنی گمراہی اور کجروی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اپنے آپ کو لنگڑے کانے جیسے پائیں گے۔ اور جہنم میں داخل ہوں گے۔ جہاں وہ لمبا عرصہ رہیں گے اور ان کا کوئی شفیع نہیں ہوگا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ (خدا کا) اسم مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ دو پہلوؤں والا ہے۔ وہ جسے چاہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ پس تم دعا کرو کہ وہ تمہیں ہدایت یافتہ بنا دے۔

یہی وہ امر ہے جس کو ہم بیان کرنا چاہتے تھے۔ یعنی اس آیت کے بعض نکات اور ادبی لطائف کو جو دیکھنے والوں کے لئے روشن نشانوں کی طرح ہیں۔ اور اس کی حیران کن اچھوتی اور خوب آراستہ بلاغت کو جو کنایات کی خوبیوں، حکمت کے موتیوں اور دقائق الٰہیّہ کے نادر معارف پر حاوی ہے۔ تم اس بیان کی نظیر نہ تو پہلے لوگوں میں اور نہ بعد میں آنے والے لوگوں میں دیکھو گے۔ بلاشبہ اس کی

الأولين والآخرين. فلا شک أن مُلَحَ أدبها بارعة وقَدَمَها على أعلام العلوم فارعة وهي يُصْبِي☆ قلوب العارفين. وقد علمتَ ترتيب خمسة أبحرٍ التي تجرى بعضها تلو بعض فتسلمه وكن من الشاكرين. وأما ترتيب المغترفات فتعرفه بترتيب أبحرها إن كنت من المغترفين.

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

قدّم اللّٰه عزّوجلّ قوله إِيَّاكَ نَعْبُدُ على قوله إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إشارةً إلى تفضلاته الرحمانية مِن قَبْلِ الاستعانة فكأن العبد يشكر ربه ويقول يا رب إنى أشكرك على نعمائک التى أعطيتنى من قبل دعائى ومسألتى وعملى وجهدى واستعانتى بالربوبية والرحمانية التى سبقت سُؤْلَ السائلين ثم أطلبُ منک قوةً وصلاحًا

عمدہ ادبی باتیں بےنظیر فضیلت کی حامل ہیں اور اس کا قدم علوم کے پہاڑوں سے بھی اونچا ہے اور وہ عارفوں کے دلوں کو موہ لیتی ہے۔ اب تُو نے ان پانچ سمندروں کی ترتیب کو معلوم کر لیا ہے۔ جو ایک دوسرے کے پیچھے جاری ہیں۔ پس تو اسے قبول کر اور شکر گزاروں میں سے ہو جا اور اگر تو فیض یافتگان میں سے ہے تو فیض حاصل کرنے والے جملوں کی ترتیب کو تُو ان کے سمندروں کی ترتیب سے پہچان لے گا۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

خدائے عزّوجل نے جملہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ کو جملہ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے پہلے رکھا ہے اور اس میں (بندہ کے) توفیق مانگنے سے بھی پہلے اس (ذاتِ باری) کی (صفت) رحمانیّت کے فیوض کی طرف اشارہ ہے گویا کہ بندہ اپنے ربّ کا شکر ادا کرتا ہے اور کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار مَیں تیری ان نعمتوں پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں جو تُو نے میری دعا، میری درخواست، میرے عمل، میری کوشش اور میری استعانت سے پیشتر اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے جو سائلین کے سوالوں پر بھی سبقت رکھتی ہیں، تو نے مجھے عطا کر رکھی ہیں۔ پھر میں تجھ سے ہی (ہر قسم کی) قوّت، راستی،

﴿۸۷﴾

☆ غالباً سہو کاتب ہے۔ ’’ تُصْبِیُ ‘‘ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

وفلاحًا وفوزًا ومقاصد التی لا تُعطَی إلا بعد الطلب والاستعانة والدعاء وأنت خیر المعطین. وفی هٰذه الآیات حث علی شکرِ ما تُعطی والدعاء بالصبر فیما تتمنی وفرطِ اللهج إلی ما هو أتمّ وأعلی لتکون من الشاکرین الصابرین. وفیها حَثٌّ علی نفی الحَول والقوة والاسطراح بین یدی سبحانه مترقبًا منتظرًا مدیمًا للسؤال والدعاء والتضرع والثناء والافتقار مع الخوفِ والرجاء کالطفل الرضیع فی ید الظئر والموتِ عن الخلق وعن کل ما هو فی الأرضین. وفیها حثٌّ علی إقرارٍ واعتراف بأننا الضعفاء لا نعبدک

خوشحالی اور کامیابی اور اُن مقاصد کے حاصل ہونے کے لئے التجا کرتا ہوں جو درخواست کرنے، مدد مانگنےاور دعا کرنے پر ہی عطا کی جاتی ہیں اور تو بہترین عطا کرنے والا ہے۔اور ان آیات میں ان نعمتوں پر شکر کرنے کی ترغیب ہے جو تجھے دی جاتی ہیں اور جن چیزوں کی تجھے تمنّا ہو ان کے لئے صبر کے ساتھ دعا کرنے اور کامل اور اعلیٰ چیزوں کی طرف شوق بڑھانے کی (ترغیب ہے) تا تم بھی مستقل شکر کرنے والوں اور صبر کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ پھر ان (آیات) میں ترغیب دی گئی ہے۔ بندے کے اپنی طرف ہمت اور قوّت کی نسبت کی نفی کرنے کی اور (اس سے) آس لگا کر اور امید رکھ کر ہمیشہ سوال، دعا، عاجزی اور حمد کرتے ہوئے (اپنے آپ کو) اللہ سبحانہ کے سامنے ڈال دینے کی اور خوف اور امید کے ساتھ اس شیرخوار بچہ کی مانند جو دایہ کی گود میں ہو (اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا) محتاج سمجھنے کی اور تمام مخلوق سے اور زمین کی سب چیزوں سے موت (یعنی پوری لاتعلقی) کی ترغیب ہے۔ اسی طرح ان (آیات) میں اس امر کا اقرار اور اعتراف کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہم تو بہت کمزور ہیں۔ تیری دی

إلا بك ولا نتحسس منك إلا بعونك . بك نعمل وبك نتحرك وإليك نسعى كالثواكل متحرقين وكالعشاق متلظّين. وفيها حثٌّ على الخروج من الاختيال والزَّهْو والاعتصام بقوة اللّٰه تعالى وحوله عند اعتياص الأمور و هجوم المشكلات والدخول في المنكسرين. كأنه تعالى شأنه يقول يا عباد احسَبوا أنفسكم كالميتين وباللّٰه اعتضِدوا كل حين. فلا يَزْدَهِ الشابُّ منكم بقوته و لا يتخصّر الشيخ بهراوته ولا يفرح الكَيِّسُ بدهائه ولا يثق الفقيه بصحة علمه وجودة فهمه وذكائه ولا يتّكئ الملهَم على إلهامه وكشفه وخلوص دعائه فإن اللّٰه يفعل ما يشاء

ہوئی توفیق کے بغیر تیری عبادت نہیں کر سکتے اور تیری مدد کے بغیر ہم تجھے تلاش نہیں کر سکتے۔ ہم تیری مدد سے کام کرتے ہیں اور تیری مدد سے حرکت کرتے ہیں اور ہم ان عورتوں کی طرح جو اپنے بچوں کی موت کے غم میں گھل رہی ہوتی ہیں اور ان عاشقوں کی طرح جو محبت میں جل رہے ہوتے ہیں سوزاں و بریاں تیری طرف دوڑتے ہیں۔ پھر ان آیات میں کبر اور غرور کو چھوڑنے کی نیز معاملات کے پیچیدہ ہونے اور مشکلات کے گھیر لینے پر محض اللہ تعالیٰ کی (طرف سے ملنے والی) طاقت اور قوت پر بھروسہ کرنے کی اور منکسر المزاج لوگوں میں شامل ہونے کی ترغیب ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! اپنے آپ کو مُردوں کی طرح سمجھو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قوت حاصل کرو۔ پس تم میں سے نہ کوئی جوان اپنی قوت پر اِترائے اور نہ کوئی بوڑھا اپنی لاٹھی پر بھروسہ کرے اور نہ کوئی عقلمند اپنی عقل پر ناز کرے اور نہ کوئی فقیہ اپنے علم کی صحت اور اپنی سمجھ اور اپنی دانائی کی عمدگی پر اعتبار کرے اور نہ کوئی ملہم اپنے الہام یا اپنے کشف یا اپنی دُعاؤں کے خلوص پر تکیہ کرے کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو

ويطرد من يشاء ويُدخل من يشاء في المخصوصين . وفي جملة إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إشارة إلى عظمة شرّ النفس الأمّارة التي تسعى كالعَسَّارة فكأنها أفعى شرُّها قد طَمَّ فجعَل كلَّ سليم كعظم إذا رَمَّ وتراها تنفث السمَّ أو هي ضرغامٌ ما ينكُل إن هَمَّ ولا حولَ و لا قوة ولا كسب ولا لَمَّ إلا بالله الذي هو يرجم الشياطين.

وفي تقديم نَعْبُدُ على نَسْتَعِينُ نِكاتٌ أخرى فنكتب للذين هم مشغوفون بآيات المثاني لا برنّات المثاني ويسعون إليها شائقين. وهي أن الله عزوجل يعلّم عباده دعاءً فيه سعادتهم فيقول يا عبادِ سَلُوني بالانكسار والعبودية وقولوا ربنا

﴿۷۹﴾

چاہے دھتکار دیتا ہے اور جس کو چاہے اپنے خاص بندوں میں داخل کر لیتا ہے۔اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں نفسِ امّارہ کی شرانگیزی کی شدّت کی طرف اشارہ ہے جو نیکیوں سے یوں بھاگتا ہے۔ جیسے اَن سدھی اونٹنی سوار کو اپنے اوپر بٹھانے سے بھاگتی ہے۔ یا وہ ایک اژدہا کی طرح ہے جس کا شرّ بہت بڑھ گیا ہے کہ جب وہ ڈسے تو ہر ڈسے ہوئے کو بوسیدہ ہڈی کی طرح بنا دے اور تو دیکھ رہا ہے کہ وہ زہر پھونک رہا ہے یا وہ شیر (کی طرح) ہے کہ اگر حملہ کرے تو پیچھے نہیں ہٹتا۔ کوئی طاقت، قوت، کمائی اور اندوختہ (کارآمد) نہیں سوائے اس خدا تعالیٰ کی مدد کے جو شیطانوں کو ہلاک کرتا ہے۔

اور نَعْبُدُ کو نَسْتَعِيْنُ سے پہلے رکھنے میں اور بھی کئی نکات ہیں جنہیں ہم ان لوگوں کے لئے یہاں لکھتے ہیں جو سارنگیوں کی رُوں رُوں پر نہیں بلکہ قرآنی آیات مثانی (سورۃ فاتحہ) سے شغف رکھتے ہیں۔اور مشتاقوں کی طرح ان کی طرف لپکتے ہیں اور وہ (نکات) یہ ہیں کہ خدائے عزّوجل اپنے بندوں کو ایک ایسی دعا سکھاتا ہے جس میں ان کی خوش بختی ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے عاجزی اور عبودیت کے ساتھ سوال کرو اور کہو

إياك نعبد ولكن بالمعاناة والتكلف والتحشم وتَفُرقة الخاطر وتمويهات الخنّاس وبالرويّة الناضبة والأوهام الناصبة والخيالات المظلمة كماءٍ مُكدّرٍ مِن سَيْل أو كحاطب ليل وإن نتّبعُ إلا ظنًّا وما نحن بمستيقنين. وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ يعنى نستعينك للذوق والشوق والحضور والإيمان الموفور والتلبية الروحانية والسرور والنور ولتوشيح القلب بحُلى المعارف وحُلل الحبور لنكون بفضلك من سبّاقين فى عرصات اليقين وإلى منتهى المآرب واصلين و فى بحار الحقائق متوردين. وفى قوله تعالى إِيَّاكَ نَعْبُدُ تنبيه آخر وهو أنه يرغّب فيه

اے ہمارے ربّ! اِیَّاکَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) لیکن بڑی ریاضت، تکلیف، شرمساری، پریشان خیالی اور شیطانی وسوسہ اندازی اور خشک افکار اور تباہ کن اوہام اور تاریک خیالات کے ساتھ جو سیلاب کے گدلے پانی کی مانند ہیں یا رات کو لکڑیاں اکٹھا کرنے والے کی طرح ہیں اور ہم صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین حاصل نہیں۔ (اور پھر) وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہو۔ یعنی ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ذوق، شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان (ملنے) کے لئے، روحانی طور پر (تیرے احکام پر) لَبَّیْک کہنے (کے لئے) سرور اور نور (کے لئے) اور معارف کے زیورات اور مسرت کے لباسوں کے ساتھ دل کو آراستہ کرنے کے لئے (تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں) تاہم تیرے فضل کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اپنے مقاصد کی انتہا کو پہنچ جائیں اور حقائق کے سمندروں پر وارد ہو جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے الفاظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ایک اور اشارہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ

عبادَہ إلی أن یبذلوا فی مطاوعتہ جُھْدَ المستطیع ویقوموا مُلبّین فی کل حین تلبیۃَ المطیع. فکأن العباد یقولون ربنا إنّا لا نألوا فی المجاھدات وفی امتثالک وابتغاء المرضاۃ ولکن نستعینک ونستکفی بک الافتتانَ بالعُجب والریاء ونستوھب منک توفیقًا قائدًا إلی الرشد والرضاء وإنّا ثابتون علی طاعتک وعبادتک فاکتُبْنا فی المطاوعین. وھنا إشارۃٌ أخری وھی أن العبد یقول یا ربّ إنّا خصصناک بمعبودیّتک وآثرْناک علی کل ما سواک فلا نعبد شیئا إلا وجھک وإنّا من الموحِّدین.

اس (آیت) میں اپنے بندوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت میں انتہائی ہمت اور کوشش خرچ کریں اور اطاعت گزاروں کی طرح ہر وقت لَبَّیْک لَبَّیْک کہتے ہوئے (اس کے حضور) کھڑے رہیں گویا کہ یہ بندے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم مجاہدات کرنے، تیرے احکام کے بجالانے اور تیری خوشنودی چاہنے میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے لیکن ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور عُجب اور ریا میں مبتلا ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور ہم تجھ سے ایسی توفیق طلب کرتے ہیں جو ہدایت اور تیری خوشنودی کی طرف لے جانے والی ہو اور ہم تیری اطاعت اور تیری عبادت پر ثابت قدم ہیں۔ پس تو ہمیں اپنے اطاعت گزار بندوں میں لکھ لے۔ اور یہاں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ بندہ کہتا ہے کہ اے میرے ربّ! ہم نے تجھے معبودیت کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے اور تیرے سوا جو کچھ بھی ہے اس پر تجھے ترجیح دی ہے پس ہم تیری ذات کے سوا اور کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے اور ہم موحدین میں سے ہیں۔ اس آیت

واختار عزّوجل لفظَ المتكلّم مع الغير إشارةً إلى أن الدعاء لجميع الإخوان لا لنفس الداعی وحث فيه على مسالمة المسلمين واتحادهم وودادهم وعلى أن يعنو الداعی نفسه لنُصح أخيه كما يعنو لنُصح ذاته ويهتمّ ويقلق لحاجاته كما يهتم ويقلق لنفسه و لا يفرّق بينه وبين أخيه ويكون له بكل القلب من الناصِحين. فكأنه تعالٰى يوصی ويقول يا عِبادِ تَهادُوا بالدعاء تَهادِی الإخوان والمحبّين. وتَناثَثوا دعواتكم وتَباثَثوا نيّاتكم وكونوا فی المحبة كالإخوان والآباء والبنين.

میں خدائے عزّوجلّ نے متکلّم مَعَ الغَیر (جمع متکلّم) کا صیغہ اس امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اختیار فرمایا ہے کہ یہ دعا تمام بھائیوں کے لئے ہے نہ صرف دعا کرنے والے کی اپنی ذات کے لئے اور اس میں (اللہ نے) مسلمانوں کو باہمی مصالحت، اتحاد اور دوستی کی ترغیب دی ہے اور یہ کہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو اپنے بھائی کی خیر خواہی کے لئے اسی طرح مشقّت میں ڈالے جیسا کہ وہ اپنی ذات کی خیر خواہی کے لئے اپنے آپ کو مشقّت میں ڈالتا ہے۔ اور اس کی (یعنی اپنے بھائی کی) ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایسا ہی اہتمام کرے اور بے چین ہو جیسے اپنے لئے اہتمام کرتا اور بے چین ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان کوئی فرق نہ کرے۔ اور پورے دل سے اس کا خیر خواہ بن جائے گویا اللہ تعالٰی تاکیدی حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندو! بھائیوں اور محبّوں کے (ایک دوسرے کو) تحائف دینے کی طرح دعا کا تحفہ دیا کرو اور اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کرو اور اپنی نیتوں میں وسعت پیدا کرو یعنی اپنے نیک ارادوں میں (اپنے بھائیوں کے لئے بھی) گنجائش پیدا کرو اور باہم محبت کرنے میں بھائیوں، باپوں اور بیٹوں کی طرح بن جاؤ۔

﴿۸۰﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

هـذا الـدعـآء ردٌّ عـلـى قـول الـذيـن يـقـولـون إن الـقـلـم قد جفَّ بـمـا هـو كـائنٌ فلا فـائدة فـي الـدعـاء فـاللّٰـهُ تبـارك وتـعـالـى يُبشّـر عباده بـقبـول الـدُّعـاء فـكـأنـه يقول يا عباد ادعـونـي أستـجـبْ لـكـم. وإن فـي الـدعـاء تـأثيرات وتبديلات والـدعـاء المقبول يُدخل الداعي فـي المنعَمين .و فـي الآية إشارة إلـى عـلامـات تُـعـرَف بهـا قبـولية الـدعـاء عـلـى طـريـق الاصـطـفـاءِ وإيـمـاءٌ إلـى آثـار الـمـقبَّـلين. لأن الإنسـان إذا أحبّ الـرَّحـمٰـنَ وقوّى الإيمانَ فـذالك الإنسـان وإن كـان عـلـى حُسـن اعتقـاد فـي أمـر استـجـابة دعـواتـه ولـكـن

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

یہ دعا اُن لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونے والا ہے اُس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ پس اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں۔ سو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو قبولیتِ دعا کی بشارت دیتا ہے۔ گویا وہ کہتا ہے کہ اے میرے بندو! تم مجھ سے دعا کرو۔ مَیں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور دعا میں یقیناً تاثیریں اور (قضاء وقدر کو) بدلنے کی طاقتیں ہیں اور مقبول دعا، دعا کرنے والے کو انعام یافتہ گروہ میں داخل کر دیتی ہے۔ اس آیت میں اُن علامتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن سے اِصطفاء کے طریق پر قبولیتِ دعا کی شناخت ہوتی ہے اور اس میں مقبولین کے آثار کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ انسان جب خدائے رحمان سے محبت کرتا ہے اور اپنے ایمان کو پختہ کر لیتا ہے تب وہی حقیقی انسان ہوتا ہے اور اگرچہ اُسے اپنی دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں پہلے بھی حسن اعتقاد ہو لیکن صرف اعتقادِ عَین الیقین کی طرح

الاعتقاد ليس كعين اليقين وليس الخبر كالمعاينة ولا يستوى حال أولى الأبصار والعمين۔ بل من يُدرَّب باستجابة الدعوات حق التدرّب وكان معه أثر من المشاهدات فلا يبقى له شكٌّ ولا ريبٌ فى قبولية الأدعية. والذين يشكّون فيها فسببُه حرمانُهم من ذلك الحظّ ثم قلّةُ التفاتهم إلٰى ربهم وابتلائهم بسلسلة أسبابٍ توجد فى واقعات الفطرة وظهورات القدرة فما ترقّتْ أعينُهم فوق الأسباب المادية الموجودة أمام الأعين فاستبعَدوا ما لم تُحِط بها آراؤهم وما كانوا مهتدين.

وفى هذه السورة نِكاتٌ شتّٰى نريد أَنْ نكتب بعضها ومنها أنّ الفاتحة سبع آياتٍ أوّلها اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وآخرها

نہیں ہوسکتا کیونکہ سُنی سنائی بات مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی اور آنکھیں رکھنے والوں اور اندھوں کی حالت یکساں نہیں ہوتی۔ بلکہ جس شخص کو دعاوں کی قبولیّت کا پورا تجربہ ہو اور اس کے ساتھ ہی مشاہدات بھی ہو چکے ہوں ایسے شخص کو دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ سکتا اور جو لوگ اس بارہ میں شک کرتے ہیں اس کا سبب اُن کی قبولیتِ دعا کے حِصّہ سے محرومی، اپنے پروردگار کی طرف اُن کی توجہ کی کمی اور اس سلسلہءِ اسباب میں اُن کا اُلجھ جانا ہے جو واقعاتِ فطرت اور مظاہرِ قدرت میں پائے جاتے ہیں۔ پس اُن کی نگاہیں ان موجودہ مادی اسباب سے جو آنکھوں کے سامنے ہوں اُوپر نہیں اُٹھتیں۔ لہٰذا وہ اُن تمام اُمور کو مستبعد خیال کرتے ہیں جن پر اُن کی عقلیں حاوی نہ ہوسکیں اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہوتے۔

اور اس سورۃ میں متعدد نکات ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کو تحریر میں لانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کی ساتؔ آیات ہیں جن میں سے پہلی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

﴿۸۱﴾ وفی الآية الأولٰی بیانُ بدءِ الخَلق وفی الأخری إشارة إلی قوم تقوم القيامة عليهم وعلی أمثالهم من اليهود والمتنصرين. وفی تعيين سبع آية إشارةٌ إلی أن عمر الدنيا سبعة كما أن أيام أسبوعنا سبعة. وما ندری حقيقة السبعة علی وجه التحقيق أهی آلاف كآلافنا أو غير ذلک ولكنا نعلم أنه ما بقی من السبعة إلا واحدًا وقد أراد اللّٰه تصرفات جديدة بعد انقضائها فيُهلک القرون الأولی عند اختتامها ويخلُق الآخرين. وفی الآية السادسة يعنی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ نكتةٌ أخری وهی أن آدم قد خُلق فی يوم السادس وأُنعمَ عليه ونُفخ فيه روحُ الحياة فی الجمعة بعد العصر وكذلک يُخلَق رجلٌ فی الألف السادس وهو آدم قومٍ أضاعوا إيمانهم

ہے اور آخری غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ہے۔پہلی آیت میں ابتداءِ آفرینش کا بیان ہے اور آخری آیت میں اشارہ اس قوم اور یہود و نصاریٰ میں سے ان جیسوں کی طرف ہے جن پر قیامت برپا ہوگی۔اور سات آیات معیّن کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ دنیا کی عمر سات ہے۔جیسا کہ ہمارے ہفتے کے سات دن ہیں اور اس سات کے عدد کی حقیقت پورے طور پر ہمیں معلوم نہیں کہ وہ ہمارے ہزار سالوں کی طرح ہزار سال ہیں یا کچھ اور۔البتہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ان سات میں سے صرف ایک باقی ہے اور یہ کہ ان کے گذر جانے کے بعد اللہ نے نئے نئے تصرفات کا ارادہ فرمایا ہے۔تب (اللہ) ان کے اختتام پر قرونِ اولیٰ کو ہلاک کر دے گا اور آخرین کو پیدا فرمائے گا۔ اور چھٹی آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں ایک اور نکتہ ہے اور وہ یہ کہ آدم چھٹے روز پیدا کئے گئے اور ان پر انعام فرمایا گیا اور ان میں جمعہ کے دن عصر کے بعد زندگی کی روح پھونکی گئی۔اسی طرح چھٹے ہزار میں ایک عظیم انسان پیدا کیا جائے گا جو ان لوگوں کا آدم ہے جنہوں نے اپنے ایمان کو ضائع کر دیا۔سو وہ آئے گا

فیجیء ویُحیی قلوبھم ویھَب لھم عرفانا غضًّا طریًّا ویجعلھم بعد نومھم من المستیقظین. وفی آیة اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ إشارةٌ وحثٌّ علی دعاء صحّة المعرفة کأنه یُعلّمنا ویقول ادعوا اللّٰہ أن یُریکم صفاته کما ھی ویجعلکم من الشاکرین لأن الأمم الأولی ما ضلوا إلا بعد کونھم عُمیًا فی معرفة صفات اللّٰہ تعالی وإنعاماته ومرضاته فکانوا یُفانُون الأیامَ فیما یزید الآثام فحلّ غضبُ اللّٰہ علیھم فضُربت علیھم الذلة وکانوا من الھالکین. وإلیه أشار اللّٰہ تعالی فی قوله غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وسیاق کلامه یعلم أن غضب اللّٰہ لا یتوجه إلا إلی قوم أنعم اللّٰہ علیھم من قبل الغضب فالمراد

اور ان کے دلوں کو زندہ کرے گا اور انہیں بالکل تازہ بتازہ عرفان عطا کرے گا اور انہیں ان کی غفلت کی نیند سے بیدار کرے گا۔

آیت اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ میں صحیح معرفت کی دعا کے لئے اشارہ اور ترغیب ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اپنی صفات کی ماہیت تمہیں دکھائے اور تمہیں شکر گزار بندوں میں سے بناوے کیونکہ پہلی قومیں اللہ تعالیٰ کی صفات، اُس کے انعامات اور اس کی خوشنودی کی معرفت سے اندھا ہونے کے بعد ہی گمراہ ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے دن ایسے اعمال میں ضائع کر دیئے جن اعمال نے اُنہیں گناہوں میں اور بھی آگے بڑھا دیا۔ پس اُن پر خدا کا غضب نازل ہوا اور اُن پر خواری مسلّط کر دی گئی اور وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ سیاقِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب انہی لوگوں کا رُخ کرتا ہے جن پر اس غضب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انعام کئے ہوں۔ پس اس آیت میں

من الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ في
الآية قوم عصوا في نعماءٍ
وآلاءٍ رزقهم اللّٰه خاصة
واتبعوا الشهوات ونسوا
المنعِم وحقه وكانوا من
الكافرين. وأما الضالون فهم
قوم أرادوا أن يسلكوا
مسلك الصواب ولكن
لم يكن معهم من العلوم
الصادقة والمعارف المنيرة
الحقة والأدعية العاصمة
الموفقة بل غلبت عليهم
خيالات وهمية فركنوا إليها
وجهلوا طريقهم وأخطأوا
مشربهم من الحق فضلّوا
وما سرّحوا أفكارهم في
مراعي الحق المبين. والعجب
من أفكارهم وعقولهم
وأنظارهم أنهم جوّزوا على
اللّٰه وعلى خلقه ما يأبٰى منه
الفطرة الصحيحة والإشراقات
القلبية ولم يعلموا أنّ الشرائع

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ سے مراد وہ لوگ ہیں
جنہوں نے ان نعمتوں اور برکتوں کے
بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر انہیں
عطا فرمائی تھیں اس (کے احکام) کی نافرمانی
کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور انعام
کرنے والے خدا اور اس کے حق کو بھول گئے
اور ناشکروں میں شامل ہوگئے۔ اِسی طرح
ضَالِّین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے صحیح
رستہ چلنے کا ارادہ تو کیا لیکن صحیح علوم، روشن
اور حقیقی معارف اور محفوظ رکھنے والی اور
توفیق بخشنے والی دعائیں اُن کے شاملِ حال
نہ ہوئیں۔ بلکہ اُن پر توہمات غالب آ گئے
اور وہ ان کی طرف جھک گئے۔ (اپنے صحیح)
راستوں سے بھٹک گئے اور سچے مشرب کو
بھول گئے۔ پس وہ گمراہ ہو گئے اور انہوں
نے اپنے افکار کو واضح اور کھلی سچائی کی
چراگاہوں میں نہیں چھوڑا۔ اور ان کے
افکار، ان کی عقلوں اور نظروں پر تعجب
ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ اور اس کی
مخلوق پر وہ کچھ جائز قرار دیدیا جس کو
فطرتِ صحیحہ اور قلبی انوار ہرگز قبول نہیں
کرتے۔ وہ نہیں جانتیکہ شریعتیں (دراصل)

تـخـدم الـطبـائـع والطبيب معينٌ لـلـطبيـعة لا منازعٌ لها فيا حسرةً عـليهم مـا ألهـاهم عن صـراط الصادقين!۔

وفـي هـــذه الســـورة يُعلّم اللّٰــه تـعـالـى عبـاده المسلمين فـكـأنـه يـقـول يـا عبـاد إنكم رأيتـم اليهود والنصارى فاجتنِبوا شبـه أعـمـالِهم واعتصِموا بحبل الـدعـاء والاستعـانة ولا تنسوا نـعـمـاء الـلّٰــه كـاليهود فيحلّ عـليكم غضبه ولا تتركوا العلوم الـصـادقة والـدعـاء ولا تهِنوا مِـن طـلـب الهـداية كـالنصـارى فتـكـونـوا مـن الضّـالين. وحث عـلـى طـلـب الهـــداية إشـارةً إلـى أن الثبـات عـلـى الهـداية لا يـكـون إلا بـدوام الـدعـاء والتـضـرع فـي حـضـرة اللّٰـه. ومـــع ذلک إشـــارة إلـــى أن الهـــداية أمـــرٌ مِـــن لـــديـــه والـعبـدُ لا يهتـدي أبـدًا من غير

طبائع کی (بطورِ علاج) خدمت کرتی ہیں اور طبیب طبیعت کا معاون ہوتا ہے نہ کہ اس کا مخالف۔ پس افسوس ہے کہ یہ لوگ صادقوں کی راہ سے کتنے غافل ہیں۔ ﴿۸۲﴾

اِس سورت میں اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تم نے یہود و نصاریٰ کو دیکھ لیا ہے۔ پس تم ان جیسے اعمال کرنے سے اجتناب کرو اور دعا اور اِستعانت کے طریق کو مضبوطی سے پکڑو اور یہود کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہ بھولو۔ ورنہ تم پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ نیز تم سچے علوم اور دعا کو ترک نہ کرو اور ہدایت کی تلاش میں عیسائیوں کی طرح سُستی نہ کرو ورنہ تم بھی گمراہوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور اس نے طلبِ ہدایت کی ترغیب یہ اشارہ کرتے ہوئے دی کہ ہدایت پر ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور گریہ وزاری میں دوام کے بغیر ممکن نہیں۔ مزید برآں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہدایت ایک ایسا امر ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے اور جب تک کہ خدا تعالیٰ خود

أن يهديه اللّٰه ويُدخله في المهديّين. و إشارةٌ إلى أن الهداية غير متناهية وترقى النفوس إليها بسلّم الدعوات ومَن ترك الدعاء فأضاع سُلّمه فإنما الحريّ بالاهتداء مَن كان رَطْبَ اللسان بالدعاء وذكر ربه وكان عليه من المداومين. ومن ترك الدعاء وادّعى الاهتداء فعسى أن يتزين للناس بما ليس فيه ويقع في هوّة الشرك والرّياء ويخرج من جماعة المخلصين. والمخلِص يترقّى يومًا فيومًا حتى يصير مُخلَصًا بفتح اللام وتهَب له العناية سِرًّا يكون بين اللّٰه وبينه ويدخل في المحبوبين ويتنزل منزلةَ المقبولين. والعبد لا يبلغ حقيقة الإيمان

بندہ کی رہنمائی نہ کرے اور اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل نہ کردے وہ ہرگز ہدایت نہیں پاسکتا۔ پھر اس (امر کی) طرف بھی اشارہ ہے کہ ہدایت کی کوئی انتہاء نہیں اور انسان دعاؤں کی سیڑھی کے ذریعہ ہی اس تک پہنچ سکتے ہیں اور جس شخص نے دعا کو چھوڑ دیا اس نے اپنی سیڑھی کھودی۔ یقیناً ہدایت پانے کے قابل وہی ہے جس کی زبان ذکرِ الٰہی اور دعا سے تر رہے اور وہ اس پر دوام اختیار کرنے والوں میں سے ہو اور جس کسی نے بھی دعا کو چھوڑ کر ہدایت یافتہ ہونے کا دعویٰ کیا تو قریب ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ایسی چیزوں سے اپنے آپ کو آراستہ ظاہر کرے جو اس میں نہیں (پائی جاتیں) اور وہ شرک اور ریاکاری کے گڑھے میں گر جائے اور مخلصوں کی جماعت سے نکل جائے اور مخلص بندہ دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مخلَص (بفتح لام بمعنی چنیدہ) بن جاتا ہے اور (باری تعالیٰ) کی عنایت اسے ایک ایسا راز عطا کرتی ہے جو صرف خدا اور اس کے درمیان ہی ہوتا ہے اور وہ محبوبوں کے زُمرہ میں داخل ہو جاتا اور مقبول بندوں کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بندہ ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ

مِــن غيــر أن يــفهــم حــقيــقة الإخـــلاص ويــقــوم عــليهــا ولا يــكـون مـخـلـصـا وعـنـده عـلـى وجـه الأرض شـيءٌ يتّكـأ عـليــه أويـخـافـه أو يحسبـه من الـنـاصـريـن. ولا يـنـجـو أحـد مـن غـوائـل الـنـفـس وشرورها إلّا بـعـد أن يتـقـبـلـه اللّٰــه بـإخـلاصــه ويـعـصـمـه بفضله وحـولـه وقـوتـه ويـذيـقـه مـن شـراب الــروحـــانيّيــن لأنهــا خبيثة وقــد انتهــت إلــى غــاية الـخبـث وصـارت مـنشأ الأهوية الـمـضـلّة الـرديّة الـمُـردِية فعَلَّم الـلّٰـه تـعـالـى عبـاده أن يفـروا إليـــه بـــالـــدعـــاء عـــائـذا مـن شـرورهـا ودواهيهـا ليُدخلهم فــي زُمـر الـمـحـفـوظيـن. وإن مثل جـذبـات الـنـفـس كـمثل الـحُـمـيّـات الـحـــادّة فكمـا تــجـد عـنـد تـلـك الـحُـمـيّـات أعـراضـا هـايـلـة مشتـدة مِـثل

اخلاص کی حقیقت کو سمجھ نہ لے اور اس پر قائم نہ ہوجائے (اسی طرح وہ) مخلص نہیں بن سکتا جس کے نزدیک زمین میں ایسی چیز موجود ہو جس پر بھروسہ کرتا ہو یا وہ اس سے ڈرتا ہو یا اسے منجملہ دوسرے مددگاروں کے گمان کرتا ہو۔کوئی شخص نفس کی ہلاکتوں اور شرارتوں سے نجات حاصل نہیں کرسکتا جب تک اس کے اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے قبول نہ کر لے اور اپنے فضل، طاقت اور قوت سے اس کی حفاظت نہ کرے اور اسے روحانی لوگوں کی شراب نہ چکھائے کیونکہ وہ (یعنی نفسِ امّارہ) پلید ہے اور وہ اپنی پلیدی میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور ہلاکت خیز اور گمراہ کُن بُری خواہشات کے نشو ونما پانے کا محل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دُعائیں کرتے ہوئے اور اس (نفس) کی بُرائیوں اور آفات سے پناہ مانگتے ہوئے اس (خدا تعالیٰ) کی طرف دوڑے چلے آئیں تا کہ وہ انہیں محفوظ لوگوں کے گروہ میں داخل کر لے۔ یقین جانیں کہ نفس کے جذبات کی مثال تیز بخاروں کی مانند ہے۔ پس جس طرح ان بخاروں کے دوران (مختلف قسم کے) خوفناک اور شدید عوارض پائے جاتے ہیں مثلاً

النافض والبرد والقشعريرة ومِثل العرق الكثير والرعاف المفرط والقيء العنيف والإسهال المضعِف والعطش الذى لا يُطاق ومِثل السبات الكثير والأرَق اللازم وخشونة اللسان وقحل الفمّ ومِثل العُطاس الملِحّ والصداع الصعب والسعال المتواتر وسقوط الشهوة والفُواق وغيرِها من علامات المحمومين. ﴿۸۳﴾ كذلك للنفس جذبات وعلامات موادها تفور وأمواجها تمور وأعراضها تدور وبقراتها تخور وأسيرها يبور وقلَّ مَن كان من الناجين. فطلبُ الهداية كمثل الرجوع إلى الطبيب الحاذق والاستطراح بين يدى المعالجين. والإنعام الذى أشار اللّٰه إليه لعباده هو تبتُّلُ العبد إلى اللّٰه وإحماء وداده ودوام إسعاده ورجوعُ اللّٰه إليه ببركاته

تپ لرزہ۔ سردی، کپکپاہٹ یا مثلاً بے انتہا پسینہ، بہت زیادہ نکسیر، سخت قے، کمزور کر دینے والے اسہال، نا قابلِ برداشت پیاس، یا مثلاً زیادہ نیند، لگا تار بے خوابی، زبان کا کھردرا پن، منہ سوکھنا یا مثلاً لگا تار چھینکیں، سخت سردرد، متواتر کھانسی، بھوک کی بندش اور ہچکی وغیرہ جو بخار کے مریضوں کی علامات ہیں اسی طرح نفس کے جذبات اور علامات ہیں جس کے مواد جوش مارتے رہتے ہیں اور اس کی موجیں ٹھاٹھیں مارتی رہتی ہیں اس کے عوارض چکر لگاتے رہتے ہیں اس کی گائیں ڈکارتی رہتی ہیں اس کے قیدی ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور بہت ہی کم لوگ ہیں جو (اس نفس سے) بچے رہتے ہیں۔ پس ہدایت کا طلب کرنا کسی حاذق طبیب کی طرف رجوع کرنے اور اپنے آپ کو معالجوں کے سپرد کر دینے کی طرح ہے اور اپنے بندوں کے لئے جس انعام کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے وہ بندے کا دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف پوری طرح جھک جانا، محبتِ الٰہی میں سرگرم ہونا اور اس کی طرف سے ہمیشہ سعادت دیا جانا اور اپنی سعادت مندی کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کی طرف اپنی برکات، الہامات اور

وإلهاماته واستجاباته وجَعْله طودًا من أطواده وإدخاله في عباده المحفوظين وقوله يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وجَعْله من الطيبين الطاهرين فهذا هو الشفاءُ مِن حُمّى المعاصى والعلاجُ بأوفَق الأدوية والأغذية والتدبيرُ اللطيف الذى لا يعلمه إلا ربّ العالمين.

ثم اعلم أن اللّٰه فى هذه السورة المباركة يُبين للمؤمنين ما كان آخر شأن أهل الكتاب و يقول إن اليهود عصوا ربهم بعد ما نزلت عليهم الإنعامات و تواترت التفضلات فصاروا قوما مغضوبا عليه والنصارى نسوا صفاتِ ربهم وأنزلوه منزلَ العبد الضعيف العاجز فصاروا قومًا ضالين.

وفى السورة إشارة إلى أن أمر المسلمين سيؤول إلى أمر

قبولیتِ دعا سے رجوع کرنا اور اسے اپنے جلیل القدر لوگوں میں سے جلیل القدر بنانا اور اسے اپنے زیرِ حفاظت بندوں میں داخل کر لینا ہے۔اس کے لئے اللہ کا فرمان يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔[1] اور اس کا اپنے پاک اور مقدّس بندوں میں شمار کرنا ہی گناہوں کے بخار کی شفاء اور موافق دواؤں اور غذاؤں سے علاج کرنا ہے اور ایسی لطیف تدبیر ہے جسے رب العالمین کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

پھر جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک سورۃ میں مومنوں پر یہ واضح کرتا ہے کہ اہل کتاب کا کیا انجام ہوا اور فرماتا ہے کہ یہودیوں نے اپنے اوپر (اللہ تعالیٰ کے) انعامات نازل ہونے اور (اُس کے) فضلوں کے پے در پے اُترنے کے بعد اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ ایک مغضوب علیہم قوم بن گئے۔ اور نصاریٰ نے اپنے ربّ کی صفات کو بھلا دیا اور اُسے ایک کمزور اور عاجز بندہ قرار دے دیا پس وہ ایک گمراہ قوم بن گئے۔

اور اِس سورۃ میں اِس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کا معاملہ بھی آخری زمانہ میں

[1] اے آگ! تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی بھی ہو جا اور اس کے لئے سلامتی کا باعث بھی بن جا۔(الانبیاء:٧٠)

أهل الكتاب في آخر الزمان فيشابهونهم في أفعالهم وأعمالهم فيدركهم الله تعالى بفضلٍ من لدنه وإنعامٍ من عنده ويحفظهم من الانحرافات السبُعيّة والبهيمية والوهمية ويُدخلهم في عباده الصالحين.

و في السورة إشارة إلى بركات الدعاء وإلى أنه كل خير ينزل من السماء وإلى أنه مَن عرَف الحق وثبّت نفسه على الهُدٰى وتهذّب وصلح فلا يُضيعه اللّٰه ويُدخله في عباده المنعَمين. والذي عصى ربه فيكون من الهالكين.

وفي السورة إشارة إلى أن السعيد هو الذي كان فيه جيشُ الدعاء لا يعبَأ و لا يلغَب و لا يعبِس وَلَا ييأس ويثِق بفضل ربه ﴿۸۴﴾ إلى أن تدركه عناية اللّٰه

اہلِ کتاب کا سا ہو جائے گا پس وہ اپنے افعال اور اعمال میں ان (اہلِ کتاب) کے مشابہ ہو جائیں گے پھر (دوبارہ) اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے خاص فضل اور اپنے اِنعام سے نوازے گا اور اُنہیں بہیمیّت، درندگی اور توہمّات والی خرابیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھے گا اور اُنہیں اپنے صالح بندوں میں داخل کر لے گا۔

نیز اس سورۃ میں دعا کی برکات کی جانب بھی اشارہ ہے اور یہ کہ ہر خیر اور بھلائی آسمان سے نازل ہوتی ہے، نیز اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جس شخص نے حق کو پہچان لیا اور اپنے آپ کو ہدایت پر قائم کر لیا اور مہذب اور نیک بن گیا تو اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسے اپنے انعام یافتہ لوگوں میں داخل کرے گا اور جو اپنے رب کی نافرمانی کرے گا تو وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگا۔

اور اس سورۃ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ خوش بخت وہ ہے جس کے اندر دعا کے لئے جوش ہو اور وہ کسی چیز کی پروا نہیں کرتا، نہ وہ تھکتا ہے اور نہ چیں بجبیں ہوتا ہے اور نہ وہ مایوس ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے رب کے فضل پر اس حد تک بھروسہ کرتا ہے کہ اللہ کی عنایت اس کے شاملِ حال

فيكون من الفائزين.

وفي السورة إشارة إلٰى أن صفات اللّٰه تعالٰى مؤثّرة بقدر إيمان العبد بها وإذا توجّهَ العارف إلى صفة من صفات اللّٰه تعالٰى وأبصره ببصر روحه وآمن ثم آمن ثم آمن حتى فنٰى في إيمانه فتدخُل روحانية هذه الصفة في قلبه وتأخذه منه فيرى السالك بالَه فارغًا من غير الرحمٰن وقلبَه مطمئنا بالإيمان وعيشَه حلوًا بذكر المنّان ويكون من المستبشرين. فتتجلى تلك الصفة له وتستوى عليه حتى يكون قلبُ هذا العبد عرشَ هذه الصفة وينصبغ القلب بصبغها بعد ذهاب الصبغ النفسانية و بعد كونه من الفانين.

فإن قلتَ مِن أين علمتَ

ہو جاتی ہے اور وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

نیز اس سورۃ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات عین اس کے مطابق اپنا اثر دکھاتی ہیں جتنا بندے کو ان (صفات) پر ایمان ہو اور جب کوئی عارف اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور اُسے اپنی روحانی نگاہ سے دیکھ لیتا ہے اور اس پر ایمان لاتا، پھر ایمان لاتا اور پھر اتنا ایمان لاتا ہے کہ وہ اپنے ایمان میں فنا ہو جاتا ہے تو اس صفت کی روحانی تاثیر اس کے دل میں داخل ہو جاتی ہے اور اس پر قبضہ کر لیتی ہے تب سالک یہ دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ غیر اللہ کی محبت سے خالی ہے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے اور اس کی زندگی محسن خدا کے ذکر سے شیریں بن گئی ہے۔ تو وہ خوش وخرم ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر اس صفت کی مزید تجلّی ہوتی ہے اور وہ اس پر مستولی ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اس بندے کا دل اس صفت کا عرش بن جاتا ہے اور نفسانیت کا رنگ بالکل دُھل جانے اور اس کے فانی فی اللہ ہو جانے کے بعد اس کا دل اس صفت کے رنگ میں خوب رنگین ہو جاتا ہے۔

اور اگر تو یہ کہے کہ تجھے کہاں سے یہ معلوم ہوا

أن هذه الإشارة توجد في الفاتحة. فاعلَمْ أن لفظ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يدل عليه فإن اللّٰه تعالٰى ما قال "قُلِ الحمدُ للّٰه" بل قال اَلْحَمْدُ للّٰهِ فكأنه أنطقَ فطرتَنا وأرانا ما كان مخفيًّا في فطرتنا. وهذه إشارة إلى أن الإنسان قد خُلق على فطرة الإسلام وأُدخِل في فطرته أن يحمد اللّٰه و يستيقن أنه رب العالمين ورحمٰن ورحيم ومالك يوم الدين. وأنه يُعين المستعين ويَهدي الداعين. فثبت من ههنا أن العبد مجبولٌ على معرفة ربه و عبادته وقد أُشرِب في قلبه محبّته فتظهر هذه الحالة بعد رفع الحجب وتجري ذِكر اللّٰه تعالٰى على اللسان من غير اختيار وتكلّف وتنبت شجرة المعارف وتثمر وتؤتي أكله كل حين.

کہ یہ اشارہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے تو یاد رہے کہ اَلحمد لِلّٰہ کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اَلحمد لِلّٰہ کہو بلکہ صرف "اَلحمد لِلّٰہ" فرمایا ہے۔ گویا اس نے ہماری فطرت سے یہ (الفاظ) کہلوائے ہیں اور جو چیز ہماری فطرت میں پوشیدہ ہے۔ وہ اس نے ہمیں دکھائی ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان فطرتِ اسلام پر تخلیق کیا گیا ہے اور اس کی فطرت میں یہ بات داخل کر دی گئی ہے کہ وہ اللہ کی حمد کرے اور یہ یقین رکھے کہ وہ ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم اور مالکِ یوم الدّین ہے۔ اور یہ کہ وہ ہر مدد مانگنے والے کی مدد فرماتا ہے اور دعا کرنے والوں کو ہدایت دیتا ہے۔ پس یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ بندہ فطرتاً اپنے رب کی معرفت اور اس کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی ہے۔ پس یہ حالت پردوں کے اُٹھ جانے کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر بے اختیار اور بلا تکلف جاری ہو جاتا ہے اور معارف کا درخت اُگتا اور پھل دینے لگتا ہے اور ہر موسم میں اپنا تازہ بتازہ پھل دیتا رہتا ہے

وفـي قـولـه تـعـالى صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ إشـارة أخرى وهو أن الله تعالى خـلَـق الآخـرين مشـاكِـلين بـالأولين. فإذا اتصلت أرواحهم بـأرواحهـم بـكـمـالِ الاقتـداء ومـنـاسبةِ الـطبائع فينـزل الفيض مـن قـلوبهم إلى قلوبهم ثم إذا تمّ إفـضـاء المستفيض إلى المفيض وبـلـغ الأمـر إلـى غـاية الوصلة فيـصيـر وجودهما كشيء واحد ويـغيب أحدهما في الآخر وهذه الـحالة هي المعبَّرُ عنها بالاتحاد وفـي هـذه الـمـرتبة يُسـمـى السـالك فـي السـماء تسميةَ الأنبيـاء لـمشـابَهتـه إياهم في جـوهـرهم وطبعهم كما لا يخفى على العارفين.

وحـاصـل الـكلام أن الله تعالى يُبشّـر لأُمة نبيّـنـا صـلى الله عليه وسـلـم فـكـأنه يقول ياعبادِ إنكم خُـلـقتم عـلى طبـائـع المنعَمين

اور اللہ تعالیٰ کے کلام صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں ایک اور اشارہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کو پہلے آنے والوں کے مشابہ پیدا کیا ہے۔ پھر جب اِن کی روحیں اُن کی روحوں سے بوجہ کامل پیروی اور طبیعتوں کی مناسبت سے باہم متّصل ہوتی ہیں تو ایک خاص فیض اُن کے دلوں سے اِن کے دلوں پر نازل ہوتا ہے پھر جب فیض چاہنے والے کی رسائی فیض پہنچانے والے تک ہوجاتی ہے اور اتصالِ باہمی کا معاملہ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو ان دونوں کا وجود ایک ہی وجود کی طرح ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے میں غائب ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جسے اتحاد سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس مرتبہ میں سالک کو آسمان میں نبیوں کا نام دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ طبیعت اور جوہر میں وہ ان سے مشابہت رکھتا ہے۔ جیسا کہ (یہ امر) عارفوں پر مخفی نہیں۔

﴾۸۵﴿

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو خوشخبری دیتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اے میرے بندو! تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو اور تم میں اُن

السابقين وفيكم استعداداتهم فلا تُضيعوا الاستعدادات وجاهِدوا لتحصيل الكمالات واعلموا أن اللّٰه جوّادٌ كريم وليس ببخيل ضنين. ومن ههنا يُفهَم سِرُّ نزول المسيح الذى يختصم الناس فيه فإنّ عبدًا من عباد اللّٰه إذا اقتدى هدى المهتدين وتبِع سنن الكاملين وتأهَّبَ للانصباغ بصبغ المهديّين وعطَف إليهم بجميع إرادته وقوّته وجَنانه وأدّى شرط السلوك بحسب إمكانه وشَفَعَ الأقوال بالأعمال والمقالَ بالحال ودخل فى الذين يتعاطون كأس المحبة للقادر ذى الجلال و يقتدحون زنادَ ذِكر اللّٰه بالتضرع والابتهال ويبكون مع الباكين فهنالك يفور بحر رحمة اللّٰه ليُطهّره من الأوساخ والأدران

کی استعدادیں رکھی گئی ہیں پس تم ان استعدادوں کو ضائع نہ کرو اور کمالات حاصل کرنے کے لئے مجاہدات کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی سخی اور کریم ہے اور وہ بخیل اور کنجوس نہیں اور یہاں سے نزولِ مسیح کا وہ راز سمجھا جا سکتا ہے جس کے بارہ میں لوگ جھگڑتے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہدایت یافتہ لوگوں کے طریق کی پیروی کرے اور کامل لوگوں کے طریقوں کا مُتّبع ہو اور ہدایت یافتہ لوگوں کے رنگ سے رنگین ہونے کے لئے تیار ہو اور اپنے سارے ارادے اور قوّت اور دل سے اُن کی طرف مائل ہو اور حتی الامکان سلوک کی شرائط ادا کرے اور اپنے اقوال کو اعمال سے اور قال کو حال سے مطابق کرے اور ان لوگوں میں داخل ہو جائے جو خدائے قادر ذوالجلال کی محبت کا پیالہ پیتے ہیں اور ذکر اللہ کے چقماق سے تضرّع اور عاجزی کے ذریعہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور رونے والوں کے ساتھ روتے ہیں تب (بندہ کے اس مقام پر پہنچنے پر) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر جوش مارتا ہے تا اُس شخص کو تمام قسم کی روحانی مَیل کچیل سے پاک کرے اور تا اُسے

ولتـرويـه بـإفـاضة التهتـان ثم يـأخـذ يـدَه ويُـرقّيـه إلـى أعلـٰى مـراتـب الارتـقـاء والـعـرفـان ويُـدخـلـه فـي الـذيـن خلوا من قبلـه مـن الـصـلحـاء والأوليـاء والـرسـل والـنبيين فيُـعـطـى كـمـالا كـمثـل كمالهم وجمالًا كـمثـل جـمـالهـم وجـلالًا كـمثـل جـلالهـم وقـد يـقـتـضـي الـزمـان والـمـصـلحة أن يُرسل هـذا الـرجـلَ عـلـى قـدم نبـي خـاص فيُـعـطـى لـه عِلْمًا كعلمه وعـقـلا كـعـقـلـه ونـورًا كنوره واسـمًـا كـاسـمـه ويجعل اللّٰـه أرواحهـمـا كـمـرايـا متقـابلة فيـكـون الـنبـي كـالأصل والولي كـالـظـل مِـن مـرتبتـه يـأخـذ ومِـن روحـانيتـه يستـفيـد حتـى يـرتـفـع مـنهـمـا الامتيـازُ والـغَيـرية وتَـرِدُ أحكـامُ الأوّل عـلـى الآخـر ويـصيـران كشيء واحدٍ عند اللّٰه وعند مَلَئِه الأعلى

موسلادھار (روحانی) بارش کے فیضان سے سیراب کرے۔ پھر وہ اُس کی دستگیری فرماتا ہے اوراُسے اِرتقاءاورعرفان کےاعلیٰ مراتب پر پہنچاتا ہے اور اُس کو اُن لوگوں میں داخل کر دیتا ہے جو صالحین ، اولیاء ،رسولوں اور نبیوں میں سے اُس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ پس اُسے اُن کے کمالات کی طرح کمال اوراُن کے جمال کی طرح جمال اوراُن کے جلال کی طرح جلال عطا کیا جاتا ہے۔اور کبھی زمانہ اور مصلحت اِس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ ایسا شخص ایک خاص نبی کے قدم پر بھیجا جائے پھر اُسے اُس نبی کا سا علم، اوراُس کی عقل کی سی عقل، اوراس کے نُور کا سا نُور، اوراُس کے نام کا سا نام دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن دونوں کی روحوں کو اُن آئینوں کی طرح بنا دیتا ہے جو آمنے سامنے ہوں۔ پس نبی اصل کی طرح ہوتا ہےاور ولی ظِــلّ کی طرح۔ وہ اس کے مرتبہ سے (حِصّہ) لیتا ہے اور اُس کی روحانیت سے استفادہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے درمیان امتیاز اور غیریّت اُٹھ جاتے ہیں اور پہلے (اصل) کےاحکام دوسرے(ظِــلّ) پروارد ہو جاتے ہیں تب وہ دونوں اللہ اور مَـلَاءِ اَعْلٰی کے نزدیک ایک شَے کی طرح ہو جاتے ہیں اور

وينـــزل علـى الآخـــر إرادةُ اللّٰـــه وتـصـريـفـه إلى جهة و أمـرُه ونهيــه بـعـد عبوره على روح الأول وهـــذا ســـرٌّ مـــن أسـرار اللّٰـه تعـالى لا يفهمـه إلا مــن كـان من الـروحـانيين. واعــلــم أن ذلك الــرجـل الـذي يتشـابـه قـلبـه بقلب نبی بـمشـابهة قـويـــة شديدة تـامة كـاملة لا يـأتـى إلا إذا اشتدت الـضـرورة لمجيئه فلما قـامت الـضـرورة لوجـود مثل ذلک الـرجـل يستـأثـر اللّٰـه عبدًا من عبـاده لهـذا الأمـر فيـدانيــه رحـمتـــه كـمـا كـانـت دانـت مُـورِثـه وينـــزل عليه سرّ روحه وحـقيـقة جـوهـره وصفاء سيرته وشـأن شـمـائـلـه ويجعل إرادته فـى إراداتـــه وتـوجهـاتـــه فـى تـوجهـاتـــه حتـى يتـجلّى فيـه جـمـيـع شـؤون الـنـبـى المشبه به ويصير مغمورا فى معنى الاتحاد

﴿۸۶﴾

اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اللہ کا اُسے ایک جہت کی طرف پھرانا اور اس کا امر اور اُس کی نہی پہلے (اصل) کی روح پر عبور کرنے کے بعد اُس دوسرے (ظِلّ) پر اُترتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایسا سرّ ہے جس کو سوائے روحانی لوگوں کے اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اور یاد رہے کہ ایسا شخص جس کا دل نبی کے دل کے ساتھ نہایت قوی مشابہتِ تامہ و کاملہ رکھتا ہوگا وہ صرف اُسی وقت آئے گا جب آئندہ اس کے آنے کی اشد ضرورت ہو گی پس جب ایسے مثیل وجود کی ضرورت پیدا ہو جائے گی۔ تب اللہ اس امر کے لئے اپنے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ترجیحاً منتخب کر لے گا۔ اور وہ اپنی رحمت کو اس کے قریب کرے گا۔ جتنا کہ رحمت اس کے مورث (نبی) کے قریب تھی۔ نیز وہ اس پر اس کی روح کا سرِّ نہاں، اور اس کے جوہر کی حقیقت اور اس کی پاکیزہ سیرت اور اس کے اوصاف وشمائل کی شان نازل فرمائے گا اور اُس کے ارادے اِس کے ارادوں میں اور اُس کی توجہات کو اس کی توجہات میں یوں شامل کر لے گا کہ مشبّہ بہٖ نبی کی جملہ شانیں اس میں جلوہ گر ہو جائیں گی اور وہ ایک اتحاد کے مفہوم کے نیچے آ جائے گا اور

فيصيران حقيقةً واحدةً يقع عليهما اسم واحد ويُنسَبون إلى مثال واحدٍ كأن النبى المشبه به نزل من السماء إلى أهل الأرضين. فهذا معنى قولِ النبى صلى الله عليه وسلم فى نزول عيسى ابن مريم عليه السلام وهو الحق لا يُخالف القرآن ولا يُعارضه وقد مضى مثله فى الأولين. فلا تجادِلْ بغير الحق ولا تكن من المنكرين. قد تُوُفِّى عيسى كما تُوُفِّى الذين خلوا من قبله وجاء وا من بعده. فلا تخَفْ قومًا تركوا كتاب الله ونصوصه وآثروا غير القرآن على القرآن وآثروا الشكّ على اليقين وخَفِ اللّٰهَ وقَهْرَه وَاعتزِلْ تلك الفرقَ كلها واعتصِمْ بحبل الله المتين. ومن صرَف عِنان التوجه إلى هذه الآية وأمعنَ فيه حق الإمعان فيرى أنها شاهد على بياننا هذا ويكون من المذعنين.

وہ دونوں (مُشَبَّہ اور مُشَبَّہ بِہٖ) ایک ایسی حقیقتِ واحدہ بن جائیں گے کہ وہ ایک ہی نام سے موسوم اور ایک ہی نسبت سے منسوب ہو جائیں گے۔ گویا مُشَبَّہ بِہٖ نبی خود آسمان سے اہلِ زمین پر اتر آیا ہے۔ پس (حضرت) عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا یہی مطلب ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو قرآن کے مخالف و معارض نہیں اور اس کی مثال پہلوں میں گزر چکی ہے۔ اس لئے تو ناحق بحث نہ کر اور منکروں میں سے نہ ہو۔ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) بھی اسی طرح فوت ہوئے ہیں جیسے آپؑ سے پہلے لوگ اور آپؑ کے بعد کے لوگ اس جہاں سے گزر گئے۔ پس تو ایسے لوگوں سے نہ ڈر جنہوں نے کتاب اللہ اور اس کی نصوص کو ترک کر دیا اور غیر قرآن کو قرآن پر مقدم رکھا اور شک کو یقین پر ترجیح دی۔ اللہ اور اس کے قہر سے ڈر اور ان تمام فرقوں سے الگ ہو جا اور اللہ کی محکم رسّی کو مضبوطی سے تھام لے۔ اور جو شخص اپنی عنانِ توجہ کو اس آیت کی طرف پھیرے گا اور اس پر پورا غور وخوض کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ یہ آیت ہمارے اس بیان پر شاہد ہے اور وہ اس کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کر دے گا۔

فلا تعذلونی بعد ما قلتُ سِرَّہ　　وأثبَتہ بدلائل الفرقانِ

پس تم اس کے بعد کہ میں نے اس راز کی حقیقت کو بیان کر دیا ہے اور اسے قرآنی دلائل سے ثابت کر دیا ہے مجھے ملامت مت کرو۔

وقد بانَ برھانی بقولٍ واضحٍ　　وأنار صدقی عند ذی العرفانِ

واضح بیان کے ذریعہ میری دلیل کھل کر سامنے آ گئی اور عارفوں پر میری صداقت روشن ہوگئی۔

وعلیک بالصدق النقیّ وسُبلِہ　　ولو أنہ ألقاک فی النیرانِ

اور تم پر لازم ہے کہ پاک وصاف سچائی اور اس کی تمام راہوں کو اختیار کرو خواہ ایسا کرنے پر تمہیں طرح طرح کی آگ میں ڈالا جائے۔

ثم اعلم أنّ للّٰہ تعالی صفات ذاتیۃ ناشیۃ من اقتضاء ذاتہ وعلیھا مدار العالمین کلھا وھی أربع ربوبیۃ① ورحمانیۃ② ورحیمیۃ③ ومالکیۃ④ کما أشار اللّٰہ تعالی إلیھا فی ھذہ السورۃ وقال رَبِّ العالمینَ① الرَّحمٰنِ② الرَّحِیمِ③ مَالِکِ④ یَومِ الدِّینِ. فھذہ الصفات الذاتیۃ سابقۃ علی کلّ شیء ومحیطۃ بکل شیء ومنھا وجودُ الأشیاء واستعدادھا وقابلیتھا ووصولھا إلی کمالاتھا. وأما صفۃ الغضب

پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات ذاتی ہیں جو اس کی ذات کے تقاضا سے پیدا ہونے والی ہیں اور اُنہیں پر سب جہانوں کا مدار ہے اور وہ چار ہیں۔ ① ربوبیت۔ ② رحمانیت۔ ③ رحیمیت اور ④ مالکیت۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے۔ ① رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، ② الرَّحْمٰنِ ، ③ الرَّحِیْمِ ، ④ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ پس یہ ذاتی صفات ہر چیز پر سبقت رکھتی ہیں اور ہر چیز پر محیط ہیں۔ تمام اشیاء کا وجود، ان کی استعدادیں، ان کی قابلیت اور ان کا اپنے کمالات کو پہنچنا انہیں (صفات) کے ذریعہ سے ہے لیکن غضب کی صفت خدا تعالیٰ کی ذاتی صفت نہیں

فليست ذاتية للّٰه تعالٰى بل هى ناشية من عدم قابلية بعضّ الأعيان للكمال المطلق وكذلك صفة الإضلال لا يبدو إلا بعد زيغ الضالين. وأما حصر الصفات المذكورة فى الأربع فنظرًا على العالم الذى يوجد فيه آثارها. ألا ترى أن العالم كله يشهد على وجود هذه الصفات بلسان الحال وقد تجلت هذه الصفات بنحوٍ لا يشك فيها بصيرٌ إلا من كان من قوم عمين. وهذه الصفات أربعٌ إلى انقراض النشأة الدنيوية ثم تتجلى من تحتها أربع أخرى التى من شأنها أنها لا تظهر إلا فى العالم الآخر وأوّلُ مَطالِعِها عرشُ الرب الكريم الذى لم يتدنس بوجودِ غير اللّٰه تعالى وصار مظهرًا تامًّا لأنوار ربّ العالمين وقوائمه أربعٌ ربوبية ورحمانية ورحيمية ومالكية يوم الدين. ولا جامِعَ

ہے بلکہ وہ بعض موجودات کے مطلق کمال کی عدمِ قابلیت کے باعث پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح گمراہ ٹھہرانے کی صفت کا ظہور بھی گمراہ ہونے والوں میں کجروی پیدا ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ لیکن صفات مذکورہ کا حصر چار کے عدد میں اس عالم کو مدِّ نظر رکھ کر ہے جس میں ان صفات کے آثار پائے جاتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ عالَم سارے کا سارا بزبانِ حال ان (چاروں) صفات کے وجود پر شہادت دے رہا ہے اور یہ چاروں صفات اس طور سے جلوہ افروز ہیں کہ کوئی صاحبِ بصیرت ان میں شک نہیں کرسکتا سوائے اس کے جو اندھوں میں سے ہو اور یہ صفات اس دنیا کے اختتام تک چار (کی تعداد میں ہی) رہیں گی۔ پھر ان ہی میں سے چار اور صفات جلوہ گر ہوں گی۔ جن کی شان یہ ہے کہ وہ دوسرے جہان میں ہی ظاہر ہوں گی اور ان کی پہلی جلوہ گاہ ربِّ کریم کا عرش ہوگا۔ جو کبھی غیر اللہ کے وجود سے آلودہ نہیں ہوا اور وہ عرش پروردگار عالم کے انوار کا مظہرِ تام ہے۔ اور اس کے پائے چار ہیں۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت یوم الدین۔ اور ظلّی طور پر ان چاروں

﴿۸۷﴾

لهـذه الأربع علٰى وجه الظلّيّة إلا عـرشُ الـلّٰه تعالٰى وقلبُ الإنسان الـكـامـل وهـذه الصفات أمهات لـصـفـات الـلّٰـه كلها ووقعت كقوائم العرش الذى استوى اللّٰه عـليـه وفـى لـفظ الاستواءِ إشارة إلـى هـذا الانـعـكاس على الوجه الأتـم الأكـمـل من اللّٰه الذى هو أحسـن الـخـالـقيـن. وتنتهى كل قـائـمةٍ مـن العرش إلٰى مَلَكٍ هو حـامـلُهـا ومـدبّرُ أمرهـا وموردُ تجلياتها وقاسِمُها على أهل السماء والأرضيـن. فهـذا معنى قول اللّٰه تـعـالٰى وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ فـإن الـمـلائـكة يـحملون صفاتًا فيها حقيقة عرشية. والسرّ فى ذلك أن الـعـرش ليـس شيـئًا من أشياء الـدنيـا بـل هـو بـرزخ بين الدنيا والآخرة ومبـدأٌ قـديم للتجليات الـربـانية والرحمانية والرحيمية والـمـالـكية لإظهـار التفضلات

صفات کامکمل طور پر جامع اللہ تعالیٰ کے عرش یا انسان کامل کے دل کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ (چاروں) صفات اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے لئے اصولی صفات ہیں۔ اور وہ اس عرش کے لئے بمنزلہ پایوں کے ہیں جس پر خدا تعالیٰ مستوی (جلوہ گر) ہے اور خدا کے مستوی ہونے میں ذات باری تعالیٰ کی صفات کے کامل انعکاس کی طرف اشارہ ہے جو بہترین خالق ہے۔ پھر عرش کا ہر پایہ ایک فرشتہ تک پہنچتا ہے جسے وہ اُٹھائے ہوئے ہے اور اسی پایہ کے متعلق امر کا انتظام کرتا ہے۔ وہ اس کی تجلّیات کا مورد بنتا ہے اور ان تجلیات کو آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والوں پر تقسیم کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے قول وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ [1] کے یہی معنے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ ان صفاتِ الٰہیہ کو اُٹھائے ہوئے ہیں جو عرش کی حقیقت سے متعلق ہیں۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ عرش اس دنیا کی چیزوں میں سے نہیں بلکہ وہ دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ اور صفات ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کی تجلیات کا ازلی منبع ہے۔ تا احساناتِ الٰہیہ کا اظہار اور جزا

[1] اور اس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھا رہے ہوں گے۔ (الحاقۃ:۱۸)

وتكميل الجزاء والدّين. وهو داخلٌ في صفات اللّٰه تعالى فإنه كان ذا العرش من قديم ولم يكن معه شيء فكُنْ من المتدبرين. وحقيقة العرش واستواء اللّٰه عليه سِرٌّ عظيم من أسرار اللّٰه تعالى وحكمةٌ بالغة ومعنى روحاني وسُمِّيَ عرشًا لتفهيم عقول هذا العالم ولتقريب الأمر إلى استعداداتهم وهو واسطة في وصول الفيض الإلٰهي والتجلي الرحماني من حضرة الحق إلى الملائكة ومن الملائكة إلى الرُّسل. و لا يقدَح في وحدته تعالى تكثُّرُ قوابلِ الفيض بل التكثر هٰهنا يوجب البركات لبنّي آدم و يعِينهم على القوة الروحانية وينصرهم في المجاهدات والرياضات الموجبة لظهور المناسبات

سزا کی تکمیل ہو اور یہ عرش اللہ تعالیٰ کی صفات میں داخل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل سے صاحبِ عرش ہے اور اس کے ساتھ ازل میں کوئی اور چیز نہ تھی۔ پس ان باتوں پر غور و فکر کرنے والوں میں سے بنو۔ اور عرش کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کا اس پر متمکن ہونا الٰہی اسرار میں سے ایک بہت بڑا سرّ ہے اور ایک بلیغ حکمت اور روحانی معنی پر مشتمل ہے اور اس کا نام عرش اس لئے رکھا گیا ہے تا اس جہان کے اہلِ عقل کو اس کا مفہوم سمجھایا جائے اور اس بات کا سمجھنا ان کی استعدادوں کے قریب کر دیا جائے۔ اور وہ (عرش) الٰہی فیض اور رحمانی تجلّی کو اللہ کی درگاہ سے ملائکہ تک اور ملائکہ سے رسولوں تک پہنچانے کا واسطہ ہے۔ خدا کی توحید پر یہ بات حرف نہیں لاتی کہ اس کے فیض کو قبول کرنے والے اور آگے پہنچانے والے وجود بکثرت ہوں۔ بلکہ اس مقام میں (وسائط کی) کثرت بنی آدم کے لئے برکات کا موجب ہے اور روحانی قوت کے حصول میں ان کو مدد دیتی ہے۔ اور انہیں ان مجاہدوں اور ریاضتوں میں مدد دیتی ہے جو اُن مناسبتوں کے ظہور کا موجب

﴿۸۸﴾

التـي بينهـم وبيـن مـا يـصلون إليــه مـن الـنـفـوس كـنـفـس الـعـرش والـعـقـول الـمجـردة إلـى أن يـصـلـون إلـى الـمبـدأ الأول وعــلّة الـعـلـل. ثـم إذا أعــان الـسـالـکَ الـجـذبـاتُ الإلٰهية والـنسيـمُ الـرحـمـانية فيــقــطــع كثيــرا مـن حـجبـه ويـنـجيــه مـن بُـعـد الـمـقـصـد وكثــرة عقباتـه وآفاتـه و ينـوِّره بــالـنـور الإلٰهــي ويُـدخـلـه فـي الـواصـلـيـن. فيكمل له الوصول والشهـود مـع رؤيتـه عجـائبـاتِ الـمـنازل والمقامات. ولا شعورَ لأهـل الـعـقـل بـهـذه الـمـعـارف والـنـكـات ولا مَـدخَـل لـلـعقل فيــه والاطـلاعُ بـأمثـال هـذه الـمـعـانـي إنـمـا هـو من مشكاة الـنبــوة والـولايـة ومـا شـمّـت الـعــقــل رائـحتــه ومـا كــان لـعــاقـل أن يـضـع الـقـدم فـي هــذا الــمــوضــع إلا بــجـذبـة

بنتی ہیں جو بنی آدم اورنفوس عالیہ مثلاً نفس عرش اورعقول مجردہ میں موجود ہیں جن تک بنی آدم نے پہنچنا ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ بنی آدم مبدء اوّل اور علّتِ عِلَل (ذات باری) تک پہنچ جائیں۔ پھر جب الٰہی کشش اور اس کی رحمانیت کی بادِ نسیم سالک کی مدد کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے بہت سے پردے دور کر دیتا ہے اور اُسے مقصد کی دُوری سے اور بہت سی درمیانی روکوں اور آفات سے نجات دے دیتا ہے۔ اور اُس (سالک کو) الٰہی نور سے منور کر دیتا ہے۔ اور زُمرہ واصلین میں داخل کر دیتا ہے۔ اور (راہ سلوک کی) منزلوں اور مقامات کے عجائبات دیکھنے کے ساتھ ساتھ وہ وصالِ الٰہی اور دیدارِ الٰہی کے مرتبہ وصول وشہود کو پالیتا ہے۔ لیکن فلسفیوں کو ان معارف اور نکات کا کچھ بھی پتہ نہیں اور نہ ہی محض عقل کو اس میں کوئی دخل ہے۔ اور ایسے مطالب اور معانی پر آگہی صرف مشکوٰۃِ نبوت اور ولایت سے حاصل ہوتی ہے اور عقل اس کی مہک کو نہیں پاسکتی۔ اور نہ کسی عاقل کے لئے ممکن ہے کہ وہ اس مقام پر بجز ربّ العالمین کی کسی کشش

من جذبات ربّ العالمين.

وإذا انفكّت الأرواح الطيبة الكاملة من الأبدان ويتطهرون على وجه الكمال من الأوساخ والأدران يُعرَضون على اللّٰه تحت العرش بواسطة الملائكة فيأخذون بطور جديد حظًّا من ربوبيته يغائر ربوبيةً سابقة وحظًّا من رحمانية مغايرَ رحمانيةٍ أولى وحظًّا من رحيمية ومالكية مغايرَ ما كان فى الدنيا. فهنالک تكون ثمانى صفات تحملها ثمانية من ملائكة اللّٰه بإذن أحسن الخالقين. فإن لكل صفة مَلَک مُوَكَّلٌ قد خُلق لتوزيع تلک الصفة على وجه التدبير ووضعها فى محلها وإليه إشارة فى قوله تعالى ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ فتدبَّرْ ولا تكُنْ من الغافلين.

وزيادة الملائكة الحاملين فى الآخرة لزيادة تجليات ربانية

کے قدم مار سکے۔

اور جب پاک اور کامل روحیں ان مادی جسموں سے الگ ہو جاتی ہیں اور وہ مکمل طور پر (گناہوں کی) میل کچیل سے پاک ہوجاتے ہیں تو وہ فرشتوں کے وسائط سے عرش کے نیچے اللہ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں تب وہ ایک نئے طور سے ربوبیت سے ایسا حِصّہ پاتے ہیں جو پہلی ربوبیّت سے بالکل مختلف ہوتا ہے اور اسی طرح رحمانیت سے حِصّہ پاتے ہیں جو پہلی رحمانیت سے مختلف ہوتا ہے پھر وہ رحیمیّت اور مالکیّت سے ایسا حِصّہ پاتے ہیں جو دنیا میں ملنے والے حِصّہ سے مختلف ہوگا۔ اس وقت ان صفات کی تعداد آٹھ ہو جائے گی۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے آٹھ فرشتے اَحسن الخالقین کے اِذن سے اُٹھائیں گے اور ہر ایک صفت کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہوگا۔ جو بڑے منظّم طریق سے اس صفت (کی برکات) کو بانٹنے اور اُسے برمحل رکھنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ کے کلام فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا[1] میں اشارہ ہے پس تُو بھی غور کر اور غافلوں میں شامل نہ ہو۔

آخرت میں ملائکہ حاملینِ عرش کی تعداد کی زیادتی خدا کی ربوبیّت، رحمانیّت، رحیمیّت اور

[1] پھر (دنیا کا) کام (چلانے) کی تدبیروں میں لگ جاتی ہیں۔ (النازعات:٦)

ورحمانية ورحيمية ومالكية عند زيادة القوابل فإن النفوس المطمئنة بعد انقطاعها ورجوعها إلى العالم الثانى والرب الكريم تترقى فى استعداداتها فتتموج الربوبية والرحمانية والرحيمية والمالكية بحسب قابلياتهم واستعداداتهم كما تشهد عليه كشوف العارفين. وإن كنت من الذين أُعطىَ لهم حظٌّ من القرآن فتجد فيه كثيرا من مثل هذا البيان فانظرْ بالنظر الدقيق لتجد شهادة هذا التحقيق من كتاب اللّٰه رب العالمين .

﴿۸۹﴾

ثم اعلم أن فى آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ إشارة عظيمة إلى تزكية النفوس من دقائق الشرك واستيصال

مالکیّت کی تجلّیات کی زیادتی کی وجہ سے ہے جبکہ نفوسِ مُطْمَئِنَّہ کی قابلیتوں میں اضافہ ہوجائے گا۔ کیونکہ نفوسِ مُطْمَئِنَّہ اس دنیا سے تعلق توڑ کر دوسرے عالَم اور ربّ کریم کی طرف واپس لوٹنے کے بعد اپنی استعدادوں میں ترقی کرتے ہیں پس ان کی قابلیتوں اور استعدادوں کے مطابق ربوبیّت، رحمانیّت، رحیمیّت اور مالکیّت موجزن ہوتی ہیں۔ جیسا کہ عارف باللہ لوگوں کے کشوف اس امر پر گواہ ہیں۔ اور اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جنہیں قرآن کریم کے فہم کا کچھ حِصّہ عطا کیا گیا ہے تو تمہیں بھی اس (قرآن کریم) میں ایسے بہت سے بیانات ملیں گے پس تم گہری نظر سے دیکھو تا تمہیں اللہ تعالیٰ پروردگارِ عالم کی کتاب سے (میری اس) تحقیق کی تصدیق مل جائے۔

پھر جان لو کہ آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ . صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] کی آیت میں باریک در باریک شرک اوراس کے اسباب کی بیخ کنی کر کے نفوس کو پاک کرنے کی طرف عظیم اشارہ (پایا جاتا) ہے۔ اسی

[1] ہمیں سیدھے راستے پر چلا اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ (الفاتحۃ :۶،۷)

أسبابها ولأجل ذلك رغّب الله في الآية في تحصيل كمالات الأنبياء واستفتاح أبوابها فإن أكثر الشرك قد جاء في الدنيا من باب إطراء الأنبياء والأولياء وإن الذين حسبوا نبيهم وحيدًا فريدًا ووحده لا شريك له كذات حضرة الكبرياء فكان مآل أمرهم أنهم اتخذوه إلٰهًا بعد مدة وهكذا فسدت قلوب النصارٰى من الإطراء والاعتداء . فالله يشير في هذه الآية إلى هذه المَفسدة والغواية ويومئ إلى أنّ المنعَمين من المرسَلين والنبيين والمحدَّثين إنما يُبعَثون ليصطبغ الناس بصبغ تلك الكرام لا أن يعبدوهم ويتخذوهم آلهة كالأصنام فالغرض من إرسال تلك النفوس المهذّبة ذوي الصفات المطهرة أن يكون كلُّ متبع قريعَ تلك الصِفاتِ لا قارِعَ الجبهةِ

لئے اللہ تعالیٰ نے (لوگوں کو) اس آیت میں نبیوں کے کمالات کے حاصل کرنے اور ان (کمالات) کے دروازوں کو کھولے جانے کی استدعا کی ترغیب دی ہے کیونکہ زیادہ تر شرک نبیوں اور ولیوں کے متعلق غُلوّ کرنے کی وجہ سے دنیا میں آیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے نبی کو ایسا یکتا اور منفرد اور ایسا وحدہ لاشریک گمان کیا جیسے ذات ربّ العزّت ہے تو اُن کا مآلِ کار یہ ہوا کہ اُنہوں نے کچھ مدّت کے بعد اُسی نبی کو معبود بنالیا۔ اسی طرح (حضرت عیسیٰ کی تعریف میں) مبالغہ آرائی کرنے اور حدّ سے بڑھنے کی وجہ سے عیسائیوں کے دل بگڑ گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اِس آیت میں اِسی فساد اور گمراہی کی طرف اشارہ فرماتا ہے اور اس طرف بھی اشارہ فرماتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ سے) انعام پانے والے لوگ یعنی رسول، نبی اور محدّث اس لئے مبعوث کئے جاتے ہیں کہ لوگ ان بزرگ ہستیوں کے رنگ میں رنگین ہوں۔ نہ اس لئے کہ وہ اُن کی عبادت کرنے لگیں اور اُنہیں بتوں کی طرح معبود بنالیں۔ پس ان بااخلاق پاکیزہ صفات والی ہستیوں کو دنیا میں بھیجنے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ (ان کا) ہر متّبع ان صفات سے متّصف ہو نہ یہ کہ اُنہیں کو پتھر کا بُت بنا کر اُس پر ماتھا رگڑنے

علـى هذه الصَّفاة. فأومأ اللّٰه فى هـذه الآية لأولـى الفهم والدراية إلـى أن كـمـالات النبيين ليست ككمالات رب العالمين وأن اللّٰه أحـدٌ صـمـدٌ وحيدٌ لا شريک له فـى ذاتــه ولا فـى صـفـاتـه وأمـا الأنبياء فليسوا كذلک بل جعل اللّٰــه لهـم وارثيـن مـن المتّبعين الـصـادقيـن فـأُمّتُهـم وُرثـاؤهـم يـجـدون مـا وجـد أنبيـاؤهـم إن كـانــوا لهـم متبعيـن. وإلـى هـذا أشـار فـى قـولـه عزّ و جل: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ فانظرْ كيف جعَل الأُمّةَ أحبّاءَ اللّٰه بشـرط اتّبـاعهم واقتدائهم بسيّد الـمـحبـوبين. وتدل آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. أن تُراث السابقين من المرسَلين

والا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں سمجھ بوجھ اور عقل رکھنے والوں کو اشارہ فرمایا ہے کہ نبیوں کے کمالات پروردگارِ عالَم کے کمالات کی طرح نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا، بے نیاز اور یگانہ ہے۔ اُس کی ذات اور صفات میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن نبی ایسے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے سچے متّبعین میں سے اُن کے وارث بناتا ہے۔ پس اُن کی اُمّت اُن کی وارث ہوتی ہے۔ وہ سب کچھ پاتے ہیں جو اُن کے نبیوں کو ملا ہو بشرطیکہ وہ اُن کے پورے پورے متّبع بنیں۔ اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [1] میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے افرادِ اُمّت کو اپنے محبوب قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ محبوبوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کریں اور آپ کے نمونہ پر چلیں۔ پھر آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے مرسلوں اور صدیقوں

[1] تو کہہ کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا۔ (آل عمران:۳۲)

و الصدّیقین حقٌّ واجبٌ غیرُ مجذوذ ومفروضٌ للاحقین من المؤمنین الصالحین إلی یوم الدین. وهم یرثون الأنبیاء وَیجدون ما وجدوا من إنعامات اللّٰه. وهذا هو الحق فلا تکن من الممترین.

وأما سِرُّ ذٰلک التوارث ولِمّیّة المورِث والوارث فتنکشف من تلک الآیة التی تُعلّم التوحید وتُعظّم الرب الوحید فإن اللّٰه المعین وأرحم الراحمین إذا علّم دقائق التوحید وبالَغ فی التلقین وقال اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ فأراد عند هذا التعلیم والتفهیم أن یقطع عروقَ الشرک کلّها فضلا من لدنه ورحمةً منه علی أُمّة خاتم النبیین لینجی هذه الأُمّةَ من آفات وَرَدَت علی

کی وراثت ایک لازمی اور نہ ختم ہونے والا حق ہے اور بعد میں آنے والے نیکوکار مومنوں کے لئے قیامت تک اِس ورثہ کا ملنا ضروری ہے۔ پس وہ نبیوں کے وارث بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ سب انعامات پاتے ہیں جو نبیوں نے پائے اور یہی حق بات ہے۔ پس تُو شک کرنے والوں میں (شامل) نہ ہو۔

﴿۹۰﴾

اس تَوَارُث کا راز اور مُورَث اور وَارث بننے کا اصل سبب اِس آیت سے منکشف ہوتا ہے جو توحید سکھاتی اور اُس واحد ولاشریک پروردگار کی عظمت بیان کرتی ہے کیونکہ پوری مدد کرنے والے اور سب سے زیادہ رحم کرنے والے خدا نے جب توحید کے دقائق سکھائے اور اُن کی خوب تلقین کی اور فرمایا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ[1] تو اِس تعلیم وتفہیم سے اُس نے یہ ارادہ فرمایا کہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْن کی اُمت پر اپنے خاص فضل سے اور اپنی خاص رحمت فرماتے ہوئے شرک کی تمام رگیں کاٹ دے تا اس اُمّت کو اُن آفات سے نجات دے جو پہلوں پر وارد ہوئی تھیں۔ پس اُس نے بطور اپنے کرم اور احسان کے ہمیں ایک دعا سکھائی

[1] (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں (الفاتحة:۵)

المتقدمين. فعلَّمنا دعاءً مَبرَّةً و عطاءً وجعَلَنا منه من المستخلصين. فنحن ندعو بتعليمه ونطلب منه بتفهيمه فرحين برِفْده مفصِحين بحمده قائلين : اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ . ونحن نسأل الله لنا فی هذا الدعاء كلَّ ما أُعطیَ للأنبياء من النعماء ونسأله أن نثبت كالأنبياء على الصراط ونتجافى عن الاشتطاط وندخل معهم فی مربَع حظيرة القدس متطهرين من كل أنواع الرجس ومبادرين إلى ذَرَی ربِّ العالمين. فلا يخفی أن الله جعلنا فی هذا الدعاء كأظلال الأنبياء وأورثنا وأعطانا المعلوم والمكتوم والمعكوم والمختوم ومِن كل الآلاء والنعماء

اور اس کے ذریعہ ہمیں (اپنے) برگزیدہ بندوں میں شامل کرلیا۔ پس ہم اُس کے سکھانے کے مطابق دُعا مانگتے ہیں اور اس کے سمجھانے کے مطابق اُس سے طلب کرتے ہیں۔اس حالت میں کہ ہم اُس کے انعام پر بہت خوش ہیں اور اُس کی حمد بیان کرتے ہوئے اِن الفاظ میں دعا کرتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔ اور ہم اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے وہ تمام نعمتیں مانگتے ہیں جو نبیوں کو دی گئی تھیں اور اُس سے ہم یہ بھی مانگتے ہیں کہ ہم نبیوں کی طرح صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہیں اور ظلم سے بچیں اور ہر قسم کی ناپاکی اور پلیدی سے پاک ہو کر اور پروردگارِ عالم کی بارگاہ کی طرف جلدی کرتے ہوئے ان (نبیوں) کے ساتھ ہی حَظِيْرَةُ الْقُدس کی منزل میں داخل ہوجائیں۔پس یہ بات مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِس دعا میں ہمیں نبیوں کے اظلال قرار دیا ہے اور ہمیں تمام ظاہر اور مخفی اور بندھی ہوئی اور مہر کی ہوئی،غرض ہر قسم کی برکتوں اور نعمتوں کا وارث ٹھہرایا اور عطا کی ہیں جن میں سے ہم نے اپنے مقدور بھر اُٹھالی ہیں اور اُتنی لے آئے ہیں جو

فاحتملنا منها وِقْرَنا و رجعنا بما يسدّ فقرنا و سالت أودیةٌ بقدرها فأُحْلِلْنا محلَّ الفائزين. وهذا هو سِرّ إرسال الأنبياء وبعثِ المرسلين والأصفياء لنُصبغ بصبغ الكرام وننتظم في سلک الالتيام ونرث الأولين من المقرَّبين المنعَمين.

ومع ذلک قد جرت سُنّة اللّٰه أنه إذا أعطى عبدًا كمالًا وطفق الجُهّال يعبدونه ضلالًا ويُشركونه بالرب الكريم عزةً وجلالًا بل يحسبونه ربًّا فعّالًا فيخلق اللّٰهُ مِثْلَه ويُسمّيه بتسميته ويضع كمالاته فی فطرته وكذلک يجعل لغيرته ليُبطل ما خطر في قلوب المشركين. يفعلُ ما يشاء ولا يُسأل عما يفعل وهم من المسؤولين. يجعل من يشاء كالدَّرّ السائغ للاغتذاء أو كالدُّرّة البيضاء في

ہماری احتیاج کو دُور کر سکیں اور وادیاں (اپنی) اپنی گنجائش کے مطابق بہ نکلیں (یعنی جتنے انعام کسی کے ظرف میں سما سکتے تھے وہ اُسے مل گئے) پس ہم کامیاب و کامران لوگوں کے مقام اور مرتبہ پر اُتارے گئے۔ نبیوں کے بھیجنے اور رسولوں اور برگزیدہ لوگوں کی بعثت کا یہی راز ہے کہ ہم اُن بزرگ لوگوں کے رنگ میں رنگین ہو جائیں اور اُن کے ساتھ اتحاد کی لڑی میں پروئے جائیں اور پہلے انعام یافتہ لوگوں اور مقرّبین کے وارث بن جائیں۔

اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت رہی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بندہ کو کوئی کمال عطا کرتا ہے اور جاہل لوگ اپنی گمراہی کی وجہ سے اس کی عبادت کرنے لگ جاتے ہیں اور اُسے عزّت و جلال میں ربّ کریم کا شریک قرار دے دیتے ہیں بلکہ اُسے ربّ فعّال خیال کرنے لگ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی مثیل پیدا کر دیتا ہے اور اسے اُس کا نام دیتا ہے اور اُس کے کمالات بھی اُس (مثیل) کی فطرت میں رکھ دیتا ہے اور وہ اپنی غیرت کی بنا پر ایسا کرتا ہے تا مشرکوں کے دلوں میں جو خیالات پیدا ہوئے انہیں غلط ثابت کر دے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو وہ کرتا ہے اُس کے متعلق وہ جواب دہ نہیں ہوتا حالانکہ

﴿۹۱﴾

اللمعان والصفاء ويسوق إليه شربًا من التسنيم ويضمّخه بالطِّيب العميم حتى يُسفِر عن مَرْأى وسيم وأَرج نسيم للناظرين. فالحاصل أنه تعالى أشار في هذا الدعاء لطُلّاب الرشاد إلى رحمته العامّة والوداد فكأنّه قال إنني رحيم وَسِعَتْ رَحْمَتِيْ كُلَّ شَيْءٍ أجعل بعضَ العباد وارثًا لبعض من التفضل والعطاء لأسُدّ باب الشرك الذي يَشيع من تخصيص الكمالات ببعض أفراد من الأصفياء. فهذا هو سِرٌّ هذا الدعاء كأنه يُبشّر الناس بفيض عامٍ وعطاءٍ شاملٍ لأنامٍ ويقول إني فيّاض وربّ العالمين ولستُ كبخيل وضنين. فاذكروا بيتَ فيضي وما ثَمَّ فإن فيضي قد عمَّ وتمَّ وإن صراطي صراط قد

دوسرے لوگ جواب دہ ہوتے ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے غذا کے لئے خوشگوار دودھ کی مانند بنا دیتا ہے اور جسے چاہے چمک اور صفائی میں روشن موتی کی طرح بنا دیتا ہے اور اُس تک تسنیم کا مشروب پہنچا دیتا ہے۔ اُسے عطرِ عمیم کی خوشبو سے ممسوح کر دیتا ہے یہاں تک کہ دیکھنے والوں کے لئے اُس کے خوبصورت چہرہ اور خوشبو کی مہک سے پردہ اُٹھا دیتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس دعا میں طالبانِ ہدایت کے لئے اپنی عام رحمت اور محبت کی طرف اشارہ فرمایا ہے گویا کہ اس نے یوں کہا ہے کہ مَیں رحیم ہوں اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ میں بعض بندوں کا بعض کو ازراہِ فضل وعطا وارث بناتا ہوں تاکہ مَیں اُس شرک کا دروازہ بند کردوں جو بعض برگزیدوں کے ساتھ بعض کمالات کے مخصوص کئے جانے کی وجہ سے پھیل سکتا ہے۔ پس یہ ہے رازاُس دعا کا۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک عام فیض اور ہمہ گیر عطا کی بشارت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مَیں فیّاض ہوں اور پروردگار عالم ہوں اور مَیں بخیل اور کنجوس نہیں ہوں۔ پس تم میرے فیض کے گھر کو اور جو کچھ وہاں ہے یاد کرو کیونکہ میرا فیض عام بھی ہے اور مفید بھی۔ اور میرا راستہ وہ راستہ ہے جو

سُوِّیَ ومُدَّ لکل من نهض وأعتدَ واستعدّ وطلب كالمجاهدين. وهذه نكتة عظيمة في آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وهي إزالة الشرك وسدُّ أبوابه فالسلام على قوم استُخلِصوا من هذا الشرك وعلى مَن لديهم وعلى كل مَن تبِعهم من الطالبين الصادقين.

وفي الآية إشارة أخرى وهي أن الصراط المستقيم هو النعمة العظمٰى ورأس كل نعمة وبابُ كل ما يُعطى وينتاب العبد نِعَمَ اللّٰه مُذْ أُعطِيَ له هذه الدولة الكبرىٰ ومُلكٌ لا يبلٰى. ومن تأهّبَ لهذه النعمة ووُفِّقَ للثبات عليها فقد دُعِيَ إلى كل أنواع الهدى ورأى العيشَ النضير والنور المنير بعد ليالي الدجى. نجّاه اللّٰه من كل الهفوات قبل الفوات وأدخله في زمر

ہموار اور کشادہ کیا گیا ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اُٹھے، توجہ کرے اور تیار ہو جائے اور مجاہدہ کرنے والوں کی طرح تلاش کرنے لگے۔ آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں یہی عظیم نکتہ ہے یعنی شرک کا ازالہ اور اُس کا سدّ باب کرنا۔ پس سلامتی ہو اُن لوگوں پر جو اِس شرک سے خلاصی پا گئے اور اُن پر بھی جو اُن کے ساتھی ہیں اور اُن پر بھی جو طالبوں اور صادقوں میں سے ان کے متّبع بن گئے ہیں۔

اس آیت میں ایک اور اشارہ بھی ہے کہ صراطِ مستقیم نعمتِ عظمٰی ہے اور ہر نعمت کی معراج ہے اور ہر عطا کا دروازہ ہے اور جب بندہ کو یہ بڑی حکومت اور نہ مٹنے والی بادشاہت عطا کی جاتی ہے تو اُس پر اللہ کی نعمتیں پَے در پے نازل ہوتی ہیں۔ اور جو اِس نعمت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اس پر ثابت قدمی کی توفیق پالے تو وہ ہر قسم کی ہدایت کی طرف بلایا گیا۔ اور اندھیری راتوں کے بعد اُس نے خوشگوار زندگی اور روشن کرنے والے نور کو پالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے موقع ہاتھ سے نکل جانے سے قبل ہر قسم کی لغزش سے نجات دیتا ہے۔ نافرمانوں کے اختلاط کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے

التُقاة بعد مُقاناة العُصاة وأراه سبل الذين أنعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. وأما حقيقة الصراط المستقيم التی أُريدتُ فی الدين القويم فهی أن العبد إذا أحبّ ربَّه المنّان وكان راضيًا بمرضاته وفوّض إليه الروح والجَنان وأسلم وجهه للّٰه الذی خلق الإنسان وما دعا إلا إياه وصافاه وناجاه وسأله الرحمةَ و الحنان و تنبّهَ مِن غشيه واستقام فی مشيه وخشِی الرحمن و شغَفه اللّٰه حُبًّا وأعانَ وقوّی اليقين والإيمانَ فمالَ العبد إلی ربه بكل قلبه وإرُبه وعقله وجوارحه وأرضه وحقله وأعرضَ عما سواه وما بقِی له إلا ربه وما تبِع إلا هواه وجاءه

﴿۹۲﴾

متقیوں کے زُمرہ میں داخل کر دیتا ہے اور اُسے منعم علیھم کی راہیں دکھاتا ہے نہ کہ مغضوب علیھم کی نہ ضآلین کی۔ صراطِ مستقیم کی حقیقت جو دینِ متین کے مدِّنظر ہے وہ یہ ہے کہ جب بندہ اپنے فضل و احسان والے خدا سے محبت کرنے لگے۔ اُس کی رضا پر راضی رہے۔ اپنی رُوح اور دل اُس کے سپرد کر دے اور اپنے آپ کو اُس خدا کو سونپ دے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اُس کے علاوہ کسی اور کو نہ پکارے۔ اُسی سے خالص محبت رکھے۔ اُسی سے مناجات کرے اور اُسی سے رحمت و شفقت مانگے۔ اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آ جائے۔ اپنی چال سیدھی کرے اور خدائے رحمان سے ڈرے۔ محبت الٰہی اُس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے اور اُس کے یقین اور ایمان کو پختہ کرے۔ تب بندہ اپنے پورے دل، اپنے فہم، اپنی عقل، اپنے اعضاء اور اپنی زمین اور کھیتی باڑی سب کے ساتھ کلّی طور پر اپنے ربّ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے سوا سب سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اُس کے لئے اس کے اپنے ربّ کے سوا اور کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ وہ اپنے محبوب ہی کی پیروی کرتا ہے۔ اور

بقلب فارغ عن غيره وما قصد إلا اللّٰهَ فی سبل سيره وتاب من كل إدلال واغترار بمال وذی مال وحضر حضرةَ الرب كالمساكين ووَذَرَ العاجلةَ وألغاها وأحبَّ الآخرة و ابتغاها وتوكّلَ على اللّٰه وكان للّٰه وفنٰی فی اللّٰه وسعٰی إلی اللّٰه كالعاشقين. فهذا هو الصراط المستقيم الذی هو منتهی سير السالكين ومقصد الطالبين العابدين. وهذا هو النور الذی لا يحلّ الرحمةُ إلا بعد حلوله و لا يحصل الفلاحُ إلا بعد حصوله وهذا هو المفتاح الذی يُناجی السالكُ منه بذات الصدور و تُفتح عليه أبواب الفراسة ويُجعل مُحدَّثًا من اللّٰه الغفور. ومَن ناجی ربَّه ذاتَ بكرة

خالی دل کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اور اپنی راہِ سلوک میں اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا اور وہ مال اور صاحبِ مال پر کسی قسم کا ناز کرنے یا ان سے دھوکا کھانے سے تائب ہو جاتا ہے۔ اور بارگاہِ ربُّ العزّت میں مسکینوں کی طرح حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا کو ترک کر دیتا ہے اور اس سے الگ ہو جاتا ہے اور آخرت سے محبت کرتا ہے اور اُسے ہی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے اور خدا کا ہی ہو جاتا ہے اور خدا میں ہی فنا ہو جاتا ہے اور عاشقوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا آتا ہے پس یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جو سالکوں کے سلوک کی انتہاء ہے اور طالبوں اور عابدوں کا آخری مقصود ہے اور یہی وہ نور ہے کہ جس کے اُترنے کے بغیر رحمتِ الٰہی نازل نہیں ہوا کرتی اور اس کے حصول کے بغیر کوئی حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ وہ کلید ہے جس کے ذریعہ سالک اپنے سینے کی باتیں ربّ کے حضور مناجات میں ذکر کرتا ہے۔ اور اس پر فراست کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور خدائے غفور کی طرف سے اُسے محدّث قرار دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص صبح کے وقت اخلاص، خالص

بهـذا الـدعـاء بـالإخـلاص وإمـحـاض الـنيّة ورعـاية شـرائـط الاتّـقـاء و الـوفـاء فـلا شكّ أنـه يـحـلّ مـحـلّ الأصـفيـاء والأحبّـاء والمقرّبين. ومـن تـأوّهَ آهةَ الثـكـلان فى حـضـرة الـربّ الـمـنّـان وطـلَـب اسـتـجـابةَ هذا الدعـاء مـن الـلّٰـه الـرحمن خاشعامبتهلا و عيـنـاه تـذرفـان فيُستـجـاب دعـاؤه ويُـكـرم مثـواه ويُعطى لـه هـداه وتُـقـوَّى لـه عـقيدتُـه بالائـل[1] الـمـنيـرة كاليـاقـوت ويُـقـوَّى لـه قـلبُـه الـذى كـان أوهـنَ مـن بيـت الـعـنكبـوت ويُـوفَّـق لتـوسـعة الذَّرْع ودقـائق الـورع فيُـدعـى إلـى قِـرى الـروحـانيين ومطائب الربّانيين. ويـكـون فـى كل حال غالبا على هَـوًى مـغـلـوبٍ ويـقـوده برعـاية الشـرع حيـث يشـاء كـأشجع

نیّت ، پرہیزگاری اور وفاداری کی شرائط کی پابندی سے پوشیدہ طور پر خدا تعالیٰ سے یہ دُعا مانگے تو بلا شبہ وہ برگزیدہ لوگوں، خدا کے محبّوں اور مقرّبوں کا مقام حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص گم کردہ اولاد والے کی طرح خدائے محسن کی جناب میں آہ و زاری کرے اور خدائے رحمان سے عاجزی، انکساری کرتے ہوئے جبکہ اُس کی آنکھیں بہہ رہی ہوں اس دعا کی قبولیت کی التجا کرے تو اُس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے اور اُسے عزّت والی جگہ ملتی ہے۔ اُس کو اُس کے مناسب حال ہدایت دی جاتی ہے۔ اس کا عقیدہ یاقوت کی مانند روشن دلائل سے پختہ کیا جاتا ہے اُس کا دل جو مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ کمزور تھا مضبوط کیا جاتا ہے۔ اُسے وسعتِ اخلاق اور تقویٰ کی باریک راہوں کی توفیق دی جاتی ہے۔ اور وہ روحانی لوگوں کی ضیافت اور ربّانی لوگوں کی عمدہ چیزوں کی طرف بلایا جاتا ہے۔ وہ ہر حال میں مغلوب خواہش پر غالب رہتا ہے اور اپنی خواہشِ نفس کو

[1] ’’بالائل‘‘ سہوکاتب ہے درست لفظ ’’بِالدَّلَائِلِ‘‘ ہے۔ (ناشر)

راكـب عـلـى أطوعِ مـر كوبٍ
ولا يبـغـى الـدنيـا ولا يتَعَنّى
لأجلهـا ولا يسـجـد لعِجلها
ويتـولاه الـلّٰـه وهـو يتولّـى
الصـالـحين. وتـكـون نفسه
مطمئنة ولا تبـقـى كـالمبيد
المُضِلّ ولا تُحَمْلِقُ حملقةَ
البـاز المُطِلّ ويـرى مقاصدُ
سلوكـه كـالكرام ولا تكون
سُحُبـه كـالجَهام بل يشرب
كـل حيـن مـن مـاء مَعين.
وحـثَّ الـلّٰـه عبـاده علـى
أن يسـألـوه إدامةَ ذلك
الـمـقـام والتثبّـت عليـه و
الـوصـول إلـى هـذا الـمـرام
لأنـه مقـام رفيـع ومـرام منيع
لا يـحـصـل لأحـد إلا بـفضـل
ربـه لا بـجهد نـفسـه فـلا بـد
مـن أن يضطر العبد لتحصيل
هـذه الـنعـمـة إلى حضـرة
الـعزة ويسـألـه إنـجـاحَ هذه
الـمُـنْية بـالقيـام والركوع

شریعت کی نگرانی میں جدھر چاہے ہانکتا ہے جیسے ایک بہادرترین سوار مطیع ترین سواری پر سوار ہوکر اسے ہانکتا ہو۔ وہ دنیا کو نہیں چاہتا۔ نہ اُس کی خاطر اپنے آپ کو مشقّت میں ڈالتا ہے۔ نہ دنیا کے بچھڑے کو سجدہ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کا متولّی ہو جاتا ہے اور وہی صالحین کا متولّی ہے۔ اس کا نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک اور گمراہ کرنے والے کی طرح نہیں رہتا۔ اور بلندی سے شکار پر جھانکنے والے باز کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دنیا کی طرف نہیں دیکھتا۔ اور معزز لوگوں کی طرح اپنے سلوک کے مقاصد دیکھتا ہے۔ اس کی (فیاضی کے) بادل ابر بے آب کی طرح نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ ہر وقت دوسروں کو صاف جاری پانی پلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ اُس سے ان کے اس مقام پر دوام، ثابت قدمی اور اس مقصد تک پہنچنے کے لئے التجا کیا کریں۔ کیونکہ وہ ایک بہت ہی ارفع مقام ہے اور بلند مقصد ہے جو صرف فضلِ الٰہی سے ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ نفس کی کوشش سے۔ پس ضروری ہے کہ بندہ اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے بڑے اضطرار سے بارگاہِ ایزدی کی طرف بڑھے اور اُس سے اِس

﴿۹۳﴾

والسجدة والتمرغ على تُرُب المَذلّة باسطًا ذيل الراحة ومتعرضًا للاستماحة كالسائلين المضطرين.

وجملةُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إشارةٌ إلى رعاية حسن الآداب والتأدب مع ربّ الأرباب فإن للدعاء آدابًا ولا يعرفها إلّا من كان توّابًا ومن لا يُبالي الآداب فيغضب اللّٰه عليه إذا أصرّ على الغفلة و ما تاب فلا يرى من دعائه إلا العقوبة والعذاب فلأجل ذلك قلّ الفائزون في الدعاء وكثر الهالكون لِحُجب العُجُب والغفلة والرياء. وإن أكثر الناس لا يدعون إلا وهم مشركون وإلى غير اللّٰه متوجهون بل إلى زيد وبكر ينظرون فاللّٰه لا يقبل دعاء المشركين

آرزو میں کامیابی کے لئے قیام، رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے سوالیوں اور مجبوروں کی طرح تذلّل کی خاک میں لتھڑ کر ہاتھ پھیلا پھیلا کر بخشش مانگتے ہوئے التجائیں کرتا رہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے جملہ میں حُسنِ ادب کی رعایت رکھنے اور خدائے پروردگار کے ساتھ ادب کا طریق اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دعا کرنے کے بھی کچھ آداب ہیں اور اُنہیں وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو(اللہ تعالیٰ کی طرف) جھکنے والا ہو۔ جو شخص ان آداب کی پروا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ جب وہ (اپنی) غفلت پر اصرار کرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو اُسے اپنی دعا سے (اپنی بداعمالیوں کی) سزا اور عذاب کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پس اسی لئے دعا میں کامیابی حاصل کرنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں اور تکبّر، غفلت اور ریاء کے پردوں کی وجہ سے ہلاک ہونے والے زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ اکثر لوگ جب دعا کرتے ہیں تو ساتھ ہی شرک کے مرتکب ہوتے ہیں اور غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں بلکہ زید وبکر کی طرف نگاہِ امید رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں کی دعاؤں کو قبول نہیں کیا کرتا اور اُنہیں اپنے بیابانوں

ویتـرکھـم فـی بیـدائھـم تـائھین وإن حَبُـوۃ اللّٰـہ قـریـب من الـمـنـکسـریـن. ولـیـس الداعی الـذی یـنـظـر إلـی أطـراف وأنـحـاء ویُـختـلـب بکل بـرق وضـیـاء ویـریـد أن یُتـرِع کُمَّـہ ولـو بـوسـائـل الأصـنـام ویعلو کـلَّ ربــوۃ راغبـا فـی حَبُــوۃ ویبـغـی مـعشـوق الـمـرام ولـو بتـوسـل الـلـئـام والـفاسقین. بل الـداعـی الـصـادق ھـو الـذی یتبتـل إلـی الـلّٰـہ تبتیـلا و لا یسـأل غیـرہ فتیـلا ویـجـیء الـلّٰـہَ کـالمنقطعین المستسلمین ویـکـون إلـی الـلّٰـہ سیـرُہ و لا یـعبـأ بـمـن ھـو غیرُہ ولو کان مـن الـمـلـوک والسلاطیـن. والـذی یـکـبّ عـلـی غیـرہ ولا یـقـصـد الـحـق فـی سیـرہ فھـو لیس من الداعین الموحّدین بـل کـزامـلـۃ الشیـاطین فلا ینظر الـلّٰـہ إلی طـلاوۃ کلماتـہ وینظر

میں حیران و پریشان چھوڑے رکھتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے انعامات منکسر المزاج لوگوں کے بہت قریب ہیں۔ (لیکن) وہ شخص دعا کرنے والا نہیں ہے جو (خدا کے سوا) اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے۔ ہر چمک اور روشنی سے دھوکا کھا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنا دامن بھر لے خواہ بتوں کے وسیلہ سے ہی ہو۔ اور بھیک حاصل کرنے کے شوق میں اونچی (دشوار گزار) جگہ پر پہنچتا ہے۔ وہ اپنے مزعومہ معشوق کو ڈھونڈتا ہے خواہ کمینوں اور بدکرداروں کے توسُّل سے ہی ہو۔ لیکن سچا دعا گو وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف پوری طرح منقطع ہو جاتا ہے اور اُس کے غیر سے کچھ نہیں مانگتا اور تبتّل اختیار کرنے والوں اور فرماں برداروں کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ اُس کی دوڑ خدا کی طرف ہی ہوتی ہے اور وہ اُس کے غیر کی پروا نہیں کرتا۔ خواہ وہ بادشاہوں یا سلاطین میں سے ہی ہو اور جو شخص خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور (کی دہلیز) پر جھکتا ہے اور راہِ سلوک میں اللہ تعالیٰ کو مقصود نہیں بناتا وہ موحّد دعا کرنے والوں میں سے نہیں بلکہ شیطانوں کے ساتھیوں کی طرح ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس کے رنگینیٔ کلام کی پروا نہیں کرتا بلکہ اُس کی نیّتوں کی خباثتوں کو دیکھتا ہے

إلـى خبثة نيّاته وإنما هو عند اللّٰه مـع حـلاوة لسـانـه وحسن بيانه كـمثـل روثٍ مـفضَّض أو كَنيفٍ مبيَّـض قد آمنتْ شفتاه وقلبُه من الكافرين.

﴿۹۴﴾ فأولـئـک الـذيـن غـضب اللّٰه عـليهـم وهـم المرادون من قوله الْـمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إنهم دُعُوا إلى سُـبُل الحق فتركوها بعد رؤيتها وتَخيَّروا المفاسد بعد التنبه علٰى خبثتهـا وانـطـلـقوا ذات الشمال ومـا انـطـلقوا ذات اليمين وإنهم ركـنوا إلى المَيْنِ وما بقى إلا قيد رُمـحَيْـنِ وعـدمـوا الـحق بعد ما كـانـوا عارفين. وأمّـا الـضّالون الـذيـن أُشيـر إليهـم فى قوله عزّ وجـلّ الضَّالِّينَ فهم الذين وجدوا طـريـقـا طـامسًـا فـى ليل دامـس فـزاغـوا عـن المحجّة قبل ظهور الـحـجّة وقـامـوا عـلـى البـاطل غـافلين. وما كان مصباح يؤمّنهم العثارَ أو يبيّن لهم الآثار فسقطوا

اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی زبان کی مٹھاس اور طرزِ بیان کی خوبصورتی کے باوجود ایسے گوبر کی طرح ہے جس پر چاندی کا ملمع کیا گیا ہو یا ایسے بیت الخلاء کی طرح ہے جس پر سفیدی کی گئی ہو۔ اُس کے ہونٹ تو مومن ہیں مگر وہ دل سے کافر ہے۔

پس یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے بھی یہی لوگ مراد ہیں۔ ان لوگوں کو حق کے راستوں کی طرف بلایا گیا لیکن انہوں نے ان راستوں کو دیکھ لینے کے باوجود انہیں چھوڑ دیا اور بداعمالیوں کے مفاسد کو اُن کی خباثت کو جاننے کے باوجود اختیار کرلیا۔ وہ بائیں طرف چل پڑے اور انہوں نے دائیں طرف رُخ نہ کیا۔ وہ جھوٹ کی طرف ایسے مائل ہوگئے حتی کہ دو نیزہ بھر فرق بھی باقی نہ رہا۔ اُنہوں نے حق کو پہچان لینے کے بعد اس سے تہی دست ہو گئے۔ لیکن وہ گمراہ لوگ جن کی طرف خدائے عزوجلّ کے کلام اَلضّالّین میں اشارہ ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اندھیری رات میں مٹا ہوا راستہ پایا مگر وہ کسی پختہ دلیل کے ظہور سے قبل ہی اس راہ سے بھٹک گئے اور غافل ہوکر باطل پر قائم ہوگئے۔ نہ کوئی چراغ ملا جو انہیں لغزش سے بچاتا اور انہیں راہِ حق کے آثار دکھاتا۔ پس وہ نادانستہ

فی هوّة الضلال غیر متعمدین. ولو کانوا من الداعین بدعاء اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ لحفظهم ربُّهم ولأراهم الدین القویم ولنجّاهم من سبل الضلالة ولهداهم إلی طرق الحق والحکمة والعدالة لیجدوا الصراط غیر ملومین. ولکنهم بادروا إلی الأهواء وما دعَوا ربَّهم للاهتداء وما کانوا خائفین بل لوَّوا رؤوسهم مستکبرین. وسرَتْ حُمَیّا العُجب فیهم فرفضوا الحق لهفواتٍ خرجت مِن فیهم ولفظتُهم تعصباتُهم إلی بوادی الهالکین. فالحاصل أن دعاء ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ یُنجی الإنسان من کل أَوَدٍ ویُظهِر علیه الدین القویم ویُخرجه من بیتٍ قفرٍ إلی ریاض الثمر والریاحین. ومن زاد فیه إلحاحا زاده الله صلاحًا.

گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔ اگر وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دعا کرنے والے ہوتے تو اُن کا پروردگار انہیں ضرور محفوظ رکھتا اور اُنہیں سچا دین دکھاتا اور انہیں ضلالت کے رستوں سے نجات دیتا اور اُن کی حق و حکمت اور عدل کے راستوں کی طرف راہنمائی کرتا تا وہ صحیح راستہ پا لیتے اِس طرح اُن پر کوئی ملامت نہ ہوتی۔ لیکن انہوں نے نفسانی خواہشات کی طرف جلد قدم بڑھایا اور ہدایت کے لئے اپنے پروردگار سے دعا نہ کی اور نہ ہی خدا تعالیٰ سے خائف ہوئے بلکہ انہوں نے تکبّر کرتے ہوئے اپنے سر پھیر لئے اور خود بینی کا جوش اُن میں سرایت کر گیا۔ پس اُنہوں نے ان فضول باتوں کی وجہ سے جو اُن کے منہ سے نکلیں حق کو چھوڑ دیا اور ان کے تعصّبات نے ان کو ہلاک ہونے والے لوگوں کے جنگلوں میں پھینک دیا۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دعا انسان کو ہر کجی سے نجات دیتی ہے اور اُس پر دینِ قویم کو واضح کرتی ہے اور اُس کو ویران گھر سے نکال کر پھلوں اور خوشبوؤں بھرے باغات میں لے جاتی ہے۔ اور جو شخص بھی اس دعا میں زیادہ آہ وزاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو خیر و برکت میں بڑھاتا ہے۔ نبیوں نے دعا سے ہی

والنبیون آنسوا منه أُنُسَ الرحمٰن فـما فارقوا الدعاء طُرفةَ عین إلی آخـر الـزمـان. وما کان لأحد أن یـکـون غـنیًا عن هذه الدعوة ولا مـعـرضـا عـن هـذه المُنیة نبیًّا أو کـان مـن المرسَلین. فإن مراتب الـرشـد والهـدایة لا تتـم أبدًا بل هـی إلـی غیـر الـنهـایة ولا تبلغها أنـظـارُ الدرایة فلذلک عَلّمَ اللّٰه تـعـالٰـی هذا الدعاء لعباده وجعَله مـدار الصلاة لیتـمتـعـوا برشاده ولیُـکـمّـل الـنـاس بـه التوحیدَ ولیذکُروا المواعید ولیُستَخلصوا مـن شـرکِ الـمشـرکیـن ومـن کـمـالات هـذا الـدعـاء أنـه یعمّ کـلَّ مـراتب الناس وکلَّ فرد من أفـراد الأنـاس. وهـو دعـاء غیر مـحـدود لا حـدَّ لـه ولا انتهـاءَ ولا غـایَ ولا أرجـاءَ فـطـوبـی لـلـذیـن یـداومـون عـلیـه بقلبٍ دامـی الـقُـرْح وبروحٍ صـابـرة عـلـی الـجُـرْح ونـفـسٍ مطمئنة ﴿۹۵﴾

خدائے رحمان کی محبت حاصل کی اور اپنے آخری وقت تک ایک لحظہ کے لئے بھی دعا کو نہ چھوڑا اور کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس دعا سے لاپرواہ ہو، یا اس مقصد سے منہ پھیر لے خواہ وہ نبی ہو یا رسولوں میں سے۔ کیونکہ رُشد اور ہدایت کے مراتب کبھی ختم نہیں ہوتے بلکہ وہ بے انتہا ہیں اور عقل و دانش کی نگاہیں ان تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی اور اسے نماز کا مدار ٹھہرایا تا لوگ اس کی ہدایت سے فائدہ اُٹھائیں اور اس کے ذریعہ توحید کو مکمل کریں اور (خدا تعالیٰ کے) وعدوں کو یاد رکھیں اور مشرکوں کے شرک سے نجات پاویں۔ اس دعا کے کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں کے تمام مراتب پر حاوی ہے اور ہر فرد پر بھی حاوی ہے۔ وہ ایک غیر محدود دعا ہے جس کی کوئی حد بندی یا انتہا نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی غایت یا کنارہ ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کے عارف بندوں کی طرح اِس دعا پر زخمی دلوں کے ساتھ جن سے خون بہتا ہے اور ایسی رُوحوں کے ساتھ جو زخموں پر صبر کرنے والی ہوں اور نُفُوسِ مُطْمَئِنَّہ کے ساتھ

كعباد اللّٰه العارفين. و إنه دعاء تضمَّنَ كلَّ خير و سلامة وسداد واستقامة وفيه بشارات من اللّٰه ربّ العالمين. وقيل إن الطريق لا يُسَمَّى صراطًا عند قوم ذوى قلب ونور حتى يتضمن خمسة أمور من أمور الدين و هى الاستقامة(۱) و الإيصال(۲) إلى المقصود باليقين وقرب(۳) الطريق وسَعَتُهُ(۴) للمارّين وتعيينه(۵) طريقا للمقصود فى أعين السالكين. وهو تارةً يُضاف إلى اللّٰه إذ هو شرَعه وهو سوّى سُبُلَه للماشين. وتارة يُضاف إلى العباد لكونهم أهل السلوك والمارّين عليها والعابرين.

والآن نرى أن نُوازِن هذا الدعاء بالدعاء الذى علّمه المسيحُ فى الإنجيل ليتبين لكل

مداومت اختیار کرتے ہیں۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر خیر، سلامتی، پختگی اور استقامت پر مشتمل ہے اور اس دعا میں ربّ العالمین خدا کی طرف سے بڑی بشارتیں ہیں۔اور کہتے ہیں کہ صاحبِ دل اور روشن ضمیر لوگوں کے نزدیک طریق (راستہ) کو اس وقت تک صِرَاط کا نام نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ وہ اُمورِ دین میں سے پانچ اُمور پر مشتمل نہ ہو اور وہ یہ ہیں (۱) مستقیم ہونا (۲) یقینی طور پر مقصود تک پہنچانا (۳) اُس کا نزدیک ترین (راہ) ہونا (۴) گزرنے والوں کے لئے اس کا وسیع ہونا اور (۵) سالکوں کی نگاہ میں مقصود تک پہنچنے کے لئے اس راستہ کا متعیّن کیا جانا۔اور صِرَاط کا لفظ کبھی تو خدا تعالیٰ کی طرف مضاف کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اُس کی شریعت ہے اور وہ چلنے والوں کے لئے ہموار راستہ ہے۔اور کبھی اسے بندوں کی طرف مضاف کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس پر چلنے والے اور گزرنے والے اور اسے عبور کرنے والے ہیں۔

اور اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی دُعا کا اس دُعا سے موازنہ کریں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے انجیل میں سکھائی ہے تا ہر منصف پر یہ

مُنْصف أيُّهما أشفى للعليل وَأدرأُ للغليل وأرفعُ شأنا وأتمُّ برهانا وأنفع للطالبين. فاعلم أن فى إنجيل لوقا قد كُتب فى الإصحاح الحادى عشر أن المسيح عَلّم الدعاء هكذا (٢) فقال لهم يعنى للحواريين متى صلّيتم فقولوا ابانا الذى فى السماوات ليتقدس اسمُک ليأت ملكوتُک لتكُنْ مشيئتک كما فى السماوات كذلک على الأرضين. خُبْزَنا كفافَنا أعطِنا كل يوم واغفِرْ لنا خطايانا لأننا نحن أيضا نغفر لكل من يُذنب إلينا (يعنى نغفر للمذنبين). ولا تُدخلنا فى تجربة لكن نَجِّنا من الشرير. هذا دعاء علّم للمسيحيين.

فاعلم أنه دعاء يفرّط فى الصفات الربّانية وكذلک ما يحيط على مقاصد الفطرة الإنسانية بل يزيد سَوْرة الحسرة الروحانية ويحرّک القُوى

بات واضح ہو جائے کہ ان دونوں میں سے کونسی (دعا) بیمار کو زیادہ شفاء دینے والی یا پیاسے کی پیاس کو زیادہ بجھانے والی ہے اور شان میں زیادہ بلند۔ دلیل کے لحاظ سے زیادہ مکمل اور طالبانِ حق کے لیے زیادہ نفع رساں ہے۔ اب جان لو کہ انجیل لُوقا باب [11] آیت نمبر۲ میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے حواریوں کو اس طرح کی دُعا سکھائی اور اُنہیں کہا: جب تم دُعا کرو تو کہواے ہمارے باپ جو آسمانوں پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے۔ تیری مراد جیسی آسمانوں پر ہے زمینوں پر بھی بَر آوے۔ ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو بخش کیونکہ ہم بھی اپنے تمام قصورواروں کا قصور بخشتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ ہمیں شریر سے بچا۔ یہ دُعا ہے جو مسیحیوں کو سکھائی گئی۔

معلوم رہے کہ یہ دُعا ربّانی صفات کو گھٹا کر پیش کرتی ہے۔ نیز یہ دُعا فطرتِ انسانی کے تمام مقاصد پر بھی حاوی نہیں بلکہ روحانی حسرت کی شدّت کو اَور بھی بڑھاتی ہے اور یومِ آخرت کی سعادتوں سے غافل

لطلب الأهواء الفانية والشهوات المتفانية مع الذهول عن سعادات يوم الدين. ومن جملة جُمَلِه فقرةٌ أعنى لِيَتقدّسْ اسمک فانظر فيها بعقلک وفهمک هل تجده حَرِيًّا بشأن الأكمل الذى ليستْ له حالة منتظَرة من حالات الكمال ولا مرتبة مترقَّبة من مراتب التقدس والجلال. فإن المحامد والتقدسات كلها ثابتة لحضرة العزة ولا يُنتَظَر شيء منها فى الأزمنة الآتية وهذا هو تعليم القرآن وتلقين كلام الله الرحمٰن كما مرّ كلامنا فى هذا البيان. ومن أقبلَ على الفرقان المجيد وفهِمه وتدبَّرَ ونظَره بالنظر السّديد فينكشف عليه أن الفرقان قد أكمل فى هذا الأمرِ البيانَ وصرّح بأن لله كمالا تامًّا وكل كمالٍ ثابت له بالفعل وليس فيه كلام وتجويز الحالة

کر کے نفسانی قویٰ کو فانی خواہشوں اور مادی آرزوؤں کے حصول پر اُبھارتی ہے۔اِس دُعا کے تمام جملوں میں ایک فقرہ یہ ہے یعنی ’’تیرے نام کی تقدیس ہو‘‘۔اب اپنی عقل اور فہم سے کام لے کر اس پر غور کیجئے کہ آیا آپ اس دُعا کو اس کامل ترین ذات کے شان شایان پاتے ہیں جس کے جملہ کمالات کے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور نہ اس کے تقدّس اور جلال کے مراتب میں سے کوئی مرتبہ متوقع الحصول ہے۔یقیناً تمام تعریفیں اور پاکیزگیاں اس بارگاہِ عزّت کے لئے ثابت ہیں۔ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس کا کسی آئندہ زمانہ میں (ملنے کا) انتظار ہو۔یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے اور خدائے رحمان کے کلام کی تلقین ہے جس کے متعلق ہم قبل ازیں وضاحت کر چکے ہیں۔اور جس شخص نے بھی قرآن مجید کی طرف توجہ کی۔اُسے سمجھا۔اس میں تدبّر سے کام لیا اور اس پر صحیح طور سے غور کیا اُس پر یہ بات منکشف ہو جائے گی کہ قرآن کریم نے اس معاملہ کو مکمل طور پر بیان کیا ہے اور اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ ہر انتہائی کمال اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور اُس کے لئے ہر کمال بالفعل ثابت ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں اور اس کے لئے کسی

﴿۹۶﴾

المنتظَرة له جهلٌ و ظلم واجترام. وأما الإنجيل فيجعل البارئ عزّ اسمه محتاجًا إلى الحالة المنتظَرة وضاجرًا لكمالاتٍ مفقودة غير الموجودة و لا يقبَل وجودَ كمال شجرته بل يُظهِر الأمانيَ لإيناع ثمرته وليس قائلَ استنارةِ بدره بل ينتظر زمانَ عُلُوّ قدره. كأن رَبَّ الإنجيل واجِمٌ من فقد المرادات وعاجز عن إمضاء الإرادات. وكم من ليلة باتَها ينتظر كمالاتٍ ويترقب تغيُّرَ حالات حتى يئس من أيام رشاده وأقبلَ على عباده ليتمنوا له حصول مراده وليعقدوا الهمم لزوال كَمَدِه وعلاج رَمَدِه. سبحان ربنا إنْ هذا إلا بُهتان مبين. إنما أمرُه إذا أراد شيئًا أن يقول له كن فيكون.

حالتِ منتظرہ کا تجویز کرنا جہالت، ظلم اور گناہ ہے۔ لیکن انجیل خدائے باری تعالیٰ کو حالتِ منتظرہ کا محتاج اور بعض مفقود اور غیر موجود کمالات کے لئے بے چین قرار دیتی ہے۔ اور انجیل خدائی درخت کے کامل ہونے کو تسلیم نہیں کرتی بلکہ اُس کے پھل کے پکنے کی صرف آرزو ظاہر کرتی ہے۔ خدا کے بدرِ منوّر ہونے کی قائل نہیں بلکہ وہ اس کی قدر و منزلت کے بڑھنے کے زمانہ کی منتظر ہے گویا انجیل کا خدا مرادوں کے بَر نہ آنے کے رنج کی وجہ سے خاموش ہے اور اپنے ارادوں کو پورا کرنے سے عاجز ہے۔ اُس نے کتنی ہی راتیں اپنے کمالات (کے عروج کو پہنچنے) کا انتظار کرتے ہوئے اور حالات کے پلٹا کھانے کی اُمید میں گزار دیں یہاں تک کہ وہ کامیابی کے ایّام سے مایوس ہو گیا اور اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوا تا وہ اُس کی مراد بَر آنے کی دعائیں کریں اور تا وہ اُس کے غم کے مٹنے اور اُس کے آشوبِ چشم کے علاج کے لئے اپنی کمرِ ہمّت باندھ لیں۔ پاک ہے ہمارا ربّ۔ یہ اس پر کھلا کھلا بہتان ہے۔ اس کا تو یہ عالَم ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ ہو جائے اور صرف کہہ دیتا ہے کہ وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے۔

مـا لِـلُبَـلُبـالِ ورَبٍّ ذی الجلال ربّ الـعـالمین. ثم دعاء المسیح دعـاءٌ لا أثـر فیـه من غیر التنـزیه کـأنّـه یـقـول إن اللّٰـه منـزّه عـن الـکـذب والتـمـویـه ولکن لا تـوجـد فیــه کمـالات أخری ولا مـن الـصـفـات الثبوتیة أثرٌ أدنٰی فإن التنـزیه والتقدیس مـن الـصـفـات السلبیة کـمـا لا یـخـفـی عـلـی ذوی المعرفة والبـصیـرة وأما الصفات السلبیة فهـی لا تـقـوم مـقـام الإثبـات کـمـا ثبـت عـنـد الثقات. وأمـا مـا عـلّـمَـنـا الـقرآن من الدعاء فهـو یشتـمـل عـلـی جـمیـع صـفـات کـامـلة تـوجـد فـی حـضـرة الکـبـریـاء ألا تری إلٰـی قـولـه عـزّ وجـلّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ. کیف أحاط صفاتِ اللّٰه جُموعَها وتـأبّـطَ أصـولهـا وفـروعهـا

بھلا ربّ ذوالجلال اور ربّ العالمین سے پریشانی کا کیا تعلّق؟ پھر مسیحؑ کی دُعا ایک ایسی دُعا ہے جس میں خدا کو عیب سے پاک قرار دینے کے سوا کوئی نتیجہ نہیں۔ گویا یہ دعا یہ کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ اور بناوٹ سے تو پاک ہے لیکن نہ اس میں دیگر کمالات پائے جاتے ہیں اور نہ (اس میں) مثبت صفات کا کوئی معمولی سا بھی نشان (پایا جاتا) ہے کیونکہ عیوب سے منزہ اور پاک ہونا صفات سلبیہ (منفی صفات) میں سے ہے جیسا کہ صاحبِ معرفت وبصیرت لوگوں پر مخفی نہیں اور منفی صفات مُثبت صفات کا مرتبہ نہیں رکھتیں یہ حقیقت مستند لوگوں کے نزدیک ثابت شدہ ہے۔ لیکن قرآن کریم نے جو دعا ہمیں سکھائی ہے وہ ان تمام صفاتِ کاملہ پر مشتمل ہے جو حضرت کبریاء میں پائی جاتی ہیں۔ کیا تم خدائے عزّو جلّ کے کلام اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح وہ تمام صفاتِ الٰہیّہ پر حاوی ہے اور کس طرح اُس نے ان کے اصول اور فروع کو اپنے اندر سمیٹ لیا

﴿۹۷﴾ وأشار فی الْحَمْدُ للّٰهِ أن اللّٰه ذاتٌ لا تُحصی صفاته ولا تُعَدّ كمالاته وأشار فی رَبِّ الْعَالَمِينَ أن وَبْلَ ربوبيته يعمّ السماواتِ والأرضين والجسمانيين والروحانيين. وأشار فی الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ أن الرحمة بجميع أنواعها من اللّٰه القيّوم القديم والخلاق الكريم وأشار فی قوله يَوْمِ الدِّينِ أن مالِكَ المجازات هو اللّٰه لا غيره من المخلوقين وأن أبحُر المجازات جارية وهی تمرّ مَرَّ السحاب كل حين وكل ما يری عبدٌ من فضل اللّٰه وإحساناته بعد أعمالٍ صالحةٍ وصِدْقِهِ وَصَدَقَاتِهِ فإنما هو صنيعة مجازاته. ففی هذه المحامد إشارات رفيعة عالية ودلالات لطيفة متعالية علی كل كمالٍ لحضرة اللّٰهِ جامعِ كلِّ جمال وجلال. ثم من المعلوم أن اللام فی الْحَمْدُ لِلّٰهِ لِلاستغراق

ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ میں یہ اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کی نہ صفات شمار کی جاسکتی ہیں اور نہ اس کے کمالات گنے جا سکتے ہیں۔ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی بارش آسمانوں اور زمینوں پر نیز تمام جسمانی وروحانی وجودوں پر عام ہے۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ رحمت مع اپنی تمام اقسام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے جو قیّوم و قدیم اور خلّاق و کریم ہے اُس نے اپنے قول مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ جزاو سزا کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا مخلوق میں سے اَور کوئی مالک نہیں۔ اُس کی جزا کے سمندر جاری ہیں اور وہ ہر وقت بادلوں کی طرح چل رہے ہیں اور بندہ اعمالِ صالحہ، صدق اور اپنے صدقات کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسانات میں سے جو کچھ بھی پاتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی جزا (دینے والی صفت) کا کرشمہ ہوتا ہے۔ (خدا کی) اِن صفاتِ حسنہ میں اس امر پر اعلیٰ وارفع اشارے اور لطیف اور بلند پایہ رہنمائی ہے کہ ہر کمال اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے جو ہر جلال وجمال کا جامع ہے۔ پھر یہ تو ظاہر ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں جو الف لام ہے وہ استغراق کے

فهو يشير إلى أن المحامد كلها للّٰه بالاستحقاق. وأما دعاء الإنجيل أعني "ليتقدسُ اسمک" فلا يشير إلى كمال بل يخبر عن خطراتِ زوال ويُظهِر الأماني لتقديس الرحمن كأن التقدس ليس له بحاصل إلى هذا الآن. فما هذا الدعاء إلا من نوع الهذيان فإنک تعلم أن اللّٰه قُدّوسٌ من الأزل إلى الأبد كما هو يليق بالأحد الصمد فهو منزّه ومقدّس من كل التدنسات في جميع الأوقات إلٰى أبد الآبدين وليس محروما ومن المنتظرين.

ثم قوله تعالى اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إلٰى يَوْمِ الدِّينِ ردٌّ لطيف على الدهريين والملحِدين والطبيعين الذين لا يؤمنون بصفات اللّٰه المجيد ويقولون إنه كعِلّةٍ موجِبة وليس بالمدبّر المُريد ولا يوجد فيه

لئے ہے اور اِس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سب صفاتِ حسنہ بطورِ حق کے اللہ تعالیٰ کے لئے ہی (واجب) ہیں لیکن انجیل کی یہ دعا کہ ''تیرے نام کی تقدیس ہو'' کسی کمال کی طرف اشارہ نہیں کرتی بلکہ زوال کے خطرات کی خبر دیتی ہے اور خدائے رحمٰن کی تقدیس کے لئے محض خواہشات کا اظہار کرتی ہے گویا اُسے ابھی تک تقدّس حاصل نہیں۔ پس یہ دُعا ایک قسم کا بے معنی کلام ہے اَور کچھ نہیں کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ اُس کی شان اَحدیّت و بے نیازی کے شایاں ہے وہ ازل سے ابد تک ہمیشہ قدّوس ہے اور وہ تمام عیوب سے ہمیشہ ہمیش کے لئے ابدالآباد تک منزّہ اور مقدس ہے۔ وہ نہ کسی خوبی سے محروم ہے اور نہ آئندہ کسی بھلائی کے ملنے کا منتظر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے کلام پاک اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تک کی آیات میں ایک لطیف پیرایہ میں دہریوں، ملحدوں اور نیچریوں کے خیالات کی تردید ہے جو خدائے بزرگ و برتر کی صفات پر ایمان نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ وہ علّتِ موجبہ کی طرح تو ہے لیکن وہ مدبّر بالارادہ نہیں اور اس میں انعام

إرادة كالمنعِمين والمعطين. فكأنه يقول كيف لا تؤمنون بربّ البريّة وتكفرون بربوبيته الإرادية وهو الذی يُربّی العالمين ويغمر بنواله ويحفظ السماوات والأرض بقدرته وجلاله ويعرف من أطاعه ومن عصا فيغفر المعاصی أو يؤدّب بالعصا ومن جاء ه مطيعًا فله جنّتانِ وحفّتْ به فرحتان فرحة يصيبه من اسم الرّحيم وأخرى من الرّحمٰن القديم فيُجزَى جزاءً أوفى من اللّٰه الأعلى ويُدخَل فی الفائزين. ولا شك أن هذه الصفات تجعل اللّٰه مستحقًّا للعبادة معطيًا من عطايا السعادة وأما التقديس وحده كما ذُكر فی الإنجيل فلا يُحرّك الروحَ

﴿۹۸﴾

کرنے والے اور فیاض لوگوں کی طرح ارادہ نہیں پایا جاتا (تو تردید میں) گویا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم کس لئے مخلوقات کے پروردگار پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی بالا رادہ ربوبیت کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ وہی تو تمام جہانوں کی پرورش کرتا ہے اور وہ (سب کو) اپنے احسانات سے ڈھانپتا اور اپنی قدرت اور جلال کیساتھ آسمانوں اور زمین کی حفاظت فرماتا ہے۔ جو لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں ان کو بھی اور جو نافرمانی کرتے ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے۔ پس گناہگاروں کے گناہ معاف کر دیتا ہے یا سزا سے ان کی اصلاح کرتا ہے لیکن جو شخص فرمانبردار بن کر اس کے پاس آئے۔ اس کے لئے دو جنّتیں ہیں اور دو خوشیاں اس کا احاطہ کر لیتی ہیں ایک خوشی تو اسے صفتِ رحیمیّت سے ملتی ہے اور دوسری خوشی رحمانیّت کی قدیم صفت سے ملتی ہے۔ پس اسے اللہ بلند و برتر کی طرف سے پوری پوری جزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بامراد لوگوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ لَا رَیب یہ صفات اللہ تعالیٰ کو عبادت کا مستحق اور سعادت کے انعامات بخشنے والا قرار دیتی ہیں۔ لیکن صرف اس کی تقدیس کا بیان جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے روح میں عبادت کے لئے حرکت

لـلعبادة بـل يتـــركها كـالنائم الــعــليــل. وأمــا سِــرُّ هــذا التــرتيــب الــذى اختــاره فـى الــفــاتــحة ربُّـنــا الــمجيـد ذو الـمـجـد والـعـــزّة و ذكـر الـمـحـامـد قبـل ذكـر الدعـاء والـعبــادة فـاعـلـم أنــه فـعَل ذلك لِيــذكّــر عبــادَه عـظـمةَ صــفــات البــارئ ذى الـمـجـد والـعـلاء قبـل الـدعـاء ويشير إلــى أنــه هــو الـمـولَـى لا مُنعِمَ إلّا هـــو ولا راحِـــمَ إلا هـــو ولا مُـجـازِىَ إلا هـو ومـنـــه يـأتـى كـلُّ مـا يـأتـى العبـاد من الآلاء والـنـعـمـاء . وهـذا التـرتيـب أحســنُ ولــلـروح أنـفـع فـإنــه يُـظهِـرُ عـلـى السعيـد مـنن اللّـه الــرحيــم ويـجـعـلــه مستعـدًّا ومـقبِـــلا عـلـى حـضـرة القدير الـكــريـم ويَـظهَــر مـنـــه تموُّجٌ تــامٌّ فــى أرواح الـطـلبـاء كـمـا لا يـخـفــى عـلــى أهل الدهـاء .

پیدا نہیں کرتا بلکہ اُسے سوئے ہوئے بیمار کی طرح رہنے دیتا ہے۔ باقی اس بات کا راز کہ بزرگ و برتر خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں جس ترتیب کو اختیار کیا ہے اور دعا اور عبادت کے ذکر سے پہلے اپنے محامد کا ذکر فرمایا ہے سو یوں جاننا چاہئے کہ اس نے ایسا اس لئے کیا ہے تا بزرگ و برتر ذاتِ باری دعا سے قبل اپنے بندوں کو اپنی صفات کی عظمت یاددلائے اور اس طرف اشارہ کرے کہ وہی حقیقی آقا ہے اس کے سوا نہ تو کوئی نعمتیں دینے والا ہے اور نہ اس کے سوا کوئی رحم کرنے والا اور جزا سزا دینے والا ہے۔ بندوں کو جو بھی انعام و اکرام ملتے ہیں وہ اُسی کی طرف سے آتے ہیں (سورۃ فاتحہ کی) یہ ترتیب بہترین ہے اور روح کے لئے بہت فائدہ بخش ہے۔ وہ سعید انسان پر خدائے رحیم کے احسانوں کو خوب ظاہر کرتی ہے۔ اور اُسے خدائے قدیر وکریم کی بارگاہ میں آنے کے لئے تیار کرتی اور اس کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اور اس ترتیب سے طالبانِ حق کی روحوں میں پورا جوش پیدا ہوتا ہے جیسا کہ عقلمندوں پر پوشیدہ نہیں

وأمـا تـخـصـيـص ذكـر الربوبية والـرحـمـانية والـمـالـكية فـى الـدُّنيـا والآخـرة فـلأجل أن هـذه الـصـفـات الأربـعة أُمّهـاتٌ لـجـميـع الـصـفـات الـمـؤثّـرة الـمـفيضة ولا شك أنهـا مـحـرّكـات قـويّة لقلوب الداعيين.

ثـم الإنـجيـل يذكر الله تعالى باسم الأب والقرآن يذكره باسم الـرب وبيـنـهما بون بعيد ويعلَمه من هو زكى وسعيد وإن لم يعلمه مـن كـان من الجاهلين. فإن لفظ الأب لـفـظٌ قـد كثر استعماله فى المخلوقين فنَقْلُه إلى الرب تعالى فـعـلٌ فيـه رائـحة من الإشراك وهـو أقـرب لـلإهـلاک کـمـا لا يخفى على المتدبرين.

ثـم اعـلـم أن شـكـر الـمحسن الـمـنَّـان أمـرٌ مـعقول مسلَّم عند ذوى الـعقول والعرفان وإذا كان الـمـحـسـن مـع إحـسـانـه العام

لیکن ان چاروں صفات ربوبیّت، رحمانیّت، رحیمیّت اور مالکیّت کا ذکر جن کا تعلق دنیا وآخرت سے ہے خاص طور پر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ چاروں صفات خدا کی باقی تمام مؤثر اور فیض رساں صفات کی اصل ہیں اور بلا شبہ یہ دُعا کرنے والوں کے دلوں میں زبردست تحریک پیدا کرنے والی ہیں۔

پھر انجیل خدا تعالیٰ کا ذکر اَبٌ نام سے کرتی ہے جبکہ قرآن اس کا ذکر ربّ کے نام سے کرتا ہے اور ان دونوں (الفاظ) میں بہت بڑا فرق ہے جسے ہر ذہین اور سعادت مند سمجھتا ہے اگرچہ اسے نادان نہ سمجھیں کیونکہ اَبٌ (باپ) کا لفظ مخلوقات میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے اور اُسے خدا تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا ایک ایسا فعل ہے جس میں شرک کی بُو پائی جاتی ہے اور انسان کو ہلاک کرنے کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ تدبّر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

پھر تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ مُحسن و منّان کا شکر بجالانا تمام اہل عقل وعرفان کے نزدیک ایک معقول اور مسلّم امر ہے۔ پھر جب ایک محسن اپنے عام احسان کے ساتھ اور اپنے

ورحمه التام خالقَ الأشياءِ وقيّوم العالم من الابتداء إلى الانتهاء وكان في يده كل أمر الجزاء فيضطر الإنسان طبعًا ليرجع إلى جنابه ويتذلّل على بابه وينجو من تبابه وإذا وجده فلا يَتأوَّبُه عنده هَمٌّ ولا يُفزِعه وَهْمٌ ويكون من المطمئنين. وهذا الأمر داخلٌ في فطرته ومركوز في جِبِلّته ومتنقشٌ في مُهجته أنه يطلُب صاحبَ هذه الصفات عند التردّدات ويؤُمّ به المخرج من المشكلات. والطالبون يتعاطون بذكره كأسَ المنافثة ويقتدحون لطلبه زنادَ المباحثة ويجوبون البراري والفلوات ويطلبون أثر ذلك الجامع للبركات وقاضي الحاجات ويبيتون مجاهدين. فبشّر الله عبادَه

پورے رحم کے ساتھ ابتدا سے انتہا تک تمام اشیاء کا خالق اور کُل جہاں کا قائم کرنے والا بھی ہو اور جزا اور سزا کا ہر معاملہ اس کے ہاتھ میں ہو تو طبعًا ہر انسان اس کی جناب کی طرف رجوع کرنے اور اس کے دَر پر تذلّل اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اپنی تباہی سے بچ جاتا ہے۔ اور جب (انسان) اُس (خدا) کو پا لیتا ہے تو کوئی دکھ اس کے پاس نہیں پھٹکتا اور کوئی وہم اُسے خوفزدہ نہیں کرسکتا اور وہ اطمینان پانے والوں میں سے ہو جاتا ہے اور یہ امر اس کی فطرت میں داخل اور اس کی جبلّت میں مرکوز اور اس کی روح میں نقش ہے کہ وہ ہر تردّد کے موقع پر اِن صفات کی حامل ہستی کی جستجو کرے۔ اور اس کی مدد سے مشکلات سے نکلنے کی راہ ڈھونڈے۔ حق کے طالب اس کے ذکر پر مشتمل گفتگو کے جام نوش کرتے ہیں اور اُس کی طلب کے لئے بحث مباحثہ کے چقماق رگڑ کر روشنی حاصل کرتے ہیں۔ ریگستانوں اور جنگلوں میں گھومتے اور اس جامع البرکات اور قاضی الحاجات خدا کے نشان تلاش کرتے ہیں اور مجاہدہ کرتے ہوئے راتیں گزارتے ہیں۔ پس اللہ نے اپنے بندوں کو بشارت دی کہ وہ وہی ہستی ہے (جس کے وہ متلاشی ہیں)

﴿۹۹﴾

أنـــه هـو وأنـــه مـقـصـد مـلامح عيــونهــم ومــقـصـود مـرامـى لحظهم ومدار شؤونهم فليطلبوه إن كـانـوا طـالبيـن. ومـن هـذا الـمـقـام يـظهَـر عظمةُ الفاتحة وكـونُــه مـن الـلّٰـه العلام فـإنها مـمـلـوّة من كل دواء وعلاج لـكـلّ داء ومـنـجى من كل بلاء يـقوّى الضعفاء ويبشّر الصلحاء ويـفتـح أبـواب الـخيـر وسُدَدَه ويـعـطـى كـلَّ ذى رشـد رشـده إلا الـذى أحـاط عـلـيـه غـبـاوتـه وشـقـاوتـه فـصـار من الهالكين. وانـظرْ إلى كمال ترتيب الفاتحة مـن الـلّٰـه ذى الـجـلال والعـزّة كيف قـدّم ذِكْـرَ اسـم الـلّٰـه فـى الـعبـارة و جـعَـله سرًّا مجمـلا لتـفـاصـيـل الـصـفـات الأربعة وزيّـن الـعبـارةَ بـكـمال لطائف البـلاغة ثـم أردفَــــه صــفةَ الـربـوبية الـعـامة فـإن الـلّٰـه كـان كـكـنـــز مخفى من أعين

اور وہی ان کی نگاہِ چشم کا مقصود اور ان کی نظروں کا مطلوب اور ان کے اعمال کا مدار ہے پس اگر وہ سچے طالب حق ہیں تو اسی ہستی کو تلاش کریں۔ اور اس مقام سے سورۃ فاتحہ کی عظمت اور اس کا خدائے علّام کی طرف سے ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ہر مرض کی دوا اور اس کے علاج سے پُر ہے اور ہر بلا سے نجات دیتی ہے۔ جو ضعیفوں کو قوت بخشتی ہے اور نیک لوگوں کو بشارت دیتی ہے اور خیر کے باب و دَر کھولتی ہے اور ہر صاحبِ رُشد کو ہدایت دیتی ہے۔ بجز ایسے شخص کے کہ جس پر اس کی غباوت اور شقاوت نے گھیرا ڈال رکھا ہو۔ پس وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گیا۔ خدائے عزّ و جلّ کی طرف سے سُورہ فاتحہ کی ترتیب کے کمال پر نگاہ ڈال! کہ عبارت میں کس طرح اللہ کے نام کے ذکر کو مقدّم کیا اور اسے چاروں صفات کی تفاصیل کے لئے مجمل راز بنایا اور عبارت کو بلاغت کی کمال درجہ لطافتوں سے مزیّن کیا۔ اس کے بعد ربوبیت عامہ کی صفت کو بیان کیا۔ کیونکہ اللہ اہل معرفت کی نگاہوں سے ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس

أهل المعرفة فأوّلُ ما عرَّفه كانت ربوبيتُه بكمال الحكمة والقدرة. ثم ذكَر اللّٰه في الفاتحة رحمانية وبعدها رحيمية وقفاها مالكية فوضَعها طباقًا وطبَّقها إشراقا وجعل بعضها فوق بعض وضعًا كما كان مدارجها طبعا وفيه آيات للمتدبّرين. وعلّم اللّٰهُ عباده أن يقدّموا هذه المحامد بين يديه ويسألوا الهداية والاستقامة بعد الثناء عليه لتكون هذه الصِّفات وتصوُّرُها سببًا لفور عيون الرّوحانية ووسيلة للحضور والذوق والمَواجيد التعبدية وليُستجاب الدعاء بهذا الحضور ويكون موجبا لأنواع السرور والنور والبُعد عن المعاصي والفجور لأن العبد إذا عرف أنه يعبد

سب سے پہلی چیز جس نے اس کی معرفت دلائی وہ کمال حکمت وقدرت سے اس کی صفت ربوبیت کا اظہار تھا۔ اس کے بعد اللہ نے سورہ فاتحہ میں رحمانیّت کا ذکر کیا اور پھر اس کے بعد رحیمیّت کا اور پھر اس کے بعد مالکیّت کا۔ پس اس نے ان صفات کو درجہ وار رکھا اور انہیں روشن کرنے کے لئے ترتیب دی اور ان کے طبعی مدارج کے لحاظ سے انہیں وضعی طور پر ایک دوسرے پر فوقیت دی اور اس میں تدبّر کرنے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں اور اللہ نے اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ پہلے ان محامد کو اس کے حضور پیش کریں اور اس کی ثناء کرنے کے بعد اس سے ہدایت اور استقامت طلب کریں تا کہ یہ صفات اور ان کا تصور روحانیت کے چشموں کے زور سے پھٹنے کا سبب اور حضور قلب کا ذریعہ اور ذوق وشوق اور عبادت میں سوز وگداز اور لذت پیدا کرنے کا وسیلہ بنے۔ اور تا اس حضورِ قلب کی وجہ سے دعا قبول کی جائے اور طرح طرح کے سرور اور نور کا اور معاصی اور فسق و فجور سے دوری کا موجب ہو۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اس بات کی معرفت حاصل کر لیتا ہے کہ وہ ایک

ربًّا أحاط ذاتُه جميعَ أنواع المحامد وهو قادر على أن يستجيب جميع أدعية المحامد وعرَف أنه ربٌّ عظيم يوجد فيه جميع أنواع الربوبية ورحمٰن كريم يوجد فيه جميع أقسام الرحمانية ورحيم قديم يوجد فيه كل أصناف الرحيمية ومالِكُ مجازات يقدر على أن يجزى كل ذى مرتبة فى الإخلاص على حسب المرتبة فيجد ذاتَه عظيمَ الشأن فى القدرة و يجد عظمةَ صفاته خارجةً من الإحاطة فيسعى إلى بابه ويبادر إلى جنابه قائلا اِيَّاكَ نَعْبُدُوَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ فيجمع فى هذا الكلام انكسار العبد وجلال رب العالمين. فهذا الاجتماع المبارك يقطع عرق الاسترابة ويكون سببا قريبا للاستجابة فيكون الداعى من المقبولين بل ممن لا يشقى بهم

﴿۱۰۰﴾

ایسے رب کی عبادت کر رہا ہے جس کی ذات نے ہر نوع کی حمد کا احاطہ کر رکھا ہے اور وہ حمد کرنے والے کی تمام دعاؤں کو قبول کرنے پر قادر ہے اور وہ (بندہ) یہ جان لیتا ہے کہ وہ ایسا عظیم رب ہے جس میں ربوبیت کی تمام انواع جمع ہیں اور وہ رحمٰن کریم ہے جس میں رحمانیّت کی تمام اقسام پائی جاتی ہیں اور وہ رحیم ازلی ہے جس میں رحیمیّت کی تمام اصناف موجود ہیں۔ اور وہ جزا سزا کا مالک ہے جو اس پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ اخلاص میں ہر ذی مرتبت کو اس کے حسب مرتبہ جزا دے تو وہ ذات باری کو قدرت میں عظیم الشّان اور اُس کی صفات کی عظمت کو بے انتہا پائے گا۔ تب وہ اس کے دَر پر بھاگتا ہوا آئے گا اور اس کی بارگاہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُوَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتے ہوئے لپکے گا۔ اس طرح اس کلام میں بندے کا انکسار اور ربّ العَالمین کا جلال جمع ہو جاتا ہے اور یہ مبارک اجتماع ہر شک و شبہ کی رَگ کاٹ دیتا ہے اور قبولیت دعا کا فوری سبب بن جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں دعا کرنے والا مقبول لوگوں میں سے ہو جاتا ہے بلکہ وہ ان میں سے ہو جاتا ہے جن کا ہمنشین اُن کی برکت سے کبھی بد بخت نہیں ہوتا اور

جليس ولا يقربهم غُولٌ ولا تلبيس ولا يخيب فيهم مظنون وتُرفَع حُجبهم فلا يُطوى دونهم مكنون فيطلع على ما حَكَّ في صدور الناس وعلى أمور سماوية متعالية عن طور العقل والقياس ويدخل في أهل السرّ والقرب والمكلَّمين. ويكون له الرب الكريم كالخِلّ الودود والخِدْن المودود بل أقرب من كل قريب وأحب من كل حبيب ويكون كلامه أحلى من كل شربة و إلهامه ألذّ من كل لذّة ويدخُل اللّٰه في القلب ويشغَفه حُبًّا وينظر إلى المُحِبِّ فيجعله لُبًّا ويصبّغه بصبغ المتبتّلين. ويأتيه منه البرهان والنور واللمعان والعلم والعرفان فلا يسعه

تباہی کا عفریت اور التباس قریب نہیں پھٹکتا اور ان کے بارے میں کیا جانے والا ہر حسن ظن درست ہوتا ہے۔ اُن کے تمام حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں اور اُن سے کوئی حقیقت چھپائی نہیں جاتی اور وہ لوگوں کے دلوں میں خلش پیدا کرنے والی چیز پر اور اُن امور سماوی پر جو عقل اور قیاس سے بالاتر ہوتے ہیں اطلاع پا لیتا ہے اور راز دانوں، مقربوں اور اللہ سے ہمکلام ہونے والے لوگوں کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور رب کریم اس کا پیار کرنے والا دوست اور محبت کرنے والا یار ہو جاتا ہے بلکہ ہر قریبی سے قریب تر اور ہر حبیب سے حبیب تر ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ اللہ کا کلام ہر آبِ شیریں سے زیادہ شیریں اور اس پر ہونے والا الہام ہر لذیذ شے سے زیادہ لذیذ ہو جاتا ہے۔ اللہ اُس کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور اُس کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر جاتی ہے۔ وہ اپنے عاشق کی طرف دیکھتا ہے اور اُسے جوہرِ خالص بنا دیتا ہے اور اسے تبتّل کرنے والوں کے رنگ میں رنگین کر دیتا ہے اور اُسے اللہ کی طرف سے وہ برہان، نور، روشنی، علم اور عرفان عطا ہوتا ہے جو چھپائے نہیں

الكتمان ولو اختفى في مغارة الأرضين فسبحان ربّنا ربِّ الأوّلين والآخرين.

واعلموا أيها الناظرون والعلماء المستبصرون أن عيسٰى عليه السلام علّم تمهيدًا قبل الدعاء والقرآن علّم تمهيدا قبل الدعاء والفرق بينهما ظاهر على أهل الدهاء فإن تمهيد القرآن يُحرّك الروح إلى عبادة الرحمٰن ويحرّك العباد إلى أن ينتجعوا حضرتَه بإمحاض النيّة وإخلاص الجَنان ويَظهَر عليهم أنه عينُ كل رحمة وينبوعُ جميع أنواع الحنان ومخصوص باسم الربّ والرحمٰن والرّحيم والديّان فالذين يطّلعون على هذه الصفات فلا يزايلون أهلَها ولو سقطوا في فلوات الممات بل يسعون إليه ويوطنون لديه بصدق القلب وصحّة النيّات ويتراكضون إليه خيلَهم ويسعون

چھپتا۔ خواہ وہ دنیا جہان کی زمینوں کی گہرائیوں کے اندر مخفی ہو۔ پس پاک ہے۔ ہمارا ربّ جو تمام اولین اور آخرین کا ربّ ہے۔

اے ناظرین اور اہلِ بصیرت علماء ! جان لوکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا سے پہلے ایک تمہید سکھائی ہے اور قرآن کریم نے (بھی) دعا سے قبل ایک تمہید سکھائی ہے اور عقل مندوں کے نزدیک ان دونوں تمہیدوں میں فرق ظاہر ہے کیونکہ قرآن کریم کی تمہید روح کو خدائے رحمان کی عبادت کی تحریک کرتی ہے اور بندوں کو ترغیب دیتی ہے کہ وہ خلوصِ نیّت اور صفائی قلب سے حضرت باری کی تلاش میں لگ جائیں۔ نیز (یہ تمہید) اُنہیں بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام نوازشوں کا منبع ہے اور ربّ، رحمان، رحیم اور دیّان (جزا سزا کا مالک) کے ناموں سے مخصوص ہے۔ جن لوگوں کو ان صفات کا علم ہو جاتا ہے وہ ان کے مالک (اللہ تعالیٰ) سے جُدا نہیں ہوتے خواہ وہ موت کے بیابانوں میں جا گریں بلکہ وہ اُس کی طرف دوڑتے ہیں اور صدقِ قلب اور صحتِ نیّت سے اُسی کے پاس ڈیرے جما لیتے ہیں۔ اس کی طرف اپنے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اُس کی طرف والہانہ بڑھتے ہیں۔

كـالـمشوق ويضطرم فيهم هوى الـمعشـوق فلا يـنـاقـش أهواءٌ أُخــرى عــنـد غـلبة هـوا ربّ الـعـالـمـين. فثبـت أن في تـمهيد هـذا الـدعـاء تـحـريكـا عظيمًا للعابدين.

اُن کے اندر (اپنے) معشوق کی محبت کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ پس ربّ العالمین کی محبت کے غلبہ کے وقت دوسری خواہشات اس کے مزاحم نہیں ہوتیں پس ثابت ہوا کہ اِس دعا کی تمہید میں عبادت کرنے والوں کے لئے ایک زبردست تحریک ہے۔

فـإنّ الـعبد إذا تدبّرَ في صفات جـعَلها الله مقدّمة لدعاء الفاتحة وعـلِـم أنها مشتملة على صفات كـمـالـه ونُـعوت جلاله باستيفاء الإحاطة ومحرّكة لأنواع الشوق والـمـحبة وعـلِـم أن ربّــه مبدأٌ لـجـمـيـع الـفيوض ومنبع لجميع الـخيرات ودافعٌ لجميع الآفات ومـالـكٌ لـكل أنواع المجازات مـنـه يبـدأ الخَلق وإليه يرجع كل الـمـخـلـوقـات وهـو منـزه عن الـعـيـوب والـنـقـائص والسيئات ومسـتــجــمِــع لسـائـر صـفـات الـكـمـال وأنـواع الحسنات فلا شك أنـه يـحسَبـه مُنجِحَ جميعِ الـحـاجـات ومُـنجِيًا من سـائر

جب انسان خدا تعالیٰ کی ان صفات پر تدبر کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سورت فاتحہ کی دعا میں مقدم رکھا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کمال اور اس کے جلال کی تمام صفات اور ثناؤں پر مشتمل پورے طور پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور ہر قسم کے شوق اور محبت کے لئے محرّک ہے اور یہ بھی جان لیتا ہے کہ اس کا ربّ تمام فیوض کا سرچشمہ، تمام بھلائیوں کا منبع، تمام آفات کو دُور کرنے والا اور ہر قسم کی جزا سزا کا مالک ہے نیز یہ کہ (مخلوق کی) پیدائش اسی سے شروع ہوئی ہے اور آخر کار تمام مخلوقات اسی کی طرف لوٹائی جائیں گی۔ اور وہ عیوب ونقائص اور بُرائیوں سے پاک ہے اور تمام صفات کمال اور ہر قسم کی خوبیاں اس میں جمع ہیں۔ تب انسان لازماً اللہ تعالیٰ کو ہی تمام ضرورتوں کا پورا کرنے والا اور تمام ہلاکتوں سے نجات دینے والا یقین کر لیتا ہے۔ اور اس کی

﴿۱۰۱﴾

الـمـوبـقـات فيكـابـد فـی ابتـغـاء مـرضـاتـه كلَّ المصائب و لـو قُتـل بـالسهـم الـصـائـب و لا يُـعـجِـزه الـكـروبُ و لا يـدری مـا اللغوب ويجذبـه الـمـحبـوب ويعـلـم أنـه هـو الـمـطـلـوب وييسـر لـه استـقـراءَ الـمسـالک لتطلُّب مـرضـاة المـالک فيـجـاهـد فـی سبلـه ولـو صـار كالهالک ولا يـخشـی هـولَ بـلاء و يـنبـری لـكـل ابتـلاء و لا يبـقـی لـه من دون حُبِّـه الأذكـار ولا تستهـويـه الأفكـار ويـنـزل مـن مـطيّة الأهـواء ليـمتـطـی أفـراس الـرضـاء ويَـضُـفِـر أَزِمّةَ الابتـغـاء ليـقـطـع الـمسـافة الـنـائية لـحـضـرة الـكبـرياء و يظلّ أبـدًا لـه مُـدانِيًـا ولا يـجـعـل لـه ثـانيـا مـن الأحبّـاء و لا يَـعتـورُ قلبـه بيـن الشـركـاء

رضا کی تلاش میں ہر قسم کے مصائب کو برداشت کرتا ہے۔ چاہے وہ نشانہ پر لگنے والے تیر سے قتل کیوں نہ کر دیا جائے رنج وغم اسے بے بس نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ جانتا ہے کہ تھکان کیا ہوتی ہے خدائے محبوب اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور بندہ جانتا ہے کہ وہی (اس کا) مطلوب ہے۔اس کے لئے اپنے مالک کی رضا حاصل کرنے کے راستوں کی تلاش آسان ہو جاتی ہے لہٰذا وہ اس کی (طرف لے جانے والی) راہوں میں پوری کوشش کرتا ہے خواہ وہ ہلاک کیوں نہ ہو جائے۔ اور وہ کسی آزمائش کے خوف سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ ہر ابتلا کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے اور اس کے لئے اس کی محبت کے تذکرہ کے سوا اور کوئی ذکر باقی نہیں رہتا۔ دوسرے افکار اُسے فریفتہ نہیں کرتے اور وہ خواہشات کی سواری سے اُتر پڑتا ہے تا وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے گھوڑوں پر سوار ہو اور وہ جستجو کی باگیں بٹتا ہے تا وہ خدا کے حضور پہنچنے کے لئے دُور کی مسافت طے کر لے اور وہ ہمیشہ اس کے قرب میں رہتا ہے۔ اور اپنے پیاروں میں سے کسی کو بھی اس کا ثانی نہیں بناتا اور اس کا دل (خدا کے) شریکوں (یعنی معبودانِ باطلہ) کے درمیان بھٹکتا نہیں پھرتا۔

ويقول يا ربّ تسلَّمْ قلبي وتكفيني لجذبي وجلبي ولن يُصبِيني حسن الآخرين. هذه نتائج تمهيد دعاء الفاتحة .وأما تمهيد دعاء عيسى عليه السلام فقد عرفتَ حقيقته وما فيه من الآفة فلا حاجة إلى الإعادة فتفكَّرْ في إيماضي وتندَّمْ من زمان ماضي وكُنْ من التائبين.

ثم بعد ذلک ننظر إلى دعاء علّمه عيسٰى وإلٰى دعاء علّمه ربُّنا الأعلٰى ليتبيّن ما هو الفرق بينهما لذي النُّهى ولينتفع به من كان من الصالحين.

فاعلم أن عيسى عليه السلام علّم دعاءً يتزرّى عليه إنصافنا أعني خُبزَنا كفافَنا وأما القرآن فعافَ ذكر الخُبز والماء في الدعاء

وہ یہی دعا مانگتا رہتا ہے کہ اے میرے ربّ میرے دل کو اپنے قبضہ میں محفوظ رکھ۔ مجھے اپنی طرف کھینچنے اور مائل کرنے کے لئے تو کافی ہو جا اور کسی اور کا حُسن مجھے کبھی فریفتہ نہ کر سکے۔ یہ سب نتائج دُعائے فاتحہ کی عمدہ تمہید ہیں۔ اور جہاں تک عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی تمہید کا معاملہ ہے اس کی حقیقت کو اور اس (دعا) میں جو آفت پنہاں ہے اسے تو خوب جان گیا ہے۔ لہٰذا اُسے دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ پس تو میرے اس اشارے پر غور کر اور گزرے ہوئے زمانے پر نادم ہو اور توبہ کرنے والوں میں شامل ہو جا۔

پھر اس کے بعد ہم اُس دعا پر غور کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سکھائی اور اس دعا پر بھی جو ہمارے خدائے بزرگ و برتر نے سکھائی تا عقلمند پر واضح ہو جائے کہ ان دونوں کے درمیان کیا فرق ہے اور تا جو کوئی بھی نیک لوگوں میں شامل ہے اس فرق سے فائدہ اُٹھائے۔

پس جان لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو دعا سکھلائی ہے یعنی یہ کہ ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دیا کر ہمارا انصاف اسے ناقص قرار دیتا ہے۔ اِس کے برخلاف قرآن کریم نے (اپنی) دعا میں روٹی اور پانی کا ذکر کرنا ناپسند کیا ہے اور

﴿۱۰۲﴾

وعلّمنا طريق الرشد والاهتداء وحثّ على أن نقول اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ونطلب منه الدين القويم ونعوذ به من طرق المغضوب عليهم والضالين وأشار إلى أن راحة الدنيا والآخرة تابعةٌ لطلب الصراط وإخلاص الطاعة فانظرْ إلى دعاء الإنجيل ودعاء القرآن من الرب الجليل وكن من المنصفين. وأما ما جاء في دعاء عيسٰى ترغيب في الاستغفار فهو تأكيد لدعاء طلبِ الخبز كأهل الاضطرار لعل اللّٰه يرحم ويعطي خبزا كثيرا عند هذا الإقرار فالاستغفار تضرُّعٌ لطلب الرغفان وأصل الأمر هو طلب الخبز من الله المنّان. ويثبُت من هذا الدعاء أن أكثر أُمم عيسٰى كانوا عشّاق الذهب واللُّجَين وهاجِرِي الحقِّ للحجرَين وبائعي الدين ببخسٍ من الدراهم

ہمیں رُشد و ہدایت کا طریق سکھایا ہے اور اس بات کی طرف ترغیب دی ہے کہ ہم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کہیں اور اللہ تعالیٰ سے دینِ قویم طلب کریں اور مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضَآلِّيْنَ کی راہوں سے اُس کی پناہ مانگیں۔ اِس دُعا میں اِس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت کی راحت صحیح راہ کی تلاش اور مخلصانہ فرمانبرداری پر منحصر ہے۔ پس انجیل کی دُعا پر بھی نگاہ ڈالو اور قرآن کی دعا پر بھی جو اللہ جَلَّ شَانُهٗ کی طرف سے ہے اور انصاف کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا میں استغفار کے متعلق جو ترغیب آئی ہے وہ بھی (دراصل) بے قراروں کی طرح صرف روٹی مانگنے کی دعا کرنے کی تاکید ہی ہے تا اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اس اقرار پر بہت سی روٹیاں دیدے۔ پس (ان کا) استغفار بھی صرف روٹیاں مانگنے کی خاطر آہ وزاری ہے۔ اصل مقصد خدائے بخشندہ سے روٹی مانگنا ہی ہے۔ (انجیل کی) اِس دعا سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے اکثر پیروکار ہمیشہ سے سونے چاندی کے ہی عاشق ہیں اور وہ سونے چاندی کی خاطر خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ چند سکّوں کی خاطر دین کو بیچ ڈالتے ہیں اور چاندی سونے کے سکّوں کو ہی اپنے کپڑوں میں

ومختبِئی خلاصةِ النصّ وتارکی ذیلِ الربّ الراحم والعاثین عاصین. وحُبِّبَ إلیهم أن یتخذوا الطمع شِرعةً وحُبَّ الدنیا نُجعةً. فاستشرِفِ الأناجیلَ لیظهَر علیک صدقُ ما قیل واتّق الرب الجلیل ودَعِ الأقاویل ولا تحسب الحق الصریح کالمعضلات واستوضِحْ منی المشکلات لأُخبرک عن أنباء العُصاة والمنجیات والمهلِکات ففَتِّشِ الحقَّ قبل حُموم الحِمام وهجوم الآلام ونزعِ الروح وحصر الکلام واعلم أن الخیر کله فی الإسلام فطوبیٰ للذی ضرب الخیام فی هذا المقام وقوّی یقینَه بالإلهام ووحی اللّٰه العلام وردّاه اللّٰه رداءَ الإِکرام. إن المسلمین قوم سجایاهم إعلاءُ کلمة التوحید وبذلُ النفس ابتغاءً لمرضات اللّٰه الوحید وصلحائهم یتأفّفون من

چھپائے پھرتے ہیں اور رحم کرنے والے ربّ کے دامن کے تارک ہیں اِس حال میں کہ مفسد و نافرمان ہیں۔ انہیں اِسی بات کا شوق دلایا گیا ہے کہ وہ لالچ کو اپنا طریق قرار دے لیں اور دنیا کی محبت کو اپنا مقصود بنا لیں۔ پس اناجیل کا گہرا مطالعہ کرو تا آپ پر ہمارے قول کی صداقت ظاہر ہوجائے اور اللہ جَلّ شَانُہٗ سے ڈرو اور فضول باتوں کو چھوڑ دو۔ صریح واضح حق کو پیچیدہ مت خیال کرو۔ اور مشکلات کی مجھ سے وضاحت طلب کروتا کہ میں تمہیں نافرمانوں کی خبروں اور نجات دینے والے اور ہلاک کرنے والے امور سے مطلع کروں۔ موت کے آنے ، دکھوں کے حملے، جان کے نکلنے اور قوتِ گویائی کے سلب ہونے سے پہلے پہلے حق کو تلاش کرو اور جان لو کہ تمام تر بھلائی اسلام میں ہے۔ پس خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جس نے اس مقام میں خیمے گاڑے اور الہام اور خدائے علّام کی وحی کے ذریعہ اپنے یقین کو قوت دی اور اللہ نے اسے عزت واکرام کی رِدا پہنائی۔ مسلمان وہ قوم ہے کہ کلمہ توحید کی سربلندی اور خدائے یگانہ کی رضاجوئی کے لئے جان کی بازی لگانا ان کے اخلاق میں شامل ہے۔ اس قوم کے صلحاء دنیا سے بلکہ دنیوی حکومت سے بھی کراہت

الدنيا بل من الإمرة ولا يتخيرون لأنـفسهم إلا وجه رب ذى العزة ولا يُشـجِيهم إلا آنُ غـفـلة مِن ذِكـر الـحضـرة يتوكّلون عليـه ويـطـلبـون منه هداه ولا يركنون إلـى الـخَـلق بـل يبتغـون حُبـاه ويـمشـون فـى الأرض هـونًـا ولا يبـطِشـون جبّاريـن. وشأنُهم إطالةُ الفكـرة وتحقيـق الحـق ﴿۱۰۳﴾ وتـنـقيـح الـحـكمة. يراعون فى الـريـاسة تهـذُّبَ السيـاسة وفى أوان الـخصاصة والافتقار آدابَ التبـصـر والاصطبار. ولا تفاضُل فيهم إلا بتفاضل التقوى والتقات ولا ربَّ لهـم إلا ربّ الـكـائنات. وكـل ذٰلك أنـوار حـاصـلة من الـفـاتحة كما لا يخفى على أهل الفطرة الصحيحة والتجربة.

فـالـحـق أن الفاتحة أحاطت كـلّ علم ومعرفة واشتملت علٰى كـلِّ دقيـقةِ حـقٍّ وحـكـمة وهـى تـجيـب كـل سـائـل وتذيب كل

کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کے لئے ربّ العزت کے وجہِ کریم کے سوا کسی چیز کو اوّلیت نہیں دیتے اور حضرت احدیّت کے ذکر سے غفلت کی گھڑی کے سوا انہیں کوئی چیز غمزدہ نہیں کرتی۔ اُسی پر توکّل کرتے اور اُسی سے اس کی ہدایت طلب کرتے ہیں اور مخلوق کا سہارا نہیں لیتے۔ بلکہ خدا کی عطا چاہتے ہیں اور زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں وہ جابرانہ گرفت نہیں کرتے۔ ہمہ جہتی، طویل فکری، حق کی تحقیق اور حکمت کی تنقیح ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ وہ انتظام ریاست میں مہذب سیاست کی رعایت رکھتے ہیں۔ اور تنگی اور مفلسی کے مواقع پر صبر و استقامت کے اطوار ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔ ان میں پرہیزگاری اور تقویٰ کی فضیلت کے علاوہ کوئی اور چیز وجہِ فضیلت نہیں ہوتی۔ ربّ کائنات کے سوا ان کا کوئی ربّ نہیں۔ اور یہ سب انوار سورہ فاتحہ سے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ یہ امر فطرتِ صحیحہ اور اہل تجربہ سے مخفی نہیں۔

پس حق بات یہی ہے کہ سورت فاتحہ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے وہ سچائی اور حکمت کے تمام نکات پر مشتمل ہے اور یہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتی اور ہر حملہ آور دشمن کو تباہ کرتی ہے۔ نیز

عـدوّ صـائـل ویـطـعـم کلَّ نزیل إلـی التـضیّف مـائـلٍ ویسـقـی الواردین والصادرین. ولا شک أنهـا تـزیـل کـل شک خیّـب وتـجـیـح کـل هـم شَیَّـبَ وتعید کـلّ هُـدُوٍّ تَـغیَّـبَ وتُـخـجِل کلَّ خـصیـم نَیَّـبَ ویبشـر الطالبین. ولا مـعـالـج کمثله لسمّ الذنوب وزیـغ الـقـلـوب وهـو الـموصِل إلی الحق والیقین.

وأمـا الهـدایة التـی قد أُمِـرنـا لـطـلبهـا فـی الـفـاتـحة فهـو اقتـداءُ مـحـامـدِ ذات اللّٰـه وصـفـاتـه الأربعة وإلـی هـذا یشیـر الـلام الـذی مـوجـود فـی اِهْـدِنَـا الـصِّـرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ ویـعـرِفـه مـن أعـطاه اللّٰـه الفهمَ الســلیـم. ولا شک أن هــذه الـصـفـات أُمّهـات الـصـفـات وهـی کـافیة لتـطهیـر الـنـاس مـن الهَـنـات وأنواع السیئـات فـلا یـؤمـن بهـا عبـد إلا بـعـد

ہر مسافر کو جو مہمان نوازی چاہتا ہے کھلاتی اور آنے والوں اور جانے والوں کو پلاتی ہے۔ بے شک وہ ہر شبہ کو جو ناکامی کی حد تک پہنچانے والا ہو زائل کر دیتی ہے اور ہر غم کو جس نے بوڑھا کر دیا ہو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے اور ہر گم شدہ راہنما کو (راہ راست پر) واپس لاتی ہے اور ہر خطرناک دشمن کو شرمندہ کرتی ہے۔ طالبانِ ہدایت کو بشارت دیتی ہے۔ گناہوں کے زہر اور دلوں کی کجی کے لیے اس جیسا کوئی اور معالج نہیں اور وہ حق اور یقین تک پہنچانے والی ہے۔

جس ہدایت کے طلب کرنے کا ہمیں سورۃ فاتحہ میں حکم دیا گیا ہے وہ ذاتِ الٰہی کی خوبیوں اور اس کی چاروں (مذکورہ) صفات کی پیروی کرنا ہے اور اسی کی طرف وہ الف لام اشارہ کر رہا ہے جو اِهْـدِنَـا الـصِّـرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ میں موجود ہے۔ اِس بات کو وہ شخص سمجھ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عقلِ سلیم عطا فرمائی ہو اور کچھ شک نہیں کہ یہ چاروں صفات اُمَّهَاتُ الصِّفَات ہیں اور یہ لوگوں کو قابلِ نفرت باتوں اور قسما قسم کی بُرائیوں سے پاک کرنے کے لئے کافی ہیں۔ پس کوئی بندہ اُس وقت تک ان پر ایمان نہیں لاتا جب تک کہ وہ ان میں

أن يأخذ من كل صفة حظّه ويتخلق بأخلاق رب الكائنات. فمن استفاض منها فيُفتَح عليه باب عظيم من معرفة الرب المحبوب وتتجلى له عظمتُه فتحصُل الأمانةُ والتنفُّرُ من الذنوب والسكينةُ والإخبات والامتثال الحقيقي والخشية والأنس والذوق والشوق والمَواجيد الصحيحة والمحبة الذاتية المُفنِية المحرقة بإذن اللّٰه مُربِّي السالكين.

وهٰذه كلها ثمرات التدبر في مضامين الفاتحة فإنّها شجرة طيبة تؤتي كلَّ حين أُكُلا من المعرفة ويروى من كأس الحق والحكمة فمن فتَح باب قلبه لقبول نورها فيدخل فيه نورها ويطّلع على مستورها ومن غلّق الباب فدعا ظلمتَه إليه بفعله ورأى التبابَ ولحِق بالهالكين. ﴿۱۰۴﴾

سے ہر صفت سے اپنا حِصّہ نہ لے لے اور پروردگارِ عالم کے اخلاق کو اختیار نہ کر لے۔ پس جو کوئی بھی ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے اُس پر محبوب ربّ کی معرفت کا ایک عظیم دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس (ربّ) کی عظمت اس کے لئے جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ پس (اسے) اللہ تعالیٰ کے اِذن سے جو سالکین کی تربیت کرنے والا ہے، امان میسر آتی ہے، گناہوں سے نفرت، سکینت، تواضع، حقیقی اطاعت، خشیت، اُنس، ذوق وشوق۔ صحیح وجدانی کیفیات اور فنا (فی اللہ) کرنے والی اور (گناہوں کو) بھسم کر ڈالنے والی ذاتی محبت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور یہ سب کچھ سورۃ فاتحہ کے مضامین پر غور وفکر کے ثمرات ہیں۔ فاتحہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر وقت معرفت کے پھل دیتا ہے اور حق وحکمت کے جام سے سیراب کرتا ہے۔ جو شخص بھی اپنے دل کے دروازہ کو اس کا نور قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے تو اس کا نور اس میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس سورۃ کے پوشیدہ اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے اور جو شخص اس دروازہ کو بند کرتا ہے وہ خود ہی اپنے فعل سے اپنی گمراہی کو دعوت دیتا ہے اور اپنی تباہی کا مشاہدہ کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ جا ملتا ہے۔

ثم اعلم أن قوله تعالى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ يدل على أن السعادة كلها فى اقتداء صفات ربّ العالمين. وحقيقةُ العبادة الانصباغُ بصبغ المعبود وهو عند أهل الحق كمال السعود فإن العبد لا يكون عبدا فى الحقيقة عند ذوى العرفان إلا بعد أن تصير صفاتُه أظلالَ صفاتِ الرحمٰن فمِن أمارات العبودية أن تتولد فيه ربوبيةٌ كربوبية حضرة العزة وكذلك الرحمانية والرحيمية وصفة المجازات أظلالًا لصفات الحضرة الأحدية. وهذا هو الصراط المستقيم الذى أُمِرنا لنطلبه والشرعةُ التى أوصينا لنرقبها مِن كريم ذى الفضل المبين.

ثم لما كان المانع من تحصيل تلك الدرجات الرياءَ الذى يأكل الحسنات والكبرَ

پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا قول اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام کی تمام سعادت ربّ العالمین کی صفات کی پیروی کرنے میں ہے اور عبادت کی حقیقت معبود کے رنگ میں رنگین ہونا ہے۔ اور یہی راستبازوں کے نزدیک سعادت کا کمال ہے۔ چنانچہ خدا شناس بزرگوں کے نزدیک بندہ درحقیقت اسی وقت عَبد کہلا سکتا ہے جب اس کی صفات خدائے رحمان کی صفات کا پَرتَو بن جائیں۔ پس عبودیت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ انسان میں بھی حضرت العزّت کی ربوبیت کی مانند ربوبیّت پیدا ہو جائے اور اسی طرح حضرت احدیت کی صفات رحمانیّت، رحیمیّت اور مالکیّت یومِ الدین ظلی طور پر اس میں پیدا ہو جائیں۔ یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس کے متعلق ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اسے طلب کریں اور یہی وہ راستہ ہے جس کے متعلق ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ کھلے کھلے فضل والے خدائے کریم سے اس (کے ملنے) کی امید رکھیں۔

پھر چونکہ ان درجات کے حصول میں بڑی روک ریاکاری ہے جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے اور تکبّر ہے جو بدیوں

الــذی هــو رأس السیـئــات والـضـلالَ الـذی یُبـعِد عن طرق السعــادات أشـار إلی دواء هذه العلل المهلکات رحمةً منه علی الـضـعـفاء المستعدّین للخطیّات وتـرحّـمًا علی السالکین فأمَر أن یـقـول الـنــاس ﴿إِيَّــاکَ نَعْبُدُ﴾ لِیُستـخـلَصـوا مـن مرض الریاء وأمَــر أن یــقــولــوا ﴿إِيَّــاکَ نَسْتَعِينُ﴾ لِیُستخلَصُوا من مرض الـکبـر والخیلاء وأمر أن یقولوا ﴿اِهْـدِنَـا﴾ لِیُستـخـلَصـوا مـن الـضـلالات والأهـواء . فـقـولـه ﴿إِيَّــاکَ نَـعْبُـدُ﴾ حـثٌّ عـلـی تـحـصیـل الـخـلـوص والعبودیة التـامة وقـوله ﴿إِيَّاکَ نَسْتَعِينُ﴾ إشــارةٌ إلی طلـب القـوّة والثبات والاستــقــامة وقـولــه ﴿اِهْـدِنَـا الصِّـرَاطَ﴾ إشـارةٌ إلی طلب علمٍ مِـن عـنـده وهـدایةٍ من لدنه لطفًا مـنــه علی وجه الکرامة. فحاصل الآیـات أن أمر السلوک لا یُتمّم

کی جڑ ہے اور گمراہی ہے جو سعادت کی راہوں سے دُور لے جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے (اپنے) کمزور بندوں پر رحم فرماتے ہوئے جو خطا کاریوں پر آمادہ ہو سکتے ہیں اور راہِ راست پر قدم مارنے والوں پر ترس کھا کر ان مہلک بیماریوں کی دوا کی طرف اشارہ فرمایا پس اُس نے حکم دیا کہ لوگ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا کریں تا وہ ریا کی بیماری سے نجات پائیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہنے کا حکم دیا تا وہ کبر اور غرور کی مرض سے بچ جائیں پھر اس نے اِھْدِنَا کہنے کا حکم دیا تا وہ گمراہیوں اور خواہشات نفسانیہ سے چھٹکارا پائیں۔ پس اس کا قول اِیَّاکَ نَعْبُدُ خلوص اور عبودیتِ تامّہ کے حصول کی ترغیب ہے۔ اور اس کا قول اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ قوت، ثابت قدمی اور استقامت کے طلب کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اس کا قول اِھْدِنَـا الصِّرَاطَ از راہِ مہربانی بطور کرامت اس سے علم اور اس کی جناب سے ہدایت طلب کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس ان آیات کا ماحصل یہ ہے کہ خدا کا راہِ سلوک اس وقت تک مکمل

أبدًا ولا يكون وسيلةً للنجاة إلا بعد كمال الإخلاص و كمال الجهد وكمال فهم الهدايات بل كلُّ خادم لا يكون صالحا للخدمات إلا بعد تحقُّق هذه الصفات. مثلًا إن كان خادم مخلصا وموصوفا بأوصاف الأمانة والخلوص والعفّة ولكن كان من الكسالى والوانين القاعدين وكالضجعة النومة لا مِن أهل السعي والجهد والجدّ والقوّة فلا شكّ أنه كَلٌّ على مولاه ولا يستطيع أن يتّبع هداه ويكون من المطاوعين. وخادم آخر مخلص أمين ومع ذلك مجاهد وليس بقاعد كالآخرين ولكنه جَهول لا يفهم هداياتِ مخدومه ويُخطِي ذاتَ مرارٍ كالضالين؛ فمن جهله ربما يجترء على الممنوعات ويوقع نفسه في

نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ نجات کا وسیلہ بن سکتا ہے جب تک انتہائی اخلاص، انتہائی کوشش اور ہدایات کے سمجھنے کی پوری اہلیت حاصل نہ ہو جائے بلکہ جب تک کسی خادم میں یہ صفات نہ پائی جائیں وہ درحقیقت خدمات کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی خادم مخلص بھی ہے اور نیک نیتی، امانت، اخلاص اور پاک دامنی کی صفات سے متّصف بھی ہے لیکن وہ سُست بے ہمت اور (بیکار) بیٹھ رہنے والوں میں سے ہے یا ہر وقت لیٹے رہنے اور سوئے رہنے والے شخص کی طرح ہے اور وہ کوشش، جدوجہد اور ہمت کرنے والوں میں سے نہ ہو تو بلا شبہ ایسا خادم اپنے مالک پر ایک بوجھ ہی ہوگا۔ اور اپنے آقا کی ہدایت کی پیروی نہیں کر سکے گا۔ اور اس کے فرمانبرداروں میں شمار نہ ہو سکے گا۔ جبکہ ایک اور خادم جو مخلص بھی ہو۔ امین اور دیانت دار بھی ہو اور ساتھ ہی محنتی بھی ہو اور دوسروں کی طرح بیٹھ رہنے والا نہ ہو لیکن بے وقوف ہو اور اپنے آقا کی ہدایات کو نہ سمجھ سکتا ہو اور گمراہوں کی طرح بار بار غلطیاں کرتا ہو، اپنی جہالت کی وجہ سے کئی دفعہ ممنوع کاموں پر جرأت کر بیٹھتا ہو، اپنے

﴿۱۰۵﴾

المخاطرات والمحظورات ويبعد عن مرضات المولٰى من جهل جاذب من الجهلات وربما يضيع نفائس المولٰى ودُرره وجواهره من كمال جهله وحمقه وسوء فهمه ويضع الأشياء فى غير محلها من زيغ و همه فهذا الخادم أيضا لا يستطيع أن يستحصل مرضات المخدوم ويُسقطه جهله كلّ مرة عن أعين مولاه فيبكى كالمَوقُوم وكذلك يعيش دائما كالملعون الملوم و لا يكون من الممدوحين. بل يراه المولى كالمنحوس الذى لا يأتى بخير فى سير و يخرب بقعته ورحاله وأمواله فى كل حين.	آپ کو خطرے کے مقامات اور ممنوع جگہوں میں ڈال دیتا ہو اور انتہائی بے وقوفی کی بناء پر آقا کی خوشنودی حاصل نہ کرسکتا ہو اور بسا اوقات وہ اپنے مالک کی عمدہ عمدہ چیزوں کو، اس کے موتیوں کو اور اس کے جواہرات کو اپنی کمال بے وقوفی، حماقت اور ناسمجھی کی وجہ سے ضائع کر دیتا ہو اور اپنی کج فکری کی وجہ سے اشیاء کو ان کی اصل جگہ کے علاوہ کہیں اور جگہ رکھ دیتا ہو تو ایسا خادم بھی آقا کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس کی جہالت اسے ہر بار اپنے مالک کی نظروں سے گرا دیتی ہے۔ پس وہ ذلیل و محروم انسان کی طرح روتا رہتا ہے اور اس طرح ہمیشہ ایک قابل ملامت ملعون انسان کی مانند زندگی کے دن پورے کرتا ہے۔ وہ کبھی قابلِ تعریف لوگوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کا مالک اسے (ہمیشہ) منحوس جیسا سمجھتا ہے۔ جو اپنی بھاگ دوڑ سے کبھی بھی کسی بھلائی (کی خبر) نہیں لاتا۔ وہ (خادم) اس کی زمینوں، اس کے مکانات اور اس کے اموال کو ہر وقت برباد کرتا رہتا ہے۔
وأما الخادم المبارک والعبد	لیکن مبارک خادم اور متبرّک بندہ وہ ہوتا ہے

المتبرک الذی یُرضی مولاہ ولا یترک نکتۃ من ھداہ ویسمع مرحباہ فھو الذی یجمع فی نفسہ ھذہ الثلاث سویًّا ولا یؤذی مولاہ بخیانۃ وخذل ولا یُطحطحہ بکسل أو جھل فیصیر عبدًا مرضیًّا. فھذہ ھی الأشراط الثلاثۃ للذین یسلکون سبل ربھم مسترشدین. وفی ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ إشارۃٌ إلی الشرط الأول وإلی الشرط الثانی فی ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ وإلی الثالث فی ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ فطوبٰی للذین جمعوا ھذہ الثلاث ورجعوا إلی ربھم کاملین وتأدّبوا مع ربھم بکل الأدب وسلکوا بکل شریطۃ غیر قاصرین. فأولئک الذین رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ ودخلوا حظیرۃ القدس آمنین. ولما کانت

جو اپنے مالک کو راضی رکھتا ہے اور اس کی ہدایت کے کسی نکتہ کو نظر انداز نہیں کرتا۔ مالک کی طرف سے خوش آمدید سنتا ہے تو یہی (ایسا شخص) ہے جو اپنی ذات میں ان تین (صفات) کو کامل طور پر جمع کرتا ہے اور اپنے آقا کو اپنی بد دیانتی اور بے انصافی سے دکھ نہیں دیتا اور نہ اُسے کاہلی یا جہالت سے برباد کرتا ہے اور وہ ایک پسندیدہ عبد بن جاتا ہے۔ پس یہی تین شرائط ہیں ان لوگوں کے لئے جو پورے طالب ہدایت ہو کر اپنے ربّ کے راستوں پر چلتے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں پہلی شرط کی طرف اشارہ ہے اور دوسری شرط کی طرف اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں۔ اور تیسری شرط کی طرف اِھْدِنَا الصِّرَاطَ میں اشارہ ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو ان تینوں (صفات) کو اپنے اندر جمع کرلیں اور کامل ہو کر اپنے ربّ کی طرف لوٹیں۔ وہ اپنے ربّ کے ساتھ پورے ادب کا لحاظ رکھتے ہیں اور منازل سلوک ہر شرط کے مطابق بغیر کسی کوتاہی کے طے کرتے ہیں۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا تعالیٰ راضی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہیں۔ وہ بارگاہِ قدس میں امن کے ساتھ داخل ہو گئے ہیں۔ پس چونکہ یہ شرائط اس

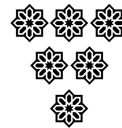
﴿۱۰۶﴾

هــذه الشــرائــط أهــم الأمــور لِـلـذى قـصـد سبـل النور جعَلها الـلّـهُ الـحـكيم من أجزاء الدعاء ليتـدبـر السـالكُ كـالعـقـلاء وليستبين سبيل الخائنين.

وهــذا آخــر مــا أردنــا فـى هــذا الـكتــاب بـفـضـل ربّ الأربــاب والـحـمـد لـلّـه رب الـعـالـمـين. والسلام على سيّدنا ورسـولـنـا مـحمد خاتم النبيين. رَبِّ أَمْـطِرْ مـطـرَ السـوء عـلـى مـكذّبيه واجعلْنامن المنصورين. آمين۔



بـقـلـم احـقـر الـعباد من المريدين لـحـضـرت الـمسيح الـموعـود والـمهدى المسعود العبد المفتقر الى الـلّـه الاحـد غلام محمد الامرتسرى عفى عنه ۔

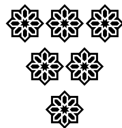


شخص کے لئے اہم امور میں سے تھے جو نُور کی راہوں کا قصد کرتا ہے اس لئے حکیم خدا نے ان (شرائط) کو دعا کے حصّے بنا دیا ہے۔تا ہر سالک عقلمندوں کی طرح غور وفکر کرے اور خیانت کرنے والوں کی راہ بھی پوری طرح واضح ہو جائے۔

اور یہ آخری بات ہے جس کا ہم نے رَبُّ الْاَرْبَاب کے فضل سے اس کتاب میں ارادہ کیا ہے اور تمام تعریفیں صرف اللہ کو زیبا ہیں جو رَبُّ العالمین ہے اور سلامتی ہو ہمارے سید و مولیٰ رسول (حضرت) محمد خاتم النبیّین پر۔ اے خدا! تو آنحضورؐ کے مکذّبوں پر بدترین عذاب کی بارش برسا اور ہمیں مظفر ومنصور لوگوں میں سے بنا۔آمین



احقر العباد غلام محمد امرتسری عفی عنہ جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود کے مریدوں میں سے ہے نے اس تحریر کو قلم زن کیا۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمين الرحمن الرحيم مالک يوم الدّين. والصَّلاة والسلام علٰى سيّد وُلد آدم سيّد الرسل والأنبياء أصفى الأصفياء محمد خاتم النبيين وآله وأصحابه أجمعين.

أما بعد فيقول العبد الضعيف المُفتقر إلى اللّٰه القوى الأمين نورُالدّين عصمه اللّٰه من الآفات وأدخله فى زُمرة الآمنين وجعله كاسمه : نور الدين إنّى قد كنتُ لَهِجتُ مُذْ رأيتُ المفاسد من أهل الزمان وشاهدت تغيُّر الأديان أن أُرزَق رؤيةَ رجل يجدّد هذا الدّين ويرجم الشياطين. وكنت أرجو هذه المُنية لأن اللّٰه قد بشَّر المؤمنين فى كتاب مبين وقال وهو أصدق القائلين : وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

﴿الف﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اور درود و سلام ہو سید ولد آدم نبیوں اور رسولوں کے سردار، تمام مخلصین میں سے بزرگ ترین محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر۔

اَما بعد! خدائے قوی و امین کا عاجز، محتاج بندہ نور الدین کہتا ہے اللہ اسے آفات سے بچائے اور امن پانے والوں کے گروہ میں داخل کرے اور اسے اپنے نام کی طرح نورالدین بنا دے۔ جب سے میں نے اہل زمانہ کے مفاسد دیکھے اور ادیان کا بگاڑ مشاہدہ کیا تو میں ایسی عظیم ہستی کے دیکھنے کا مشتاق تھا جو اس دین کی تجدید کرے اور شیطانوں کو سنگسار کرے اور میری یہ خواہش اس لئے تھی کہ اللہ نے اپنی کتاب مبین میں مومنوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا اور وہ سب سچوں سے سچا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ إلى آخر ما قال رب العالمين. و كذا قال الذى ما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحىٌ يوحَى وهو الصدوق الأمين صلّى اللّٰه عليه وسلم. إن اللّٰه يبعث فى هذه الأمة على رأس كل مائة سنة مَن يّجدّد لها دينها فكنتُ لِرحمتِهِ من المنتظرين. فقصدتُ لهذه البُغية بيتَ اللّٰه مهبطَ أنوار الحق و اليقين فكنتُ أجوبُ البرارى و أقطع الصحارى و أستقرى عبدًا من العباد الربّانيّين.

فتوسَّمتُ فى البقعة المباركة المكرّمة شيخى الشيخ السيد حسين المهاجر الورع، الزاهد، التقىّ وشيخى الشيخ محمد الخزرجى الأنصارى وفى طابة الطَيبة تشرفتُ بلقاء شيخى و سيدى ومولائى الشيخ عبد الغنى المجددى الأحمدى و كلهم كانوا

﴿۲ب﴾

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ......الخ[1] اسی طرح اس ہستی نے فرمایا جو اپنی نفسانی خواہش سے کلام نہیں کرتی اور آپ کا ہر فرمان وحی پر ہی مبنی ہوتا ہے اور آپ صدوق اور امین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا اور میں اس کی اس رحمت کا منتظر تھا۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے میں نے بیت اللہ جو حق اور یقین کے انوار کی جلوہ گاہ ہے کا قصد کیا۔ پس میں جنگلوں میں پھرتا رہا اور صحراؤں کو عبور کرتا رہا اور خدا کے ربّانی بندوں میں سے کسی عظیم الشان بندہ کی جستجو کرتا رہا۔

پس میں نے مبارک اور مکرم جگہ (مکہ مکرمہ) میں اپنے استاد محترم سید حسین مہاجر صاحب کو جو نیک، زاہد اور متقی تھے اور اپنے استاد محترم محمد الخزرجی الانصاری سے شرفِ نیاز حاصل کیا اور مدینہ طیّبہ میں اپنے استاد اور بزرگ محترم شیخ عبد الغنی المجددی الاحمدی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور وہ سب میری دانست میں متقی

[1] تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا......الخ (النّور: ۵٦)

كما أظن من المتّقين جزاهم اللّٰه عنّی أحسن الجزاء آمين يا رب العالمين. وهؤلاء الشيوخ رحمهم اللّٰه كانوا على أعلى المراتب من التقوى والعلم ولكن لم يكونوا على أعداء الدين من القائمين ولا لشُبهاتهم مستأصلين بل فی الزوايا متعبدين وبمناجاة ربهم مُتخلّين.

وما رأيت فی العلماء مَن توجّه إلى دعوة النصارٰی والآرية والبراهمة والدهريّة والفلاسفة والمعتزلة وأمثالهم من الفِرق المضلّين. بل رأيتُ فی الهند ما ينيف على تسع مائة ألف من الطلبة رفضوا العلوم الدينية واختاروا عليها العلوم الإنكليزية والألسنة الأوربية واتخذوا بِطانةً من دون المؤمنين.

وأَزْيَد مِن ستين ألف ألف رسالة طُبعت فی مقابلة الإسلام والمسلمين. هٰذه المصيبة وعليها نسمع المشائخ وأتباعهم أنهم

تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں میری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔ اللہ ان تمام بزرگوں پر رحم فرمائے۔ وہ تقویٰ اور علم کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے لیکن دین اسلام کے دشمنوں سے نبرد آزمانہ تھے نہ ان کے شبہات کی بیخ کنی کرنے والے تھے بلکہ اپنے حجروں میں عبادت میں مشغول اور خلوت گاہوں میں اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن تھے۔

میں نے علماء میں سے کوئی نہ دیکھا جو عیسائیوں، آریوں، برہمنوں، دھریوں، فلسفیوں، معتزلیوں اور ان جیسے دیگر گمراہ کرنے والے فرقوں کے پراپیگنڈہ کی طرف توجہ کرتا ہو بلکہ میں نے ہندوستان میں قریباً نو لاکھ طالب علم دیکھے جنہوں نے دینی علوم کو مسترد کیا اور ان کے بالمقابل انگریزی علوم اور یورپین زبانوں کو اختیار کر لیا اور مومنوں کو چھوڑ کر دوسروں کو دلی دوست بنا لیا۔

اور چھ کروڑ سے زائد رسالے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں شائع کئے گئے۔ ایک طرف یہ مصیبت تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ ہم مشائخ اور ان کے پیروکاروں سے سنتے تھے کہ

يـقـولون إن الدعوة والمناظرات خـلاف دَيْـدَنِ أهـل الـكـمـال و أصـحـاب اليـقين. وعُلماؤنا إلا مـن شـاء اللّٰه ما يعلمون ما يفعل بالدّين وأهل الدّين. والمتكلمون مـنتهـى تـدقيقاتهم مسألة إمكان كـذب البـارئ (نـعوذ بـاللّٰـه) و امتـناعه لا لتبكيت الكافرين وردّ مكائد المعاندين. ومع هذه الشكوى فـنشـكـر مسـاعى الشيخ الأجلّ وأستـاذى الأكـمـل رحمة اللّٰـه الهـندى المكّى والدكتور وزيرخان رحـمهما اللّٰه تعالى والسيد الإمام أبـى الـمنصور الدهلوى والزكى الفطِن السيد محمد على الكانفورى والسيـد الـلبيـب مـصنّف تنـزيه القرآن وأمثالهم سلّمهم اللّٰه فشكر اللّٰه سعيهم وهو خير الشاكرين.

﴿ج۳﴾

لكن جهادهم مع شعبة واحدة مـن مـخـالـفى الإسلام ثم ما كان بالآيات السماوية والبشارات الإلهية.

وكـنـتُ حـريـصًـا على رؤية

وہ کہتے ہیں کہ تبلیغ اور مناظرہ اہل کمال اور اصحابِ یقین کے طریق کے برخلاف ہے اور ہمارے علماء کو، اِلَّا مَـاشَـآءَ اللّٰـہ اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ دین اور اہل دین پر کیا بیت رہی ہے۔ اور متکلّمین کی تحقیقات کا منتہیٰ (نعوذ باللہ) باری تعالیٰ کے جھوٹ بول سکنے یا نہ بول سکنے کا مسئلہ تھا نہ کہ کافروں کا منہ بند کرنا اور معاندین کی سازشوں کا رد کرنا۔ یہ شکوہ اپنی جگہ ہم شیخ اجـلّ اپنے استادِ کامل رحمت اللہ ہندی مکّی اور ڈاکٹر وزیر خان صاحب، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے اور امام سید ابوالمنصور دہلوی اور پاکباز ذہین فطین سید محمد علی کانپوری اور دانش مند مصنف☆ تـنـزیـہ القرآن اور ان جیسے دیگر کی مساعی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ ان پر سلامتی فرمائے۔ اللہ ان کی مساعی کی قدردانی فرمائے اور وہ بہترین قدردان ہے۔

لیکن ان کا مخالفینِ اسلام سے جہاد صرف ایک پہلو سے تھا اور ان کے ساتھ آسمانی نشانات اور الٰہی بشارات نہ تھیں۔

میں تو ایک ایسے شخص کے دیدار کا حریص تھا

☆ تنزیہ القرآن کے مصنف مکرم مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی تھے۔ (ناشر)

رَجُلٍ أیُ رَجُلٍ واحدٍ من أفراد الدهر قائمٍ فی المضمار لتأیید الدین وإفحام المخاصمین. فرجعتُ إلی الوطن وأنا کالهائم الوَلَهان أَخبِطُ ورقَ نهاری بعصا تَسْیاری ومن المتعطشین الطالبین. فبینما أنتظر النداء من الصادقین.

إذ جاء تنی بشارة من جناب السید الأجَلِّ والعالِم الحبر الأبلِّ مجدّد المائة ومهدی الزمان ومسیح الدوران **مؤلّف البراهین** . فجئتُه لأنظر حقیقة الحال فتفرّستُ أنه هو الموعود الحَکَم العَدْل وأنه الذی انتدبَه اللّٰه لتجدید الدّین فقال **لَبَّیْکَ یا إلٰـهَ الْعَالمین**. فسجدتُ للّٰه شکرًا علی هذه المِنّة العظیمة. لک الحمد والشکر والنعمة یا أرحم الراحمین. ثم اخترتُ محبّتَه واستحسنتُ بیعته حتی غمرتْنی رأفتُه وغشِیتنی مودّته وصِرتُ

جو زمانے کے افراد میں سے منفرد اور یکتا ہو اور دین کی تائید اور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے میدان میں کھڑا ہو۔ پس میں وطن واپس لوٹ آیا۔ میں سرگردان اور حیران وششدر تھا اور دن رات سفر کرتا تھا اور تشنہ لبوں کی طرح (روحانی پانی کا) طالب رہا اور اسی اثناء میں صادقوں میں سے ایک منادی کا منتظر رہا۔

کہ مجھے جناب جلیل القدر عالم متبحر، مجدّدِ صدی، مہدیٔ زمان، مسیحِ دَوران مؤلف براہین احمدیہ کی بشارت ملی۔ پس میں حقیقتِ حال جاننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنی فراست سے جان لیا کہ آپ ہی مسیح موعود اور حَکَم و عَدل ہیں اور یہ کہ آپ ہی وہ ہستی ہیں جس کو اللہ نے تجدید دین کے لئے مقرر فرمایا ہے اور آپ نے اس پر **لَبَّیکَ یَا اِلٰہَ العَالَمِین** (اے جہانوں کے معبود میں حاضر ہوں) کہا۔ پس میں اس عظیم احسان پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو گیا۔ اے ارحم الراحمین خدا! سب حمد اور شکر اور احسان تیرا ہی ہے۔ پھر میں نے آپ کی محبت کو اپنا لیا اور آپ کی بیعت کرنا عمدہ جانا حتی کہ آپ کی مہربانی اور شفقت نے مجھے ڈھانپ لیا اور آپ کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی اور میں آپ کی محبت میں دیوانہ ہو گیا پس میں نے

فی حبه من المشغوفین. فآثرتُه علی طارفی وتالِدی بل علی نفسی وأهلی و والدی وأعزّتی الأقربین. أصبی قلبی علمُه وعرفانه فشكرًا لمن أتاح لی لُقیانه. ومِن سعادة جَدّی أنی آثرتُه علی العالمین فشمّرتُ فی خدمته تشمیرَ من لا یألو فی میدانٍ من المیادین فالحَمُد للّٰه الذی أحسن إلیَّ وهو خیر المحسنین.

اپنے خود کمائے ہوئے اور موروثی مال بلکہ اپنی جان، اپنے اہل و عیال، اپنے والد اور اپنے اعزاء واقارب پر آپ کو ترجیح دی۔ آپ کے علم اور عرفان نے میرے دل کو موہ لیا۔ میں اس ہستی کا شکر گزار ہوں جس نے آپ سے ملاقات کا مجھے موقعہ فراہم کیا اور میری خوش بختی ہے کہ میں نے آپؑ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی اور میں آپ کی خدمت میں اس شخص کی طرح مستعد ہو گیا جو خدمت کے میدانوں میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ پس سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور وہ سب محسنوں سے بڑھ کر احسان کرنے والا ہے۔

فَوَاللّٰهِ مُذْ لَاقَیتُه زادنی الهُدی وعرفتُ مِن تفهیمِ أحمَدَ أحمَدَا

پس اللہ کی قسم جب سے مجھے آپؑ سے شرف ملاقات حاصل ہوا ہے مجھے آپؑ نے ہدایت میں بڑھایا ہے اور میں نے اِس احمد کے فہم دلانے سے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہے۔

وکَم مِن عویصٍ مشکلٍ غیرِ واضحٍ أنارَ علیَّ فصرتُ منه مُسهِّدا

﴿ دٔ ﴾

کتنے ہی الجھے ہوئے، مشکل اور مبہم امور تھے جو آپ نے مجھ پر روشن فرمائے جس سے میں بِینا ہو گیا۔

وما إنْ رأینا مثلَه بطلا بدا وما إنْ رأینا مثله قاتِلَ العِدا

ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ جیسا بطل جلیل کبھی ظاہر ہوا ہو اور نہ ہی ہم نے آپ جیسا کوئی دشمنوں کو نابود کرنے والا دیکھا۔

وأكـفَـرَه قـومٌ جَهـول وظـالِمٌ وكـذّبـه مَن كـان فَـظًّـا ومُلحِدا

اور انتہائی جاہل، ظالم قوم نے آپ کی تکفیر کی اور ہر سخت بدخلق اور ملحد شخص نے آپ کی تکذیب کی۔

وهذا على الإسلام إحدى المصائبِ يُـكـفَّـرُ مَـن جـاء الـنبـيَّ مُـؤيِّـدا

اسلام پر نازل ہونے والی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت یہ ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤید بن کر آیا ہے اسے کافر قرار دیا گیا ہے۔

أَفِـي الْـقَـوْمِ تُـمْدَح يا مُكفِّرَ صادِقٍ ألا إنّ أهـل الـحـق سـمَّـوک مُفْندا

اے صادق کی تکفیر کرنے والے! کیا قوم میں تیری تعریف کی جائے گی۔ غور سے سن! اہل حق نے تیرا نام پاگل رکھا ہے۔

نَبـذْتَ هُـدَى العرفان جَهْـلًا وبعدَه أخذتَ طريقًا قد دعاک إلى الرَّدى

تو نے جہالت کی وجہ سے عرفان کی ہدایت کو پھینک دیا ہے اور اس کے بعد تو نے ایسا طریق اختیار کر لیا ہے جو یقیناً تجھے ہلاکت کی طرف بلا رہا ہے۔

وإن كنتَ تسعى اليومَ فى الأرض مفسِدًا فتُـحـرَق فـى يـوم النشور مُـزوّدا

اور اگرچہ آج تو زمین میں مفسد بن کر دوڑتا پھرتا ہے مگر حشر نشر کے دن تو اچھی طرح آگ میں جلایا جائے گا۔

ولـو قَبْلَ إكـفـارٍ تـفكّـرتَ سـاعةً لَـعَـمْـرى هُـديـتُ ومـا أبيتَ تبدُّدا

اور اگر تکفیر کرنے سے پہلے لحہ بھر بھی غور کر لیتا تو میری عمر کی قسم! تو ضرور ہدایت پا جاتا اور پراگندہ خیالی کے سبب انکار نہ کرتا۔

قَـصَدتَ لتُرضى القومَ مِن سُوْءِ نِيَّةٍ وكـان رِضَـى البـارى أتمَّ و أَوْكَدَا

تو نے بدنیتی سے لوگوں کو راضی کرنے کا قصد کیا حالانکہ رضاءِ باری تعالیٰ سب سے کامل اور یقینی ہے۔

وما فی یدیک لَتُبْعِدَنَّ مـقرَّبًا إلٰه البـرایا قد دناہ و أحمدا

تیرے پاس ہے کیا کہ تو ایک مقرب کو (بارگاہِ ایزدی سے) دور قرار دے، جبکہ مخلوق کا معبود خود اس شخص کے قریب ہوا ہے اور اس کی تعریف فرمائی ہے۔

وقـد کنتَ تقبَل صـدقَه وکتبتَه فمِثلُک کُفرًا ما رأینا ضَفَنْدَدا

حالانکہ قبل ازیں تو اس کی سچائی کو قبول کر چکا ہے اور اسے تحریر کو چکا ہے۔ پس تیرے جیسا انکار کرنے والا احمق ہم نے نہیں دیکھا۔

ألا إنـه قد فاق صـدقًا خـواصَّکم و دافًا رؤوسَ الـصـائلین و أَرْجَدا

راستبازی میں وہ تمہارے خواص پر بھی سبقت لے گیا ہے اور اس نے حملہ کرنے والوں کا سر پھوڑا اور ان پر لرزہ طاری کر دیا۔

أَتُکفِرُ یا غُولَ البراری مثیلَه أَتـلعَنُ مقبولا یـحبّ مـحمّدًا

اے غولِ بیابانی! کیا تو اس کے مثیل کی تکفیر کرتا ہے اور اس مقبول پر لعنت کرتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہے۔

وتـعسًـا لکم یا زُمْرَ شیخٍ مزوّرٍ هـلـکتـم وأرداکم وعـفّـا وأفسَدا

اے دھوکہ باز شیخ کے گروہ! تمہارا ستیاناس۔ تم مارے گئے اور اس (شیخ) نے تمہیں برباد کر دیا، مٹا دیا اور بگاڑ دیا۔

لـه کُتُـبٌ اَلسَّبُ وَالشّتم حَشْـوُها شریرٌ ویستقری الشرور تـعمُّدا

اس (شیخ) کی کتابیں سبّ وشتم سے پُر ہیں۔ وہ خود شریر ہے اور عمداً شر کی تلاش میں رہتا ہے۔

أضـلَّ کثیرًا مِن ضلالات وَهْـمه وبـاعدَ مِن حق مبین وأبـعَدا

اس نے اپنے گمراہ افکار سے بہتوں کو گمراہ کر دیا۔ وہ خود بھی حق مبین سے دور ہوا اور دوسروں کو بھی دور کر دیا۔

وما إنْ أرى فيه الفضيلةَ خاصةً نعَمْ في طريق المفسدين تَفرَّدا

میں نے اس میں بطور خاص کوئی فضیلت نہیں دیکھی۔ ہاں۔ وہ مفسدوں کی راہ میں منفرد ہے۔

يُشيع رسالاتٍ لِبَغْيِ ثَرايد ولِيجلِبَ الحُمْقى إليها ويُرفِدا

لذیذ کھانوں کی تلاش میں رسائل شائع کرتا ہے تا کہ احمقوں کو ان (رسائل) کی طرف کھینچ لائے اور انعامات حاصل کر لے۔

وما كان لي بغضٌ به وعداوةٌ وفي اللّٰه عادَيناه إذ ذمَّ أحمَدا

مجھے اس سے کوئی بغض وعداوت نہیں۔ جب اس نے احمد علیہ السلام کی مذمت کی تو ہم نے اللہ کی خاطر ہی اس سے دشمنی کی۔

فخُذْ يا إلٰهي رَأْسَ كلّ معاند كأَخْذِك مَن عادى وليًّا وشدّدا ﴿ ۵ ﴾

اے میرے معبود! ہر دشمن کو سر سے پکڑ لے جس طرح تو اسے پکڑتا ہے جو ولیوں سے دشمنی کرتا اور اس میں شدت اختیار کرتا ہے۔

لتكون آيات لكلّ مكذّب حريصٍ على سبٍّ مُباهي تحسُّدا

تا کہ ہر اس شخص کے لئے (عبرت کے) نشانات ہوں جو حسد کی وجہ سے تکذیب کرنے والا، سبّ وشتم کا حریص اور شیخی بگھارنے والا ہے۔

ويا طالبَ العرفان خُذْ ذيلَ نوره ودَعْ كلَّ ذي قول بقول المهتدى

اے عرفان کے طالب! اس کے نور کا دامن تھام لے اور مہدی کے قول کی خاطر ہر دوسرے بات کرنے والے کو چھوڑ دے۔

وفي الدين أسرارٌ وسبلٌ خفيّة يلاحظها بصرٌ يلاقى إثْمَدا

دین میں ایسے کئی بھید اور مخفی راہیں ہیں جنہیں صرف وہ آنکھ دیکھ سکتی ہے جس نے (بصیرت کا) سُرمہ لگایا ہو۔

وآخر دعوانا أن الحمد کله لِرَبٍّ رحیم بعث فینا مجدّدا

ہماری آخری پکار یہی ہے کہ تمام تعریف اُس ربّ رحیم کے لئے ہے جس نے ہم میں مجدّد مبعوث فرمایا۔

قد تمت هذه القصائد وقد أحببنا أن نلحقها ببعض قصائد بليغة فصيحة من كلام الأديب المفلِق **السيّد محمد سعيد الشامی الطرابلسی** سلّمه الله تعالى قد نظمها ومدَح بها سيّدَنا ومرشدَنا المشارَ إليه فيها وهجا الفرقةَ النصرانية ومن خالَفه.

یہ قصائد یہاں مکمل ہوئے اور ہم نے پسند کیا کہ یہاں ماہر ادیب جناب محمد سعید الشامی الطرابلسی سَلّمَهُ اللّٰه تعالیٰ کے کلام میں سے بعض فصیح و بلیغ قصائد شامل کریں جنہیں انہوں نے سیدنا و مرشدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مدح میں نظم کیا ہے اور آپ علیہ السلام کے مخالفین اور مسیحی فرقہ کی ہجو کی ہے۔

خضَعتْ لِرفعةِ مجدِک العظماءُ وأتتْک تسحَب ذیلَها العَلیاءُ

بڑے بڑے تیری رفعت شان کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور عالی مرتبت لوگ تیری پیشوائی کے لئے دامن گھسیٹتے ہوئے آتے ہیں۔

ورنَتْ إلیک مع الوقار وسلّمتْ وتفاخرتْ بمدیحک الشعراءُ

شعراء سلام کرتے ہیں اور تیری طرف وقار سے دیکھتے ہوئے فخریہ تیری مدح بیان کرتے ہیں۔

ولک الأمان من الزمان وما علٰی مَنْ لاذَ فیک من الزمان عَناءُ

آپ کو گردش زمانہ سے امان حاصل ہے اور جو آپ کی پناہ میں آ جائے اس پر زمانے کی کوئی سختی نہیں۔

قد حُزْتَ فضلًا مِن إلٰهک فوق ما قد حازَه مِن قبلک الآباءُ

آپ سے قبل آپ کے آباء نے جو مراتب حاصل کئے۔ آپ نے خدا کی طرف سے ان سے بڑھ کر فضیلت پائی ہے۔

وحوَیتَ علمًا لیس فیہ مشارِکٌ لک فی الأنام ولِلإلٰہ عطاءُ

آپ کو وہ علم حاصل ہے جس میں ساری مخلوق میں سے کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں اور یہ ساری عطاء خدا تعالیٰ کی ہے۔

یا مَن إذا نزَل الوفودُ ببابہ أغناھُمُ عمّا إلیہ جاء وا

اے وہ ہستی کہ جب آپ کے در پر وفود آتے ہیں تو آپ انہیں حاجت براری کر کے انہیں ان سے غنی کر دیتے ہیں۔

أنت الذی وعَد الرسولُ وحبَّذا وعدٌ بہ قد صحّت الأنباءُ

آپ ہی وہ وجود ہیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمادیا تھا اور اس موعود کے کیا ہی کہنے جس کے متعلق دی گئیں تمام خبریں صحیح ثابت ہوئیں۔

أنت الذی إنْ حلَّ جَدْبٌ فی الملا ودعوتَ ربَّک حَلَّہ الإرواءُ

آپ ہی وہ ذات ہیں کہ جب مخلوق پر قحط وارد ہو۔ اور آپ اپنے رب سے دعا کریں تو اس پر سیراب کرنے والی بارش نازل ہوتی ہے۔

طُوبٰی لعبدٍ قد رضٰی بک ملجاً إذ لا یخیب و راحتاہ مَلاءُ

وہ بندہ کتنا خوش قسمت ہے جو آپ کی پناہ پر راضی ہو جائے کیونکہ وہ نامراد نہیں رہتا اور مالا مال ہو جاتا ہے۔

طوبٰی لقومٍ أنت بیضۃُ مُلکھم وکذا العصر أنت فیہ ذُکاءُ

بابرکت ہے وہ قوم جن کے وطن کا تو سرتاج ہے اور خوشا نصیب وہ زمانہ جس کا تو سورج ہے۔

طوبٰی لدارٍ أنت فیھا قاطنٌ فلقد بدَتْ فی سَوْحھا الزَّھْراءُ ﴿ ۹ ﴾

مبارک ہے وہ گھر جس کا تو مکین ہے پس اس کے آنگن میں پھول کھل اُٹھے ہیں۔

یا أیّھا الحبْرُ الأجلّ ومَن بہ یرجی المراد وتُکشَف الضّرّاءُ

اے فاضل اَجَلّ! اور وہ ہستی جس کے طفیل امیدیں برآتی ہیں اور تکالیف چھٹ جاتی ہیں۔

إِنّــی لأرغــب أن أری لک سیــدی وجهًــا عــلیــه من الــجــمــال رِداءُ
اے میرے آقا! میں آپ کا وہ حسین وجمیل چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں جو پیکرِ جمال ہے۔

یـا واحدًا فـی ذاتـه وصـفـاتـه قد حـقّـقـتْ بـوجـودک الأشـیـاءُ
اے اپنی ذات وصفات میں واحد ویگانہ ہستی تیرے وجود سے چیزیں متحقق ہوتی ہیں۔

وبک استـقـامت لـلعلا أرکـانُـه وتـزیّـنتْ بـمـقـامک الـجَـوْزاءُ
آپ کے طفیل شرف کے ستون قائم ہیں اور آپ کے شرف سے ہی جوزاء ستارے کو زینت ملی ہے۔

أَیَّـدْتَ دیـنَ الـحـق یـا عَلَمَ الهدٰی وأَبَـنْـتَ طـرقًـا طَـمَّـهـا الـجـهلاءُ
اے ہدایت کے مینار! تو نے دینِ حق کی تائید کی اور ان راستوں کو روشن کر دیا جن پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

ورفـعــتَ لـلإسـلام حصنًـا بـاذخًـا تـفـنـی الـدّهورُ ومـا یـلیه فـناءُ
تو نے اسلام کے لئے وہ بلند وبالا قلعہ تعمیر کیا کہ زمانے پر زمانہ بیت جائے گا مگر فنا اس کے قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔

ونـکَأْتَ أهلَ الشِّرک حتی أصبحوا فـی غیّـهـم قـد مَسَّهـم إقـواءُ
آپ نے مشرکین پر وہ چرکے لگائے کہ وہ اپنی گمراہی میں بے بس ہو کر رہ گئے۔

وسلَلْتَ سیـفًـا لـلشـریعة بیـنهم لـمّـا رأوه أَکَبَّهـم أعبـاءُ
آپ نے شریعت کی تلوار ان کے درمیان بے نیام کی جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کی چمک نے انہیں اوندھے منہ گرا دیا۔

مـا زلـتَ تـضـرب فیهـمِ حتی انثَنوا مِـن وَقْـعِـه فـکـأنهـم أهباءُ
تو ان میں لگاتار تلوار چلاتا رہا یہاں تک کہ وہ اس کی پے دَر پے ضربوں سے ذرّہ ذرّہ ہو گئے۔

جاؤوا لینتصروا علیک وما دَرَوا أن الإلٰہَ علیک منہ لِواءُ

وہ آئے تا کہ تجھ پر غالب ہوں لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ ان سے حفاظت کے لئے تیری سپر ہے۔

صالُوا ورامُوا أن یفوزوا بالذی قصَدوا إلیہ فصَدَّھم إعیاءُ

انہوں نے حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں مگر بےبسی نے انہیں روک دیا۔

وتفرّقتْ أحزابھم لما رأوا أسدًا ھَصُورًا کَفُّہ عَضْباءُ

جب انہوں نے خونخوار شیر کو دیکھا جس کے پنجے تیغِ بُرّاں کی طرح ہیں تو اُن کے گروہ تتر بتر ہو گئے۔

ما ضَرَّھم لو آمنوا إذ جئتَھم بل کذّبوک فخابت الآراءُ

اگر وہ اس وقت ایمان لے آتے جب تو اُن کے پاس آیا تھا تو اُن کا کیا بگڑتا تھا بلکہ انہوں نے تیری تکذیب کی۔ پس ان کی تمام آراء نامراد رہیں۔

ھیھاتَ أن یصِلوا إلی ما أمّلوا حتی تَلینَ وتُنبِتَ الصَّمّاءُ

ان کا اپنی امیدوں کو حاصل کرنا ایسا ہی بعید از قیاس ہے جیسا کہ ایک ٹھوس چٹان کا نرم ہو کر روئیدگی اُگانا۔

بئسَ الذی قصدوا إلیہ من الردی وتنزّلتْ بقلوبھم بَأْساءُ

کیا ہی بُری ہے وہ ہلاکت جس کا وہ قصد کر بیٹھے ہیں اور اُن کے دلوں پر پَے در پَے مصیبتیں ٹوٹ رہی ہیں۔

ضلّوا وقالوا إنّ عیسٰی لم یَمُتْ بل فی السماء وأین منہ سماءُ

وہ گمراہ ہو گئے اور کہتے رہے کہ عیسٰی فوت نہیں ہوا بلکہ آسمان میں ہے۔ مگر کجا عیسٰی اور کجا آسمان (پر جانا)۔

قد مات عيسٰى مثلَ موتةِ أُمِّه والموتُ حقٌّ ليس فيه خفاءُ

حضرت عیسیٰؑ اپنی والدہ کے فوت ہونے کی مانند فوت ہو گئے اور موت برحق ہے، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

مَن كان ينكر ذا فليس بمؤمن فيما أرى والربُّ منه بَراءُ

جو شخص اس بات کا انکار کرے تو وہ میری دانست میں مومن نہیں اور اللہ اس غلط عقیدہ سے بَری ہے۔

﴿زٓ﴾ إنْ كان عيسٰى يأتيَنَّ بُعيدَ ما ذاقَ الحِمامَ فهٰكذا القدماءُ

اگر عیسیٰؑ نے موت کا مزہ چکھنے کے کچھ عرصہ بعد ضرور واپس آنا ہے تو ضرور تمام سابقہ لوگوں کو بھی اسی طرح واپس آنا چاہیے۔

لا مرحبًا بهم ولا أهلا ولا سهلا وَلَا حَمَلَتْهُمُ الغَبْرَآءُ

انہیں کوئی اَهْلًا وَّ سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا کہنے والا نہیں اور نہ زمین نے ان کا بوجھ اٹھایا ہے۔

كَلّا ولا برِحتْ صباحًا مع مسا مَرَّ الدهورِ تجُذُّهم حَصْباءُ

ہرگز نہیں۔ زمین ایسی ہی رہے گی اور صبح، شام کے ساتھ زمانے بیتتے رہیں گے اور زمین انہیں ریزہ ریزہ کرتی رہے گی۔

قوم كأنهم الذياب إذا عوَتْ فاستحوذتْها أَكْلُبٌ ورُعاءُ

وہ لوگ ایسے بھیڑیوں کی طرح ہیں جو چرواہوں اور ان کے (محافظ) کتوں کے غالب آ جانے پر چلّاتے ہیں۔

لا يقرَبون من الحلال وعندهم إن الحلال طريقة شَنْعاءُ

وہ حلال کے قریب بھی نہیں پھٹکتے اور حلال ان کے نزدیک نہایت قبیح راستہ ہے۔

وإلى الحرام شواخصٌ أبصارهم إن الحرام لمن يرُمْه غذاءُ

وہ حرام کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں۔ یقیناً جو شخص حرام کا قصد کرے تو حرام ہی اُس کی غذا ہے۔

يَـا أَيُّهـا البحر الذى ما مِثلُـه بـحرٌ وما لـجميله إحـصاءُ

اے (معرفت کے) سمندر ! جس جیسا نہ کوئی اور سمندر ہے اور نہ اس کی خوبیوں کی کوئی حد بست ہے۔

بَلْ أَيُّهَا الغَيْثُ الذى أنواؤه فَعَلَتْ بما لا تفعل الأنواءُ

ہاں اے وہ رحمت کی بارش ! جس کی عطا نے وہ کام کیا جو نزولِ بارش کی طرف منسوب ستارے نہیں کر سکے۔

حيّاک ربّی کلّما هبّتْ صبا نَجْدٍ وما قد غنّتِ الوَرْقاءُ

جب جب نجد کی بادِ صبا چلے اور قمریاں گیت گائیں تو میرے رب کا تجھے سلام پہنچے۔

أو ما تَرنَّمَ فی مدیحک مُنشِدٌ خضعَتْ لرفعةِ مجدک العظماءُ

یا جب کوئی تیری مدح میں نغمہ سرا ہوگا تو بڑے بڑے تیری رفعتِ شان کے آگے سرِ تسلیم خم کریں گے۔

السيّد محمد سعيد الشامی

================

وله رحمه اللّٰه تعالىٰ

محترم محمد سعید شامی رحمہ اللہ کا ایک اور قصیدہ

حمدٌ غزیرٌ صادقُ الإذعانِ لِلّٰهِ ربٍّ دائمِ الغفرانِ

اللہ، ہمیشہ مغفرت کرنے والے ربّ کے لئے بے پناہ حمد اور سچی تابعداری ہے۔

فردٌ كثيرُ العفو والإحسانِ مُنْشِی الأنامِ ومُنْزِل الفرقانِ

وہ اَحَد ہے۔ بہت عفو و احسان کرنے والا، مخلوق کو پیدا کرنے والا اور فرقانِ حمید کو نازل کرنے والا ہے۔

إذ قد أُبِيرتْ دولةُ الصلبانِ مِن وَقْعِ شهمٍ حاذِقِ الطعانِ
ماہر نشانہ لگانے والے بطلِ جلیل کے وار سے صلیبیوں کی حکومت تباہ ہوگئی ۔

فی الحرب إذ يعدو بحدِّ سِنانِ مُحْیِ المَنونِ ومُوقِدُ النيرانِ
جب وہ (بطلِ جلیل) جنگ میں نیزہ کی اَنّی کے ساتھ حملہ کرتا ہے تو وہ حشر نشر بپا کرنے والا اور آتشِ حَرب بھڑکانے والا ہوتا ہے ۔

﴿ح٨﴾ كَالليث صادَفَ رَغْلةَ الضِّبْعانِ فی یومِ مخمصةٍ علی أَسوانِ
اُس شیر کی مانند جسے بھوک والے دن چٹان پر لگڑ بگڑ کے بچے مل گئے ہوں ۔

أسدٌ هِزَبْرٌ ثابِتُ الجَنانِ لم یکترثْ بکثرة الفرسانِ
مضبوط دل زبردست شیر کی طرح جسے شہسواروں کی کثرت کی کوئی پروا نہیں ۔

بَتَلَ الشکوکَ بقاطِعِ البرهانِ ودلائلٍ قرّتْ بها العینانِ
آپ نے شکوک وشبہات کو برہان کی تیز تلوار سے اور ایسے دلائل سے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں کاٹ کے رکھ دیا ہے ۔

حَبْرٌ أَمَدَّ موائدَ العرفانِ وأَسَحَّ أَبْحُرَها علی الظمآنِ
آپ وہ عالمِ اَجلّ ہیں جنہوں نے عرفان کے دسترخوان بچھائے اور پیاسوں پر معرفت کے سمندر بہا دیئے ۔

ردَع الخصومَ بقدرة المنّانِ یَدْعون ویلا نُكَّسَ الأذقانِ
آپ نے خدائے منّان کی قدرت کے طفیل دشمن کا منہ موڑ دیا ۔ وہ (دشمن) اوندھے منہ پڑے ہلاکت کو پکار رہے ہیں ۔

یا أیّها المولی العظیمُ الشانِ هیهاتَ عینی أن تری لک ثانِ
اے عظیم الشان آقا! میری آنکھ سے یہ بعید ہے کہ تجھ سا کوئی اور دیکھے ۔

إذ كنتَ عَلَمًا فخرَ كلّ زمانِ ولقد تناقَلَ فضلَك الثَّقَلانِ

کیونکہ تو ہر زمانے کا فخر اور روشنی کا مینار ہے اور جن وانس تیرے ہی فضل سے حصہ لیتے چلے جا رہے ہیں۔

فانعَمْ ودُمْ بالعز والأمانِ ما هَزَّ ريحٌ مُيَّدَ الأغصانِ

تو خوش باش اور سدا عزت وامان کے ساتھ رہے۔ جب تک کہ بادِ صبا شاخوں کو ہلاتی رہے۔

ولَهُ رحمه اللّٰه تعالى متغزلًا وممتدحًا لجناب المشار إليهؒ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور تعریف میں آپ رحمہ اللہ کا ایک اور قصیدہ

ألا لا أرى مَن أحبّ بعيني وعدوّى أراه بكرةً وأصيلا

میں اپنے محبوب کو آنکھ سے نہیں دیکھ رہا جبکہ اپنے دشمن کو میں صبح وشام دیکھتا ہوں۔

يا لقومي ويا لصَحْبي الْحَقُوني وأدرِكوني فقد غدَوتُ قتيلا

اے میری قوم اور اے میرے ساتھیو! مجھے آملو اور میرے ساتھ شامل ہو جاؤ میں تو قتیلِ عشق ہو گیا۔

مِن لِحاظٍ راشقاتٍ بقلبي أسهمًا عنه لا ترى تحويلا

ایسی نگاہوں سے جو میرے دل میں تیروں کی طرح کھب چکی ہیں اور وہ تیرِ نگاہ میرے دل سے الگ ہونا نہیں چاہتے۔

وخدودٍ أينعَ الشقيقُ عليها ورُضابٍ مِزاجُه زنجبيلا

ایسے رُخسار سے جن پر گُلِ لالہ کھلے ہوتے ہیں اور ایسے لعابِ دَہن سے جس میں زنجبیل کی آمیزش ہے۔

ظَبْيةُ مِن قاديان سَبَتْنى إذْ رَنَتْ رَنْوةً و طرفًا كحيلا
قادیان کے غزال نے مجھے اپنا اسیر کرلیا جب اس نے محبت بھری نگاہ اور سُرمئی آنکھ سے (مجھے) دیکھا۔

حبَّذا قَدُّها إذا يتثنى كتثنّى الغصونِ ذُلّلتْ تذليلا
اس کی قامت کے کیا کہنے جب وہ پھلوں سے لدی شاخوں کے جھکنے کی طرح جھکتی ہے۔

ما الشمس عندی ولا البدر فاعلَمْ فی حُلاها أرى لها تمثيلا
سورج اور چودھویں کے چاند کو میں اُس کی خوبصورتی میں اس کا مثیل نہیں پاتا۔

كلا ولستُ فی الجَنان براضٍ بسواها إن أراها بديلا
بلا شبہ میں جنتوں میں اس محبوب کے سوا کسی اور متبادل پر راضی نہیں۔

ولقد أرانی بعد ما كنتُ ليثًا مُصْمَئِلًّا عَمْثَهِلًّا خَنْشَلِيلًا
کبھی میں خود کو ایک مضبوط بہادر اور طاقتور شیر پاتا تھا۔

يَرْهَبُ الأَحمَسُ المدجَّج صوتی وبعينی يرى العزيزَ ذليلا
اور اسلحہ سے لیس بہادر کو میری آواز خوفزدہ کر دیتی تھی اور میری آنکھوں میں غالب بھی مغلوب نظر آتا تھا۔

تَسْحَبُ النَّمْلَةُ يا فدَيتُک جِسمی وَابنُ آوى يدعو علىَّ العويلا ﴿ط﴾
لیکن اے میرے محبوب میں تیرے قربان جاؤں۔ اب (میں عشق میں اس قدر لاغر ہوگیا ہوں کہ) چیونٹی میرا جسم گھسیٹتی پھرتی ہے اور گیدڑ بھی مجھ پر بھونکتا ہے۔

غيرَ أنى وَإنْ جُنِنْتُ غَرَامًا فِیْ هَوَاهَا لَأَصْبِرَنَّ جَمِيلًا
اُس محبوب کے عشق میں اگر چہ میں دیوانہ ہوگیا لیکن میں صبر جمیل ہی کروں گا۔

فعسى الهُمام الذى إليه المطايا قد تخطّتْ تَلا ئعًا وسهولا

امید ہے کہ وہ امام ہمام جس کی طرف سواریاں ٹیلوں اور میدانوں کو پھلانگتی ہوئی آ رہی ہیں۔

خيرُ عبدٍ يراه أشرفُ قوم مَن لعيسى المسيحِ أضحٰى مثيلا

اور قوم کے معز ز لوگ اسے سب سے بہترین عبد پاتے ہیں ، جو عیسیٰ مسیحؑ کے لئے بطور مثیل ہو گیا ہے۔

إن يرانى ويكشف ما بى عن قريب قبلَ أنوى الرحيلا

بس وہ مجھے دیکھ لے اور میرا حال اس پر جلدی ظاہر ہو جائے قبل اس کے کہ میں کوچ کا ارادہ کروں۔

وقال رحمه اللّٰه تعالى مقرّظًا علٰى هٰذا الكتاب المبارك ومادحًا للجناب الأقدس نفَع اللّٰه بهِ المسلمين

اس کتاب مبارک کی تعریف کرتے ہوئے اور حضرت اقدس علیہ السلام (خدا آپ علیہ السلام کے وجود کو مسلمانوں کے لئے نفع رساں بنائے) کی مدح سرائی میں آپؑ کا ایک اور قصیدہ

كتابٌ حكى زَهْرَ الربيع نضارةً وحوى مِن النظم البديع طُروسا

یہ وہ کتاب ہے جو اپنی تازگی میں موسم بہار کے پھولوں کی مانند ہے اور بے نظیر نظم پر مشتمل صحیفہ ہے۔

يُغنى الأديبَ فكاهةً ومسرّةً عن أن يكون له الحبيب جليسا

لطافت اور مسرت میں ادیب کو ہم جلیس دوست سے مستغنی کر دیتی ہے۔

قد صاغه الحَبْرُ الذی أنوارهٗ تَدَعُ اللیالَ إذا دَجین شُموسا

اس کو ایسے جلیل القدر عالم نے لکھا ہے کہ جس کے انوار سیاہ تاریک راتوں کو سورج بنا دیتے ہیں۔

لِلّٰہِ دَرُّ القادیان فإنّها کالشام حیث أقام فیها عیسٰی

خوشا نصیب اے قادیان! کیونکہ تو ارضِ شام کی طرح ہے جہاں عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔

بلدٌ بها غیثُ المواهب قد هَمَی وتقدستْ أرجاءها تقدیسا

یہ ایسی بستی ہے جس میں عنایاتِ الٰہی کی بارش برسی اور اس کا ہر گوشہ بہت مقدس ہو گیا۔

فکأنما هی إیلیاءٌ إذ حوَتْ جبلاً حباه ربُّه النّاموسا

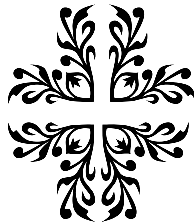
گویا کہ یہ بیت المقدس ہے کیونکہ اِس نے اُس پہاڑ کو اپنے اندر لے لیا ہے جس کو اس کے رَبّ نے وحی سے نوازا۔

قَرْمٌ تَقَاصَرَ عن ثَناءِ خِصَاله فُوهُ الزمان ولا یرٰی تدلیسا

آپ ایسے عظیم الشان سردار ہیں جن کی خوبیوں کے بیان سے زمانے کی زبان قاصر ہے اور اس تعریف میں کوئی عیب نہیں۔

بحرٌ تلاطمَ بالمعارف موجه شَهْمٌ علا رُتَبَ الکمال عروسا

ایسا سمندر ہے جس کی موجیں معارف سے تلاطم خیز ہیں اور ایسا اعلیٰ اخلاق والا بہادر ہے جو کمال کے رتبوں پر دلہے کی طرح فائز ہے۔



﴿ ۱۸ ﴾

وقال مقرّظا عليه أيضًا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه رَبّ العَالمين. وصلى الله علٰى سيد المُرسلين. أما بعد فإنى قد سرّحتُ طرفى فى مضمار حَلْبة البيان وأجَلْتُ قِداح فكرى فى حديقة بستان الأذهان أعنى العُجالةِ التى ابتكرها نتيجةُ أفكار الزمان ومحطُّ رجال العرفان نابغةُ دهره وسحبانُ قطره سيدُنا ومرشدنا مسيح الزمان مركزُ العِزّ والأمان الشيخُ العالم العلامة الحَبرُ الفاضل الجِهبذ الفهّامة سَمِيُّ مَن أُنزِل عليه الفرقان سيّدِ وُلْدِ عدنان عليه الصلاة والسلام أحمد الفِعال والخِصال أدام اللّٰه عليه سوابغ الإجلال ومنابع الأفضال ولا زال مرفوع

آپؑ نے اس (کتاب) کی تعریف میں مزید فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور اللہ نے رسولوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا ہے۔

امابعد! میں نے اپنی نظر کو بیان کی جولان گاہ میں دوڑایا اور اپنے فکر کے تیروں کو ذہنوں کے باغوں میں گھمایا یعنی اس قلم برداشتہ کتاب میں جس کو افکارِ زمان کے ثمر اور ابطالِ معرفت کے مرکز نے تخلیق کیا ہے جو نابغۂ روزگار، سَحْبَانِ ارض سیدنا ومرشدنا مسیح الزمان، مرکز عزت و امان، الشیخ، عالم، علّامہ، ماہر، فاضل، نقّاد، عظیم الشان ذہین و فہیم، جن پر قرآن نازل ہوا یعنی سید کونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظِلّ، اپنے افعال و خصال کے لحاظ سے احمد، اللہ ان پر ہمیشہ بزرگی کا لبادہ اور افضال کے

الـجـنـاب مـقبَّل الأعتـاب
فـوجـدتُهـا الـقِـدُح الـمعلَّى
والـدُّرّة اليتيـمـة والـروضة
الأريضة والـحـديـقة الـمثـمـرة
وكيف لا ومُـوجِـدهـا
حَبـرٌ يشـار إليـه بـالأنـامـل
وبـحـرٌ لـيـس لـه مـن سـاحل
فـكـأنـمـا قـد عـنَيتُـه بقولـي إذ
كـان بـه أحـرى وبسِـرّه أدرٰى.

چشمے جاری رکھے۔ آپ ہمیشہ خدا کی جناب میں بلند مرتبہ اور شرف باریابی پاتے رہیں۔ پس میں نے اس کو عالی نصیب گوہر نایاب اور سرسبز بستان اور پھلدار باغ پایا اور یہ کیوں نہ ہوتا کہ اس کا لکھنے والا ایسا ماہر مصنف ہے جس کی عظمت شان کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ اور بحر بیکراں ہے۔ گویا کہ میں نے اپنے ان اشعار میں آپ کو ہی مراد لیا ہے کیونکہ آپ اس کے سب سے مستحق اور اس کے راز کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

هيهـاتَ يـوجد في الزمان نظيره
ولـقـد حـلـفـتُ بـأنـه لايوجدُ
باللّٰه ربِّ الراقصاتِ إلى مِنَى
والـقـائـمـين ظلامَهم يتهجّدوا

زمانے میں اس کی نظیر ملنا بعید ہے اور میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اللہ کی قسم جو منیٰ کی طرف جانے والی سواریوں اور کھڑے ہوئے افراد جو راتوں کو اندھیروں میں تہجد ادا کرتے ہیں کا رب ہے۔

فـلـلّٰـهِ دَرُّه ولا فُـضَّ فُـوه
ولا عـدمـه بـنـوه إذ قـد
أحسـنَ وأجـادَ وبـالَـغَ فيـمـا
به أفاد.

پس آپؑ کی شان اقدس کے کیا کہنے۔ آپؑ کا حسن دائمی رہے اور اس کی عمر لمبی ہو، کیونکہ آپؑ نے اسے بہت ہی اچھا اور عمدہ بنایا اور اسے اپنی افادیت میں انتہا تک پہنچایا۔

تَـمَّـت

تَـمَّـت

﴿ک۱۱﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْـحَمْد لِلّٰهِ الذی أطلعَ شموسَ الهـداية فـی قـلـوب أهل العرفان وأطـمـعَ نـفـوس أهل الغواية فی ورود مـنهل الغُفران وأنبعَ ينابيع الـمـكـارم ليَـرِدَ عـلی زلالها كلُّ ظـمـآن ورفَـع مـنـابـر التقديـس والتـحـمـيـد وخـفَـض أعـلام البُهتـان. والـصلاة والسّلام علی سيـد وُلـدِ عـدنـان سيدِنـا ونبيّنـا مـحمدٍ الـذی أتـی بـالبيان وعلی آلـه وأصـحـابـه وأزواجه فی كل وقت وأوان.

أما بعد فيقول أسيرُ ذنبه وفقير عفو ربه المنّان محمد الطرابلسی الشـامـی الشهيـر بحميدان إننی لـمـا دخـلـتُ الهند وبلدة قاديان واجتـمـعـتُ بـحَبْـرهـا بل وحَبْرِ جـمـيـع البـلـدان مولانـا وسيدنـا الشيخ **ميرزا غلام أحمد** صاحِب الـوقـت ومسيح الزمان واطلعتُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اہل معرفت کے دلوں میں ہدایت کے سورج طلوع کئے اور گمراہوں کے نفوس میں مغفرت کے چشموں پر وارد ہونے کی طمع پیدا کی۔ اور عمدہ اخلاق کے چشمے جاری کئے تا کہ ہر پیاسا اُن کے آبِ زُلال پر اترے اور تقدیس وتحمید کے منبر بلند کئے اور بہتانوں کے عَلَم سرنگوں کر دیئے اور ہر لحظہ و آن درود وسلام ہو سید ولد آدم اور ہمارے آقا و مولیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن مبین لے کر آئے اور درود وسلام ہو آپ کی آل پر، اور اصحاب پر اور ازواج مطہرات پر۔

اما بعد! اپنے گناہ کا اسیر اور اپنے رب منّان کی مغفرت کا محتاج محمد طرابلسی شامی جو حمیدان کے لقب سے مشہور ہے۔ کہتا ہے۔ جب میں ہند میں داخل ہوا اور قادیان کی بستی میں پہنچا اور اس کے عالم بلکہ تمام دنیا کے سب سے متبحر عالم مولانا و سیدنا الشیخ میرزا غلام احمد امام وقت اور مسیح الزمان سے ملا اور اس کتاب پر اطلاع پائی، تو یہ

علی هذا الكتاب فإذا كتاب إذا ما لمحتُه استملحتُه وإنی أراه قد انتضی الحججَ لإزعاج المخالفين وإفحام المخاصمين ذو العِوَج أعطی كلَّ ذی سهم سهمه وما أخطأ سهمه. يدعو الضالين إلی الصلاح وما يدَع نُكتةً من لوازم الفلاح وجَب علی المسلمين إطاعة أمره وقد أُشرِبَ قلبی أنه من الصادقين واللّٰه حسيب وهو يعلم سرّ النّاس وجَهرهم ويعلم ما فی السماوات والأرضين وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه ربّ العالمين ۔

کتاب ایسی ہے کہ جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اسے بہت عمدہ پایا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ نے دلائل کی تلوار مخالفین کو زِچ کرنے اور کجی کے شکار بحث مباحثہ کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لئے سونتی ہے۔ آپ نے ہر حصہ دار کو اس کا حصہ دیا اور آپ کا تیر خطا نہیں گیا۔ آپ گمراہوں کو خیر کی طرف بلاتے ہیں اور فلاح کے لوازم میں سے کوئی نکتہ نہیں چھوڑتے۔ مسلمانوں پر آپ کے حکم کی اطاعت واجب ہے اور میرے دل میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ آپ صادقوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ لوگوں کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے و آخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمين ۔

﴿ ل۱۲ ﴾

رؤيا غريبة

اعلموا أنی قمتُ فی عجز الليل علی العادة لصلاة الفجر ثم بعد أدائها غلبتْنی عينی بالنوم فرأيتُ كأن مرشدنا رحمه اللّٰه تعالی قد صنع طعامًا كثيرا فاخرا ودعا إليه جمًّا غفيرا من الخَلق

ایک عجیب خواب

جان لو! میں عادت کے مطابق رات کے آخری حصہ میں فجر کی نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد نیند سے مغلوب ہو کر میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے دیکھا کہ گویا ہمارے مرشد رحمہ اللہ نے بہت کثیر مقدار میں شاہانہ کھانا تیار کیا ہے اور مختلف ممالک عرب و عجم سے لوگوں کے جَمِّ غَفِیر کو

من بلاد مختلفة عربًا وعجمًا ثم بسَط سُفَرًا وموائدَ عديدة وجلس عليها أولئك القوم عشرة عشرة و أنا معهم في أُخراهم فأكلوا وقاموا وبقيتُ منفردا. فداخلَني الخجلُ وقمتُ غيرَ شبِعٍ فنظرتُ عن يميني مكانا مملُوًّا من المَرَق فصرتُ أغُبُّ منه حتى اكتفيت ثم انتهيت وانتهى الناس إلى مكان المذكورِ وقد فُرِش بأنواع الفُرُش النفيسة فجلسوا بحسب مراتبهم وفيهم العلماء والأمراء وغيرهم. فقام رجل منهم يعِظ الناس على طريقة الفقهاء الحنفية وكأنه نسب قولا إلى الأولياء فقال أحد أهل المحفل لعَن اللّٰه آباء الأولياء إن كانوا يقولون بهذا. فقلت لا بل أباك لم تكذّب أولياء اللّٰه. وجرى ذكرُ الإمام الجوهري فسَبَّه رجلٌ منهم فغضبتُ عليه

اس کی دعوت دی ہے۔ پھر آپ نے بہت سے دستر خوان بچھائے اور ان پر وہ لوگ دس دس (کی ٹولیوں) میں بیٹھے اور میں ان کے ساتھ ان کے آخر پر ہوں۔ پس انہوں نے کھانا کھایا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور میں اکیلا رہ گیا۔ مجھ پر شرمندگی طاری ہوگئی اور میں بغیر سیر ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اپنی دائیں جانب ایک جگہ شوربے سے بھری ہوئی دیکھی۔ میں اس میں سے غٹا غٹ پینے لگا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر میں نے بس کر دیا اور میں اور دوسرے لوگ موصوف کے مکان پر پہنچے اور اس میں قسما قسم کے خوبصورت نفیس قالین بچھے ہوئے تھے۔ پس وہ حسبِ مراتب بیٹھ گئے۔ اُن میں علماء رؤساء اور دیگر لوگ تھے پھر اُن میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور حنفی فقہاء کے طریق پر لوگوں کو وعظ کرنے لگا اور (یوں محسوس ہوا کہ) گویا اُس نے کسی بات کو اولیاء کی طرف منسوب کیا۔ اس پر اہل محفل میں سے ایک نے کہا کہ اولیاء کے آباء پر خدا کی لعنت ہو اگر انہوں نے یہ کہا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ تیرے آباء پر، تو کیوں اولیاء اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور امام جوہری کا ذکر چل نکلا۔ ان میں سے ایک آدمی نے آپ کو گالی دی۔ پس میں اس شخص پر غضبناک ہوا اور کہا کہ تو لغت عرب

وقلت أتشتم إمام الدنيا في اللغات العربية ولا تخاف من اللّٰه تعالى ورأيت كأنّ المذكورَ أيده اللّٰه تعالى قد أخذ بيدي وسلك بي منفردا طريقًا مستقيمًا محفوفًا بالأزهار والأشجار وقال لي إني قد أردتُ الإقامةَ إما في الشام أو في أمرتسر فما رأيك في هذا فقلت له إن رأيي أن تقيم في الشام فإنها أرض اللّٰه ومَعقِل المسلمين وبها تتأهل وتبني لك بيتًا وتتخذ بستانًا وأرضًا وإن أقمتَ معي في مكاني حيث ذكرتُ لك فإنه أحسن وأتكفّل لك بجميع ذلك. فقال لي إن شاء اللّٰه أفعل ما أشرتَ به. ورأيت كأن قد جيء برجُلٍ مديد القامة أصهَبِ الوجه واللحية في ثياب رثّة وهيئة قبيحة كأنه يراد قتله. ثم هببتُ مِن رقدتي

میں دنیا کے امام کو گالیاں دیتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ اور میں نے دیکھا کہ گویا مذکورہ ہستی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے ہاتھ سے پکڑ لیا اور مجھے لے کر علیحدہ ایک سیدھے راستے پر جو پھولوں اور درختوں سے گھرا ہوا تھا چل پڑے اور آپ نے مجھے کہا میں نے شام یا امرتسر میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ شام میں رہیں کیونکہ وہ اللہ کی زمین اور مسلمانوں کا قلعہ ہے اور یہاں آپ شادی کریں اور اپنے لئے ایک گھر بنائیں اور باغ اور زمین لیں۔ اگر آپ میرے ساتھ میرے مکان میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے رہیں تو وہ آپ کے لئے سب سے اچھا ہے اور میں آپ کی ان تمام ضروریات کا متکفّل ہوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا انشاء اللہ میں وہی کروں گا جس کا آپ نے اشارہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص لایا گیا جو طویل القامت، سرخی مائل، سفید چہرے والا اور داڑھی والا، پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے اور بدحال ہے گویا کہ اس کے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں اپنی نیند سے اس خواب پر متعجب حالت

متعجبا من ذلک وأظنه خيرا وإقبالًا للمذكور وأمنًا له من نوائب الزمان. هذا ما رأيته وعبّرته والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

السيّد محمد سعيد الشامی



إتمام الحجة على المكفِّرين من العلماء والمشايخ كلهم أجمعين

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. وبعد فإنی قد سمعتُ أنكم أيها الإخوان كفّرتمونی وكذّبتمونی وحسبتمونی مفتريًا وناضلتمونی حتى نُثِلَت الكنائنُ وتبيّنَ الحق وظهر الأمر الكائن ولكن ما ركدتْ زعازِعُكم وما أخذتُكم هيبةُ الحق بل جُزْتم عن القصد جدًّا وحسبتم الحق شيئا إِدًّا وكنتم على قولكم من المصرّين. فلما ارتبتم فی أمری وصرتم قرينَ الخنّاسِ ونَجِيَّ الوسواس توجّستُ ما هجَس فی

میں بیدار ہوا۔ اور میں اسے خیر اور آپ موصوف کے لئے وجہِ اقبال اور زمانے کے مصائب سے امن کا باعث سمجھتا ہوں۔ یہ ہے وہ خواب جو میں نے دیکھا اور میں نے اس کی تعبیر کی۔ واللہ اعلم بالصواب اور اسی کی طرف لوٹنا اور واپس جانا ہے۔

السید محمد سعید الشامی



علماء اور مشائخ میں سے سب مکفّرین پر اتمامِ حجت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ وبعد! اے بھائیو! میں نے سنا ہے کہ تم نے میری تکفیر وتکذیب کی اور تم نے مجھے مفتری سمجھا ہے اور تم میرا مقابلہ کر رہے ہو یہانتک کہ ترکش تیروں سے خالی ہو گئے اور حق واضح ہو گیا اور جو ہونا تھا وہ ظاہر ہو گیا۔ لیکن تمہارا شور شرابہ نہ رُکا اور نہ تم پر حق کی ہیبت طاری ہوئی۔ بلکہ تم مقصد سے بہت دور نکل گئے۔ اور تم نے حق کو سخت ناپسندیدہ چیز سمجھا اور اپنی باتوں پر مصر رہے۔ پس جب تم میرے معاملے میں شک میں مبتلا ہو گئے اور تم شیطان کے ساتھی اور وسوسہ ڈالنے والے کے رازدان بن گئے۔ میں نے سنا جو تمہارے خیالات میں مخفی تھا تو میں

أفكاركم وفطنت لما بطن من استنكاركم فصنّفتُ كتبًا قد حسُن ترتيبها وصُفِّفَ فوجُ تَعاجيبها وجمعتُ على التحقيق صفاء الدُرّ وسَكَرَ الرحيق وقُنُوء العقيق وكان فيها إزعاجُ أوهام المتوهمين وعلاجُ نزغات الشياطين وإصلاح نزوات المفسدين وبيان إعنات الباغين ومعاناة الطاغين ومعاداة العادين وحِيَل المحتالين وسطوة الجائرين وكيد الكائدين مع كثير من الدلائل والبراهين. وكانت أسماؤها ① فتح الإسلام و ② توضيح المرام و ③ إزالة الأوهام و ④ مرآة كمالات الإسلام. ولكنكم ما رأيتم وتعاميتم وكفّرتم داعىَ اللّٰه وعصيتم وكنتم قومًا عادين. وأصررتم على إنكاركم حتى انتهى أمركم إلى تكفير المسلمين ولعن المؤمنين وكذّبتم أسرارًا

تمہارے چھپے ہوئے انکار کو سمجھ گیا۔ پس میں نے کئی کتابیں تصنیف کیں، جن کی ترتیب بہت حسین بنائی گئی اور اس کے عجائبات کی فوج صف آراء کی گئی اور میں نے تحقیق کر کے موتی کی چمک، شراب کا نشہ اور عقیق کی سُرخی جمع کی۔ اور اس میں وہم کرنے والوں کے تمام اوہام کا قلع قمع اور شیطانی صدموں کا علاج اور فسادیوں کے حملوں کی اصلاح ہے۔ اور باغیوں کی سختیوں اور سرکشوں کی طرف سے دی جانے والی مصیبتوں اور دشمنوں کی دشمنی، دھوکے بازوں کی مکّاری اور ظالموں کے ظلم و ستم اور سازشیوں کی سازش کا بہت سے دلائل و براہین کے ساتھ بیان ہے اور ردّ اور علاج ہے۔ ان کتابوں کے نام فتح اسلام ①، توضیح مرام ②، ازالہ اوہام ③ اور آئینہ کمالات اسلام ④ ہیں لیکن تم نے نہ دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں اور تم نے اللہ کی طرف بلانے والے کی تکفیر کی اور نافرمانی کی اور تم سرکش قوم ہو۔ اور تم نے اپنے انکار پر اصرار کیا یہاں تک کہ تمہارا معاملہ مسلمانوں کی تکفیر کرنے اور مؤمنین پر لعنت ڈالنے تک جا پہنچا اور تم نے ان اسرار کی تکذیب کی جن کا تم احاطہ نہ کر سکے۔

لم تحيطوا بها وعنّفتموني على ما لم تعلموا حقيقته وكنتم تضحكون عليّ مرتاحين. وكم مِن دلوٍ أدليتُها إلى أنهاركم لعلّي أجد قطرة من علمكم وأخباركم ولكنها لم ترجع ببُلّةٍ ولم تجتلب نَقْعَ غُلّةٍ وما زادني سُؤْلي منكم غيرَ يأسٍ وقنوط ودُرَخْمِين. فاسترجعتُ على انقراض العلم ودروسه وأفولِ أقماره وشموسه وذرفتُ عيناي على حال قوم فيه تلك العلماء الذين هم معروق العظم والمبعَّدون من أسرار الدّين. ومع ذلك وجدتُ كل واحد منكم سادرًا في غلوائه وسادلًا ثوبَ خيلائه ومُفارِقًا مِن أرجاء حيائه ومن أكابر المفسدين. فلما انسرتْ جلبابُ خَفَرِكم وأماطت جذباتُ النفس خضراءَ قَفْرِكم وتواترتْ ريحُ دَفْرِكم فهِمتُ أن النصح لا يأخذ فيكم ولا ينفعكم قولُ ناصح

اور جس کی حقیقت تم نہ جان سکے اس پر تم مجھ سے شدت اور سختی سے پیش آئے اور تم بڑے آرام سے میرا مذاق اڑاتے تھے اور کتنے ہی ڈول میں نے تمہاری نہروں میں ڈالے تاکہ شاید میں تمہارے علم اور حقائق کا کوئی قطرہ حاصل کر سکوں۔ لیکن وہ گیلے ہوکر بھی نہ لوٹے اور اتنا بھی نہ لائے جس سے پیاس بجھ سکے۔ اور تم سے سوال کرنے نے مجھے یاس وقنوطیت اور رنج میں ہی بڑھایا۔ پس میں نے علم کے ختم ہونے اور مٹ جانے اور اس کے چاندوں اور سورجوں کے غروب ہوجانے پر اِنَّــا لِـلّٰــهِ پڑھا اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اس قوم کے حال پر جس میں ایسے علماء ہیں جو (دیدنی لحاظ سے) علم سے عاری اور دین کے اسرار سے دور ہیں اور باوجود اس کے میں نے تم (علماء) میں سے ہر ایک کو اپنے غلو میں بڑھا ہوا، تکبر کا لبادہ اوڑھے، حیاء سے بالکل عاری اور بڑے مفسدوں میں سے پایا۔ پس جب تمہاری حیاء کی چادریں اُتر گئیں اور جذبات نفسانیہ نے تمہاری بنجر زمین کی رہی سہی روئیدگی بھی مٹا دی اور تمہاری بدبودار ہوا مسلسل چلنے لگی تو میں سمجھ گیا کہ تمہیں نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ کسی ناصح کا قول تمہیں نفع پہنچا سکتا ہے

كما لا ينفع المتمرّدين. فتأوّهتُ آهةَ الثكلان وعيناى تهمُلان ودعوتُ اللّٰه أيامًا سُجّدًا وقيامًا وخررت أمام حضرته واستطرحت بين يديه مبتغيًا إليه أذيال وسيلته ورفعتُ صرخى كعقيرة المتألمين.

فرأى اللّٰه بُرَحائى واعتداءَ أعدائى وقلّةَ أخلّائى وبشّرنى بفتوحات وآيات وكرامات ومَنَّ علىَّ بتأييده المبين. فمنها ما وعدنى ربى فى عشيرتى الأقربين أنهم كانوا يكذّبون بآيات اللّٰه وكانوا بها يستهزؤن ويكفرون باللّٰه ورسوله وقالوا لا حاجة لنا إلى اللّٰه ولا إلى كتابه ولا إلى رسوله خاتم النبيين. وقالوا لا نتقبل آية حتى يُرينا اللّٰه آية فى أنفسنا وإنّا لا نؤمن بالفرقان ولا نعلم ما الرسالة وما الإيمان

کیونکہ وہ سرکشوں کو نفع نہیں پہنچاتا۔ تو میں نے اُس عورت کی طرح آہ بھری جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور میری آنکھیں آنسوؤں سے چھلکنے لگیں۔ اور میں نے قیام و سجود میں ایک عرصہ تک اللہ سے دعا کی اور میں اس کے حضور گر گیا۔ اور میں نے اس کے وسیلہ کے دامن کے حصول میں خود کو اس کے سامنے ڈال دیا اور میں نے اپنی چیخ و پکار سخت تکلیف میں مبتلا لوگوں کی آواز کی طرح بلند کی۔

پس اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف اور میرے دشمنوں کی زیادتی اور میرے دوستوں کی کمی پر نظر کی اور مجھے فتوحات، نشانات اور کرامات (ملنے) کی بشارت دی اور مجھ پر اپنی کھلی کھلی تائید سے احسان فرمایا۔ منجملہ ان کے وہ وعدہ ہے جو میرے رب نے مجھ سے قریبی عزیزوں کے بارے میں کیا ہے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کی تکذیب کرتے اور ان سے استہزاء کرتے تھے اور اللہ اور رسول کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے ہمیں اللہ، اس کی کتاب اور اس کے رسول خاتم النبیّین کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور انہوں نے کہا ہم کوئی نشان قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ ہمیں ہمارے نفوس میں نشان دکھائے اور ہم فرقان حمید پر ایمان نہیں رکھتے اور ہم نہیں جانتے کہ رسالت کیا ہے اور

وإنّـا مـن الـكـافرين. فدعوتُ ربـي بـالتضرع والابتهال و مـددتُ إليـه أيـدى السـؤال فـألهـمَـنـى ربى وقـال سأريهم آية مـن أنـفسهـم وأخبرَنى وقال إنـنـى سأجعـل بـنتًا من بناتهم آية لهم فسمّاها وقال إنها سيُجعَلُ☆ ثيّبةً ويموت بعلُها وأبـوهـا إلـى ثلاث سنة مـن يـوم الـنـكـاح ثم نردها إليک بعد موتهما ولا يكون أحدهما مـن الـعـاصمين. وقال إنّا رادّوها إليک لا تبديل لكلمات اللّٰه إن ربک فعّال لما يريد. فقد ظهَر أحـد وعديه ومات أبوها فـى وقـت موعود فكونوا لوعده الآخـر مـن الـمـنتظرين. فتأملوا فـى هـذا تـأمُّلَ المنتقد وانظروا بـالـمـصباح المتّقد هل هو فعلُ اللّٰه تعالىٰ أو كيد المفترين. وهل يجوز أن يستجيب اللّٰه دعاءَ ملحد كافر كما يستجيب

ایمان کیا ہے اور ہم کافروں میں سے ہیں۔ پس میں نے اپنے ربّ کو تضرع وابتہال سے پکارا اور اس کی طرف دستِ سوال دراز کیا پس میرے رب نے مجھے الہام کیا اور فرمایا ''میں ضرور انہیں ان کے نفوس میں نشان دکھاؤں گا اور مجھے خبر دیتے ہوئے فرمایا! میں اُن کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کو ان کے لئے نشان بناؤں گا اور اُس کا نام بھی بتایا اور فرمایا کہ اُسے بیوہ کر دیا جائے گا اور اس کا خاوند اور اس کا والد اس کے نکاح کے دن سے تین سال کے عرصے میں مر جائیں گے۔ پھر ان دونوں کی موت کے بعد ہم اسے تیری طرف لوٹائیں گے اور ان دونوں میں سے کوئی بچانے والوں میں سے نہ ہوگا۔'' اور فرمایا۔ ''ہم اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں۔ خدا کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یقیناً تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔ پس اُس کے اِن دونوں وعدوں میں سے ایک ظاہر ہو چکا ہے اور اُس کا باپ وقت مقررہ کے اندر مر گیا۔ پس اُس کے دوسرے وعدہ (کے پورا ہونے) کے منتظر رہو۔ اس (پیشگوئی) میں ایک نقاد کی طرح غور وفکر کرو اور روشن چراغ کے ساتھ اسے دیکھو کہ کیا یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے یا افترا کرنے والوں کی سازش۔ اور کیا یہ جائز ہے کہ خدا ملحد، کافر کی دعا اسی طرح قبول

☆ غالباً سہو کاتب ہے۔ ''سَتُجْعَلُ'' ہونا چاہیے۔ (ناشر)

دعــــاء الــمــقبــولـيــن. وكيف يــخــفــى أمــرُ رجـل يُـميـتُ اللّٰـهُ لأجـل إعـزازه وإجـلالـه رجُـلَيـن ويـجـعلـه فـى أنبـائـه الـغيبية مـن الـصـادقيـن. إن الــلّٰــه لا يُـظهِـر عـلـى غيبـه أحــدًا إلا مــن ارتــضــى مــن رسـولٍ الـذى أرسـلـه لإصـلاح الــخــلــق فــى زىّ الأنبيــاء والـمـحـدَّثيـن. ومنها ما وعدنى ربــى واسـتـجــاب دعـائـى فـى رجــل مــفسـد عــدو الـلّٰــه و رسـولــه الـمـسـمـى ليـكهـرام الـفشــاورى وأخبــرنــى أنـه من الهــالـكيــن. إنــه كـان يسبّ نبــيَّ الـلّٰـه ويتـكـلـم فـى شـأنـه بــكــلــمــات خبيثة فـدعـوتُ عـلـيــه فبشّــرنــى ربــى بموتـه فـــى ســتّ سنة إن فــى ذلـك لآية للطالبين.

ومـنـهــا مــا وعدنى ربى إذ جـادلَـنـى رجـل مـن المتنصرين

کرے جس طرح وہ مقبول بندوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور ایسے شخص کا معاملہ کس طرح مخفی رہ سکتا ہے جس کے اعزاز وتکریم کی خاطر خدا تعالیٰ دو شخصوں کو مار دے اور اس (شخص) کو خدا کی اخبار غیبیہ بتانے میں سچا ٹھہرائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا سوائے اپنے رسول کے جسے وہ چن لیتا ہے اور اصلاحِ خلق کے لئے انبیاء و محدّثین کے لبادے میں بھیجتا ہے۔ منجملہ ان پیشگوئیوں کے یہ بھی ہے جو میرے رب نے مجھے وعدہ دیا ہے اور میری دعا کو ایک مفسد شخص، اللہ اور اس کے رسول کا دشمن جس کا نام لیکھرام پشاوری ہے، کے بارے میں قبول فرمایا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔ وہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دیتا تھا اور آپ کی شان میں ناپاک کلمات بولتا تھا۔ پس میں نے اس کے خلاف دعا کی تو میرے رب نے مجھے چھ سال کے عرصہ میں اس کی موت کی بشارت دی۔ یقیناً اس میں (حق کے) طالبوں کے لئے عظیم الشان نشان ہے۔

ان نشانات میں سے وہ بھی ہے جو میرے رب نے مجھے وعدہ دیا ہے جب نصاریٰ میں سے

الـذى اسـمــه عبـد اللّٰــه آتهـم العنبرسرى إنه كان أراد أن يشدّ جبائر الحِيَلِ على دين النصارى ويـوارى سَوْءَ تَــه . فـصال على الإسـلام وكـان من المتشـددين. وبـاحَثَنى فى حلقة مغتصّة بالأنام مـختـصّة بـالـزحـام وزخـرفَ مكائده لإرضاء الكافرين. فثنيتُ إليــه عِـنـانــى وأبثثُــه من معارف بيانى وجعلته من المفحَمين.

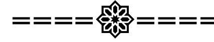
فـمـا وجـم مِـن قـلّة الحيـاء وكان يجمَح فى جهلا ته ويسدَر فـى الـغـلـواء . وامتدّت المباحثة إلـى نصف الشهر وكنا نغدو إليه بـعـد صــلاة الفـجر ونرجـع فى وقـت الـهـجيـر عـند اشتداد حرّ الـظـهيــرة وتـركنا الاسـتـراحة كـالمجاهدين. فبينما أنا فى فكر لأجل ظفر الإسلام وإفحام اللئام فـإذا بشّـرنـى ربـى بـعد دعوتى

ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ آتھم امرتسری ہے مجھ سے مباحثہ کیا۔ اُس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ مکّاریوں کی پٹیاں دین نصاریٰ (کے گرد) باندھے اور اس کی لاش کو چھپائے۔ پس اُس نے اسلام پر حملہ کیا اور وہ شدت پسندوں میں سے تھا۔ اُس نے مجھ سے لوگوں سے بھری ہوئی مجلس میں جو اس ہجوم کے لئے مختص تھی مباحثہ کیا اور کافروں کو راضی کرنے کے لئے اپنی مکّاریوں پر ملمع سازی کی۔ پس میں نے اپنی توجہ اُس کی طرف موڑی اور اپنے بیان کے معارف اس کے سامنے کھول کر رکھے اور اس کا منہ بند کر دیا۔ لیکن حیاء کی کمی کی وجہ سے وہ چپ نہ ہوا اور اپنی جہالت میں سرکشی دکھائی اور غلو میں بڑھتا گیا۔ اور یہ مباحثہ نصف مہینہ تک ممتد ہو گیا۔ ہم نماز فجر کے بعد اُس کے پاس جاتے تھے اور دوپہر کے وقت جبکہ گرمی کی شدت ہوتی تھی واپس لوٹتے تھے اور ہم نے مجاہدین کی طرح آرام ترک کر دیا تھا۔ اسی دوران جبکہ میں غلبۂ اسلام اور کمینوں کا منہ بند کرنے کی فکر میں تھا تو میرے رب نے مجھے میری دعا کے بعد

بموته إلى خمسة عشر أشهر من يوم خاتمة البحث فاستيقظت وكنت من المطمئنين. ثم جئناه واجتمعت الحلقة و حضر الخاص والعام وأُحضِرت الدواة و الأقلام فما لبثتُ أن قعدتُ وأنبأتُ مِن كل ما أُخبِرتُ من ربّ الأرباب وأمليتُه في الكتاب ثم ارتحلت من دار غربتي وحسبت ذلك البحث أفضل قُربتي وحسبت ذلك النبأ نعمة من نعماء رب العالمين. فتفكروا عافاكم الله ولا تعجلوا في تكفيري ولا تسُبُّوا ولا تقذِفوا وإن كنتم في شك فانتظروا هذه الأنباء المذكورة فإنها معيار لصدقي وكذبي. وإن لم تنتهوا فقد تمّتْ عليكم حجّة اللّه وحجّتي ولن تضرّوني شيئًا وستُسألون

بحث کے خاتمہ سے لیکر پندرہ ماہ تک اس کی موت کی بشارت دی۔ پس میں بیدار ہوا اور میں مطمئن تھا۔ پھر ہم اس کے پاس آئے اور مجلس لگ گئی اور خاص و عام حاضر ہو گئے اور دوات اور قلمیں لائی گئیں۔ پس بیٹھتے ہی میں نے وہ تمام خبر جو مجھے رَبُّ الاَرباب کی طرف سے دی گئی تھی بتا دی۔ اور اسے کتاب میں لکھوا دیا پھر میں اپنے مسافر خانہ سے روانہ ہوا۔ اور میں اس بحث کو اپنے افضل ترین تقرّب اِلَی اللہ کے کاموں سے سمجھتا ہوں اور میں اس خبر کو ربّ العالمین کی نعمتوں میں سے عظیم نعمت پاتا ہوں۔ پس تم غور وفکر کرو اللہ تمہیں عافیت سے رکھے۔ میری تکفیر کرنے میں جلدی نہ کرو اور نہ گالیاں دو اور نہ ہی بہتان تراشی کرو۔ اور اگر تم شک میں ہو تو ان مذکورہ بالا خبروں (کے پورا ہونے) کا انتظار کرو کیونکہ یہ میری سچائی اور جھوٹ کے لئے ایک معیار ہے۔ اور اگر تم باز نہ آئے تو اللہ کی اور میری حجّت تو تم پر تمام ہو چکی ہے اور تم مجھے ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکو گے اور مالک یوم الدین کے ہاں تم ضرور

عــنــد مــالک يــوم الــديــن. وإن تتــوبـوا وتتـقـوا فــاللّٰـه لا يُضيع أجر المحسنين۔



پوچھے جاؤ گے۔ اور اگر تم توبہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔



حاشيه متعلقه ص ١٦٢۔و اسم بعلها سـلـطان محمد ابن محمد بيک و محمد بيک ابن نظام الدين و اسم عم بعلها محمود بيک و هم سكان قـرية مـنـحـوسة الـمسـماة فتّى فى ضــلـع لاهـور. و اسـم أبيهـا مـرزا أحـمـد بيک و تُـوُفِّـيَ بعد إلهامى هـذا فـى ميـعاد الإلهام. و أما بعلها سـلـطـان مـحـمـد فـحَيٌّ و بقى من ميعاد موته قريبا من السنة. ربنا افتَحْ بيـننا و بين قومنا بالحق و أنت خير الـفـاتحين. منه. اصفر سنة ١٣١١ھ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶۲۔ اور اس کے خاوند کا نام سلطان محمد ابن محمد بیگ ابن نظام الدین ہے اور اس کے خاوند کے چچا کا نام محمود بیگ ہے اور وہ ضلع لاہور میں ایک منحوس بستی پٹی کے رہنے والے ہیں۔ اور اس کے باپ کا نام مرزا احمد بیگ ہے اور وہ میرے اس الہام کے بعد الہام کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور رہ گیا اس کا خاوند سلطان محمد تو وہ زندہ ہے اور اس کی موت کی میعاد میں سے تقریباً ایک سال باقی ہے۔ ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين ۔ یکم صفر ۱۳۱۱ھ